وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ

اور ہم نے آسان کر دیا قرآن سمجھنے کو پھر ہے کوئی سوچنے والا ۔

تفسیر ابن کثیر اردو

پارہ ۲۱

علامہ ابن کثیرؒ

ناشر
مکتبہ فیض القرآن دیوبند یوپی

تفسیر ابن کثیر اور تفہیم البخاری کے دو اہم پروگراموں کے ساتھ مکتبہ فیض القرآن دیوبند کی تیسری مایۂ ناز پیش کش

جدید تفسیر حقانی معہ حواشی و اضافات

مصنفہ: عمدۃ المحدثین فخر المفسرین شیخ العلامہ حضرت مولانا عبدالحق صاحب حقانی دہلوی رح

قرآن کی خدمت ایک سعادت، اس میں تعاون تازگی ایمان کی علامت ہے۔ قرآن مسلمان کی زندگی کا امام، سرچشمۂ خیر و برکت، کتاب ہدایت اور تمام احکام اسلامی کا ایک مجموعۂ قانون ہے۔ ہمنے محض اسلام کی خدمت کے نقطۂ نظر سے دورِ حاضر کی ایک بڑی ضرورت کو مکمل کرنیوالی تفسیر کا آپ کیلئے انتخاب کیا ہے۔ یہ تفسیر مشہور مفسر علامہ حقانی رح کے علومِ قرآنی کا ایک کامیاب و نادر ذخیرہ ہے جس میں سلیس بامحاورہ اردو ترجمہ، روایاتِ صحیحہ معہ حوالہ کتب، ربط آیات، ترکیب، شانِ نزول، مستند قصص و واقعات اور جملہ مسائلِ ضروریہ یکجا جمع کردیئے گئے ہیں، اس تفسیر میں مخالفینِ اسلام کے جملہ اعتراضات پر دندان شکن مکمل و مدلل جوابات جو دورِ حاضر کے ذہنوں کی صحیح معنوں میں عکاسی کرتے ہیں موجود ہیں، ہمنے اس تفسیر کو عصرِ حاضر کے رجحانات سے زیادہ قریب کرنے اور عام مسلمانوں کے لئے اس کو مفید بنانے کے لیے حسبِ ذیل اضافات بھی کیے ہیں:۔

خصوصیات

(۱) اس تفسیر کی زبان قدیم تھی جس کی وجہ سے مطالب سمجھنے میں دشواری ہوتی تھی اسلئے کافی احتیاط کے ساتھ زبان میں اتنی نزاکت پیدا کردی گئی جس کی بنا پر اب یہ تفسیر نہایت سہل و دلکش ہوگئی، نیز عنوانات کا اضافہ جس کی وجہ سے مختلف مضامین ایک دوسرے سے ممتاز ہوگئے ہیں (۲) علامہ حقانی نے زیادہ تر عیسائیت اور نیچریت کی تردید میں زورِ قلم صرف کیا ہے، "جدید تفسیر حقانی" میں اس کے علاوہ موجودہ وقت کے تمام گمراہ فرقوں کے باطل خیالات کی تردید بھی کردی گئی ہے جس کی وجہ سے اب اس تفسیر کی افادیت کہیں سے کہیں پہنچ گئی ہے۔ (۳) کیونکہ مفسر فاضل کے پیشِ نظر عیسائیت اور نیچریت کی تردید تھی اسلئے ان کا قلم لطائفِ قرآنی کو چھوڑتا چلا گیا۔ جدید تفسیر میں ان تمام لطائف و نکات کو اس طرح سمیٹ لیا گیا کہ اب اس تفسیر کے بعد آپ کسی اور تفسیر کے ہرگز محتاج نہیں رہیں گے (۴) علمائے دیوبند اور قرآنی علوم کے ماہرین کی اچھوتی تحقیقات کے ساتھ ساتھ مولانا آزاد اور دورِ حاضر کے ان کامیاب مفسرین کی تحقیقات کے جابجا خلاصے، نیز فخر رازی اور طنطاوی کے مایۂ ناز انکشافات اس طرح سمیٹ لیے گئے کہ اب آپ کو تفسیر رازی اور طنطاوی کی طویل جلدوں کا مطالعہ غیر ضروری معلوم ہوگا:۔

پروگرام

مکمل تفسیر حقانی ۳۵ جزوں میں شائع کی جائے گی، ہر جز کی ضخامت وسطاً ایک سو صفحات ہوگی، جو ہرماہ ایک ایک جز کی شکل میں چھپے گی سائز ۲۰×۳۰/۸ کاغذ عمدہ سفید، کتابت طباعت معیاری، ٹائٹل رنگین، ہدیہ فی جز ایک روپیہ پچیس نئے پیسے علاوہ ڈاک خرچ ہوگا، یہ رعایت صرف ممبران کے لئے مخصوص ہے، عام ہدیہ دو روپیہ فی جز ہوگا۔ اس سلسلہ کی دائمی شرکت کیلئے ایک روپیہ بذریعہ منی آرڈر روانہ فرما کر ممبر بن جائیے۔ ممبران کی خدمت میں ہرماہ "جدید تفسیر حقانی" کا ایک ایک جز معہ ڈاک خرچ بذریعہ وی پی مبلغ دو روپے ارسال کیا جاتا رہیگا لیکن اگر آپ پانچ دوست مل کر ہر جز کے ہمراہ پانچ نسخے یکجا طلب فرمائینگے تو رعایتی وی پی معہ ڈاک خرچ آٹھ روپے کی ارسال ہوگی:۔

آپ کے پُرخلوص تعاون کا منتظر: مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور یوپی

تفسیر ابنِ کثیرؒ اردو

جس پر علمائے اسلام کا اتفاق ہے کہ اس کے بعد کی تمام تفاسیر قرآن اسی سے ماخوذ ہیں

مصنفہ

علامہ ابن کثیرؒ

ترجمۂ قرآن پاک

حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

حواشی و اضافات

مولانا انظر شاہ کشمیری مدرس دار العلوم دیوبند ابن حضرت مولانا علامہ
سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ سابق محدث دار العلوم
دیوبند

پارہ ۲۱ ناشر جز ۲۲

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور (یوپی)

تفسیر ابنِ کثیر (اُردو)

کے جملہ حواشی، اضافات، ترمیم اور عنواناتِ جدیدہ کے جملہ حقوق
بحق مشہود اقبال مالک مکتبہ فیض القرآن دیوبند محفوظ ہیں۔
لہذا کوئی صاحب اسکی نقل چھاپنے کی کوشش نہ فرمائیں ورنہ
نقصان اُٹھائیں گے۔

مکتبہ فیض القرآن دیوبند (یو۔پی)

آپ کی علمی، عصری اور اسلامی ضرورتوں کو پورا کرنیوالا اور
صحیح قرآن کریم و پارہ ہائے قرآن مجید، مستند و مفید تفاسیر
اور اسلامی کتب کو فراہم و شائع کرنیوالا اپنی نوعیت کا
واحد مرکز ہے۔

اسکی کامیابی و کامرانی کا راز آپکی مخلصانہ خدمات میں پوشیدہ ہے۔

ناظم کتب خانہ

طبع اول .... دو ہزار
مطبوعہ وسیم فائن آرٹ پرنٹنگ پریس دیوبند
ھدیہ ... ۲ دو روپے

فہرست مضامین تفسیر ابن کثیر اردو پارہ ۲۱ جزء ۲۲

نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ	نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱	سورۂ عنکبوت مکیہ	۵	۲۶	ٹھنڈی ہوائیں	۳۶	۵۲	ایک بیہودہ خیال	۶۳
۲	تعلیم قرآن اقامت صلوٰۃ، خصوصیات نماز ذکر اللہ اور خدائے علام الغیوب	۵	۲۷	آسمان میں تیرتے ہوئے بادل	۳۷	۵۳	وہ منظر	۶۴
۳	مجادلہ و مناقشہ	۷	۲۸	ہدایت و ضلالت	۳۸	۵۴	سر بسجود	۶۵
۴	نزول کتاب	۸	۲۹	یہ مراحل	۳۹	۵۵	برابر تو نہیں ہو سکتے	۶۸
۵	معجزات کا معاندانہ مطالبہ	۱۰	۳۰	وہ ساعت	۳۹	۵۶	یوم فصل	۶۹
۶	عذاب الٰہی کا احمقانہ سوال	۱۱	۳۱	مثالوں کے پردے میں	۴۰	۵۷	آیات بینات	۷۰
۷	کل نفس ذائقۃ الموت	۱۲	۳۲	تفسیر سورۂ لقمان مکیہ	۴۱	۵۸	یوم الفتح	۷۱
۸	ایک حقیقت	۱۴	۳۳	نیکوکار جماعت	۴۲	۵۹	تفسیر سورۂ احزاب مدینہ	۷۲
۹	ایک کھیل	۱۵	۳۴	داستان بے حقیقت	۴۲	۶۰	توکل علی اللہ	۷۳
۱۰	اور یہ انعامات	۱۶	۳۵	ایمان اور کام اچھے	۴۳	۶۱	دل تو ایک ہی ہے	۷۳
۱۱	تفسیر سورۂ روم مکیہ	۱۶	۳۶	چرخ نیل فام اور بے ستون	۴۴	۶۲	شفیق اور رحیم پیغمبر	۷۶
۱۲	ایک پیشگوئی	۱۷	۳۷	حکمت لقمان	۴۴	۶۳	ایک عہد	۷۷
۱۳	غور و فکر	۲۳	۳۸	دلپذیر نصائح	۴۶	۶۴	ایک حادثہ اور اس پر امداد کا فتح باب	۷۹
۱۴	روز قیامت	۲۴	۳۹	اور یہ کام کی باتیں	۴۸	۶۵	شدید پریشانی	۸۳
۱۵	تسبیح خداوندی	۲۵	۴۰	انعام و اکرام اور پھر بے عنوانیاں	۵۳	۶۶	مجاہدانہ زندگی یا بزدلی کا مظاہرہ	۸۴
۱۶	اور یہ نشانیاں	۲۵	۴۱	عروۃ الوثقیٰ	۵۴	۶۷	خالی خولی باتیں اور درپردہ فریب کارانہ سازشیں	۸۴
۱۷	زمین و آسمان	۲۶	۴۲	ایک سوال	۵۴	۶۸	یہ بزدلی	۸۵
۱۸	کوندتی بجلیاں	۲۷	۴۳	کلمات اللہ	۵۵	۶۹	اسوۂ حسنہ	۸۵
۱۹	سب عاجز و ناتواں	۲۸	۴۴	گردش لیل و نہار	۵۶	۷۰	ایفاء عہد	۸۶
۲۰	ایک مثال	۲۹	۴۵	یہ سمندر اور تیرتے جہاز	۵۷	۷۱	تائید ایزدی	۸۸
۲۱	دین حنیف	۳۰	۴۶	وہ دن	۵۸	۷۲	مرغ پر اس طرح	۸۹
۲۲	انسان کی ایک عجیب عادت	۳۲	۴۷	یہ معلومات	۵۸	۷۳	نعت تو اس صنف کی [illegible]	۹۳
۲۳	یہی ہیں فلاح یاب	۳۳	۴۸	تفسیر سورۂ الم سجدہ مکیہ	۶۰		[illegible] ضحاک بھی یہی فرماتے [illegible]	۹۴
۲۴	دنیا فساد کے دہانے پر	۳۴	۴۹	یہ کتاب	۶۱			
۲۵	دین قیم	۳۵	۵۰	چھ روز				
			۵۱	ہر چیز	۶۲			

حیاتِ انور

فخر المحدثین علامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

کی

تاریخِ حیات

علمی اور تحقیقی کارنامے کبھی صدیوں اور کبھی سالوں میں جاکر انجام پاتے ہیں بڑے کام بڑی مدت اور بڑی کاوش فکر کے بغیر پورے نہیں ہوتے فخر المحدثین حضرت علامہ سید انور شاہ کشمیری کے انتقال کے بیس سال بعد اُن کی تاریخِ حیات علم وفضل اور زہد و ورع کی تمام راہوں پر اُن کی کامیاب جادہ پیمائی کی یہ داستان اُن کے مخصوص ومشہور شاگردوں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب، حضرت مولانا محمد طیب صاحب، حضرت مولانا محمد حفظ الرحمن صاحب، مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب عثمانی، مولانا سعید احمد اکبرآبادی، مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی، مولانا محمد منظور نعمانی، مولانا محمد میاں صاحب دیوبندی، اور دوسرے مستند علماء اور ذمہ دار مفکرین کی زبانِ قلم سے سنیئے۔

ایک ایسی کتاب جو آپ کو اس صدی کے ایک فقیہ النفس انسان عشق محمدی میں ڈوبی ہوئی ایک روح علم وفضل کی بلندیوں پر متمکن ایک عالم اور زہد و شرافت کی خوبصورتیوں سے مزین ایک ایک مردِ صالح سے متعارف کرائے گی بہترین کتابت، خوشگوار طباعت دبیز اور چکنا کاغذ، نظر کش سرورق۔

ہدیہ چار روپے (للعم) مجلد

[illegible] بند (یوپی)

پارہ اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ ۲۱

سُورۂ عنکبوت مکیۃ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَ

جو کتاب آپ پر وحی کی گئی ہے آپ اسے پڑھا کیجئے اور

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ

نماز کی پابندی رکھیے بیشک نماز (اپنی وضع کے اعتبار سے) بےحیائی اور ناشائستہ کاموں سے روک ٹوک کرتی رہتی ہے اور اللہ کی یاد بہت بڑی

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ①

چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو جانتا ہے۔

تعلیم قرآن، اقامت صلوٰۃ، خصوصیات نماز، ذکر اللہ اور خدائے علام الغیوب۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ایمانداروں کو حکم دے رہا ہے کہ وہ قرآن کریم کی تلاوت کرتے رہیں اور اسے اوروں کو بھی سنائیں اور نماز پابندی سے پڑھتے رہا کریں۔ نماز انسان کو ناشائستہ کاموں اور نالائق حرکتوں سے باز رکھتی ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان

یہ مشہور ہے اطباء کے یہاں کہ فلاں دوا کی خصوصیت یہ ہے تاثیر یہ ہے کام یہ کرتی ہے دوا یہ فائدہ پہونچائے گی، بشرطیکہ اس طرح استعمال کیجئے، یہ پرہیز رکھا گیا۔ اب اگر اس دوا کو طبیب کی ہدایت کے مطابق استعمال نہیں کیا، پرہیز وہ نہ رکھا جس کی طرف حکیم نے توجہ دلائی تھی۔ اور نتیجہ خاطر خواہ نہ نکلا تو اس کا الزام اس کا نہ طبیب پر ہے اور نہ دوا پر بلکہ کہئے غلطی سے کچھ بیماری کی ہے اسی کی بدنظمی نے [illegible] نہ پہونچنے دیا جو ہونا چاہیے تھا۔ اب نماز کا ایک مزاج ہے ایک تاثیر ہے، لیکن کچھ اس کی شرائط بھی ہیں مثلاً کامل طہارت، خشوع، خضوع [illegible] پھر اس طرح [illegible] تو اس معنی کی رو [illegible] کو بخوبی و درستگی طور پر ادا کرنا۔ خدا تعالیٰ کی طرف نماز میں کامل توجہ وغیرہ۔ اب اگر یہ [illegible] تو نماز سے [illegible] ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے [illegible] تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یعنی فحشاء، برائیاں، اور منکر (غیر پسندیدہ [illegible] [illegible] ہوگا۔

ہے کہ جس نمازی کی نماز نے اُسے گناہوں اور سیاہ کاریوں سے باز نہ رکھا وہ اللہ سے بہت دور ہو جاتا ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا جسے اُس کی نماز بے جا اور فحش کاموں سے نہ روکے سمجھ لو کہ اسکی نماز خدا کے ہاں مقبول نہیں ہوئی۔ اور روایت میں ہے کہ وہ خدا سے دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ ایک موقوف روایت میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جو نمازی بھلے کاموں والا اور بُرے کاموں سے بچنے والا نہ ہو سمجھ لو کہ اس کی نماز اسے خدا سے اور دور کرتی جارہی ہے۔[عہ] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو نماز کی بات نہ مانے اس کی نماز نہیں۔ نماز بے حیائی اور بدفعلیوں سے روک رہی ہے اس کی اطاعت یہ ہے کہ ان واہی کاموں سے نمازی رُک جائے۔ حضرت شعیب علیہ السلام سے جب ان کی قوم نے کہا کہ اے شعیبؑ کیا تمہیں تمہاری نماز حکم کرتی ہے؟ تو حضرت سفیان نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ہاں خدا کی قسم نماز حکم بھی کرتی ہے اور منع بھی کرتی ہے حضرت عبداللہؓ سے کسی نے کہا فلاں شخص بڑی لمبی نماز پڑھتا ہے آپ نے فرمایا نماز اسے نفع دیتی ہے جو اس کا کہا مانے۔ میری تحقیق میں اوپر جو مرفوع روایت بیان ہوئی اس کا بھی موقوف ہونا ہی زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے کہا کہ حضورؐ فلاں شخص نماز پڑھتا ہے لیکن چوری نہیں چھوڑتا۔ آپ نے فرمایا عنقریب اس کی نماز اس سے یہ بُرائی چھڑا دے گی۔ چونکہ نماز ذکر اللہ کا نام ہے اسی لئے اس کے بعد ہی فرمایا یادِ خدا بڑی چیز ہے اللہ تعالیٰ تمہاری تمام باتوں سے اور تمہارے کُل کاموں سے باخبر ہے۔ حضرت ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں نماز میں تین چیزیں ہیں اگر یہ نہ ہوں تو نماز نماز نہیں۔ اخلاص خوفِ خدا اور ذکر اللہ۔ اخلاص سے تو انسان نیک ہو جاتا ہے اور خوفِ خدا سے انسان گناہوں کو چھوڑ دیتا ہے اور ذکر اللہ یعنی قرآن اسے بھلائی برائی بتا دیتا ہے وہ حکم بھی کرتا ہے اور منع بھی کرتا ہے۔ ابن عون انصاریؒ فرماتے ہیں جب تو نماز میں ہو تو تو نیکی میں ہے اور نماز تجھے فحش اور منکر سے بچائے ہوئے ہے اور اس میں جو کچھ تو ذکر خدا کر رہا ہے وہ تیرے لئے بڑے ہی فائدے کی چیز ہے۔ حمادؒ کا قول ہے کہ اور کچھ اگر نہیں اتنا تو ضرور ہے کہ بحالت نماز تو بُرائیوں سے بچا رہیگا جو بندہ یادِ خدا کرتا ہے خدائے تعالیٰ بھی اُسے یاد کرتا ہے۔ اس نے کہا ہمارے ہاں جو صاحب ہیں وہ تو کہتے ہیں کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ جب خدا کا ذکر کرو گے تو وہ تمہاری یاد کرے گا اور یہ بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ تم میری یاد کرو میں تمہاری یاد کروں گا اسے سُنکر آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا یعنی دونوں مطلب درست ہیں۔ یہ بھی اور وہ بھی اور حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ تفسیر منقول ہے۔ حضرت عبداللہ بن ربیعہؒ سے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے دریافت فرمایا کہ اس جملے کا مطلب جانتے ہو؟ انہوں نے کہا ہاں اس سے مراد نماز میں سبحان اللہ الحمدللہ اللہ اکبر وغیرہ کہنا ہے آپ نے فرمایا تو نے عجیب بات کہی یہ یوں نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ حکم کے اور منع کے وقت خدا کا تمہیں یاد کرنا تمہارے ذکر اللہ سے بہت بڑا اور بہت اہم ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت ابو درداؓ حضرت سلمان فارسیؓ وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے اور اسی کو امام ابن جریرؒ پسند فرماتے ہیں۔

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا

اور تم اہل کتاب کے ساتھ بجز مہذب طریقے کے مباحثہ مت کرو ہاں جو ان میں زیادتی کریں اور یوں کہو کہ ہم اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں

بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ②

جو ہم پر نازل ہوئی اور ان کتابوں پر بھی جو تم پر نازل ہوئیں اور ہم بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہے اور ہم تو اسی کی اطاعت کرتے ہیں۔

[عہ] جیسا کہ دوائی [illegible] ستعمال ہو تو بجائے فائدہ کے اور نقصان پہنچاتی ہے بلکہ اگر کھانا ہی غلط طریقہ پر ہو تو جزو بدن ہونے کے بجائے [illegible] فاسد کر دیتا [illegible] خراب ہو جاتی ہے۔

مجادلہ ومناقشہ

حضرت قتادہؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت جہاد کے حکم کی آیت کے ساتھ منسوخ ہے اب تو یہی ہے کہ یا تو اسلام قبول کریں یا جزیہ ادا کریں یا لڑائی لڑیں۔ لیکن اور بزرگ مفسرین کا قول ہے کہ یہ حکم اور باقی ہے جو یہودی یا نصرانی دینی امور کو سمجھنا چاہے اُسے مہذب طریقے پر اچھے ہوئے پیرائے سے سمجھا دینا چاہیے۔ کیا عجب کہ وہ راہ راست اختیار کرلے جیسے اور آیت میں عام حکم موجود ہے اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ الخ اپنے رب کی راہ کی دعوت حکمت اور بہترین نصیحت کی ساتھ لوگوں کو دو۔ حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کو جب فرعون کی طرف بھیجا جاتا ہے تو فرمان ہوتا ہے کہ فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَّيِّنًا لَّعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَىٰ یعنی اس سے نرمی سے گفتگو کرنا ہو سکتا ہے کہ وہ نصیحت قبول کرلے اور اس کا دل پگھل جائے۔ یہی قول حضرت امام ابن جریرؒ کا پسندیدہ ہے اور حضرت ابن زیدؒ سے بھی یہی منقول ہے۔ ہاں ان میں سے جو ظلم پر اصرار کریں اور ضد اور تعصب برتیں حق کو قبول کرنے سے انکار کردیں تو پھر مناظرے مباحثے بے سود ہیں۔ پھر تو جدال وقتال کا حکم ہے جیسے جناب باری عز اسمہٗ کا ارشاد ہے لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ الخ ہم نے رسولوں کو واضح دلیلوں کے ساتھ بھیجا اور اُن کے ہمراہ کتاب و میزان نازل فرمائی تاکہ لوگوں میں عدل و انصاف قائم ہو سکے۔ اور ہم نے لوہا بھی نازل فرمایا ہے جس میں سخت لڑائی ہے الخ پس حکم خداوندی یہ ہے کہ بھلائی سے اور نرمی سے جو نہ مانے اس پر پھر سختی کی جائے۔ جو لڑے اس سے لڑا جائے ہاں یہ اور بات ہے کہ ماتحتی میں رہ کر جزیہ ادا کرے۔ پھر فرماتا ہے کہ جس کے کھرے کھوٹے ہونے کا تمہیں یقینی علم نہ ہو تو اس کی تکذیب کی طرف قدم نہ بڑھاؤ اور نہ بے تامل تصدیق کردیا کرو۔ ممکن ہے کہ کسی امر حق کو تم جھٹلا دو اور ممکن ہے کسی باطل کی تصدیق کر بیٹھو۔ پس شرطیہ تصدیق کرو۔ یعنی کہہ دو کہ ہمارا خدا کی ہر بات پر ایمان ہے اگر تمہاری پیش کردہ چیز خدا کی نازل کردہ ہے تو ہم اسے تسلیم کرتے ہیں اور اگر تم نے تبدیل و تحریف کردی ہے تو ہم اسے نہیں مانتے صحیح بخاری شریف میں ہے کہ اہل کتاب توراۃ کو عبرانی زبان میں پڑھتے اور ہمارے سامنے عربی میں اس کا ترجمہ کرتے اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ تم انہیں سچا کہو نہ جھوٹا بلکہ تم اٰمَنَّا بِالَّذِي الخ سے آخر آیت تک پڑھ دیا کرو۔ مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی آیا اور کہنے لگا کیا یہ مردے بولتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اللہ ہی کو علم ہے۔ اس نے کہا میں جانتا ہوں یہ یقیناً بولتے ہیں اس پر حضورؐ نے فرمایا یہ اہل کتاب جب تم سے کوئی بات بیان کریں تو تم ان کی نہ تصدیق اور نہ تکذیب بلکہ کہہ دو کہ ہمارا خدا پر اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان ہے۔ یہ اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی جھوٹ کو تسلیم کرو۔ یا کسی سچ کو جھوٹ بتلا دو، حالانکہ یہ سخت برا کام ہے۔ یہاں یہ بھی خیال رہے کہ اہل کتاب کی اکثر و بیشتر باتیں تو غلط اور جھوٹ ہی ہوتی ہیں۔ عموماً بہتان و افترا ہوتا ہے۔ ان میں تحریف و تبدیل تغیر و تاویل رواج پا چکی ہے اور صداقت ایسی رہ گئی ہے کہ گویا کچھ بھی نہیں۔ پھر ایک بات اور بھی ہے کہ بالفرض یہ سچی بھی ہو تو ہمیں کیا فائدہ؟ ہمارے پاس تو خدا کی کامل کتاب موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اہل کتاب سے تم کچھ بھی نہ پوچھو۔ وہ خود جبکہ گمراہ ہیں تو تمہاری رہبری کیا کریں گے؟ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ ان کی کسی سچی بات کو تم جھٹلا دو۔ یا ان کی کسی جھوٹی بات کو تم تسلیم کرلو۔ یاد رکھو ہر اہل کتاب کے دل میں اپنے دین کا ایک تعصب ہے۔ جیسے کہ مال کی خواہش ہوتی ہے (ابن جریر) صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں تم اہل کتاب سے سوالات کیوں کرتے ہو؟ تم پر تو خدا کی طرف سے ابھی ابھی کتاب نازل ہوئی ہے جو بالکل خالص ہے جس میں باطل کی کوئی آمیزش نہیں اور نہ ہو سکے۔ تم سے تو خود خدائے تعالے نے فرما دیا کہ اہل کتاب نے خدا کے دین کو بدل ڈالا خدا کی کتاب میں تغیر کردیا اور اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو خدا کی کتاب کہنے لگے اور دنیوی نفع حاصل کرنے لگے۔ کیوں بھلا تمہارے پاس جو علم خدا ہے کیا وہ تمہیں کافی نہیں؟ کہ تم ان سے دریافت کرو۔ دیکھو تو کس قدر ستم ہے کہ اُن میں سے تو ایک بھی تم سے کبھی کچھ نہ پوچھے اور تم اُن سے دریافت کرتے پھرو؟ صحیح بخاری شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مدینے [illegible] قریش کی ایک جماعت کے سامنے فرمایا کہ دیکھو ان تمام اہل کتاب میں اور ان کی باتیں بیان کرنے والوں میں سب سے اچھے اور سچے کعب احبار ہیں لیکن پر اس طرح باوجود اس کے ان کی باتوں میں بھی ہم جھوٹ پاتے ہیں، بلکہ جن کتابوں پر انہیں [illegible] ہے وہ خود گیا [illegible] تو اس معنی کی رو [illegible] ان میں خود

[illegible] ہے ضحاک بھی یہی فرماتے [illegible]

سچ جھوٹ صحیح غلط بھرا پڑا ہے۔ ان میں مضبوط ذی علم حافظوں کی جماعت تھی ہی نہیں یہ تو اسی امت مرحومہ پر خدا کا فضل ہے کہ اس میں بہترین دل ودماغ والے اور اعلیٰ فہم وذکا والے اور عمدہ حفظ واتقان والے لوگ خدا نے پیدا کر دئے۔ لیکن پھر بھی آپ دیکھئے کہ کس قدر موضوعات کا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے؟ اور کس طرح لوگوں نے باتیں گھڑ لی ہیں۔ گو محدثین نے اس باطل کو حق سے بالکل جدا کر دیا۔ فالحمد للہ۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ

اور اسی طرح ہم نے آپ پر کتاب نازل فرمائی سو جن لوگوں کو ہم نے کتاب (کی نافع سمجھ) دی ہے وہ اس (آپ والی کتاب) پر ایمان لے آتے ہیں۔ اور ان (اہل عرب مشرک) لوگوں میں بھی بعض

مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ③ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ

ایسے (منصف) ہیں کہ اس کتاب پر ایمان لے آتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بجز (ضدی) کافروں کے اور کوئی منکر نہیں ہوتا۔ اور آپ اس کتاب سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھے ہوئے

قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ④ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ

تھے اور نہ کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے لکھ سکتے کہ ایسی حالت میں یہ ناحق شناس لوگ کچھ شبہ نکالتے بلکہ یہ کتاب خود بہت سی واضح

بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ⑤

دلیلیں ہیں ان لوگوں کے ذہن میں جن کو علم عطا ہوا ہے اور ہماری آیتوں سے بس ضدی لوگ انکار کئے جاتے ہیں۔

نزول کتاب

فرمان ہے کہ جیسے ہم نے اگلے انبیاء پر اپنی کتابیں نازل فرمائی تھیں اسی طرح یہ کتاب یعنی قرآن شریف ہم نے اپنے ہمارے آخری رسول تم پر نازل فرمایا ہے۔ پس اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ہماری کتاب کی قدر کی اور اس کی تلاوت کا حق ادا کیا وہ جہاں اپنی کتابوں پر ایمان لائے اس پاک کتاب کو بھی مانتے ہیں جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالےٰ عنہ وغیرہ اور ان لوگوں یعنی قریش وغیرہ میں سے بھی بعض لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں ہاں جو لوگ باطل سے حق کو چھپانے والے اور سورج کی روشنی سے آنکھیں بند کرنے والے ہیں وہ تو اس کے بھی منکر ہیں۔ پھر فرماتا ہے اے نبی تم ان میں مدت العمر رہ چکے ہو اس قرآن کے نازل ہونے سے پہلے اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ ان میں گذار انہیں خوب معلوم ہے کہ آپ پڑھے لکھے نہیں ساری قوم جانتی ہے کہ آپ محض امی ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں نہ پڑھنا۔ پھر آج جو آپ ایک انوکھی فصیح وبلیغ اور پُر از حکمت کتاب پڑھتے ہیں ظاہر ہے کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ آپ اس حالت میں کہ ایک حرف پڑھے ہوئے نہیں خود تصنیف وتالیف کر نہیں سکتے حضورؐ کی یہی صفت اگلی کتابوں میں تھی جیسے قرآن ناقل ہے کہ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ الخ یعنی جو لوگ پیروی کرتے ہیں اس رسول ونبی امی کی جس کی صفات وہ اپنی کتاب توراۃ وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہیں جو انہیں نیکیوں کا حکم کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ لطف یہ ہے کہ اللہ کے معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ لکھنے سے دور ہی رکھے گئے۔ ایک سطر کیا معنی ایک حرف بھی لکھنا آپ کو نہ آتا تھا۔ آپ نے کاتب مقرر کر لئے تھے جو وحی خدا کو لکھ لیتے تھے اور ضرورت کے وقت شاہان دنیا سے خط وکتابت بھی وہی کرتے تھے پچھلے فقہاء میں سے قاضی ابوالولید باجی وغیرہ نے کہا ہے کہ حدیبیہ والے دن خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے یہ جملہ صلحنامے میں لکھا تھا کہ ھٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ یعنی یہ وہ شرائط ہیں جن پر محمد بن عبداللہ نے فیصلہ کیا یہ قول درست نہیں۔ یہ وہم قاضی صاحب کو بخاری شریف کی اس روایت سے ہو [illegible] ہے جس میں یہ الفاظ ہیں کہ ثُمَّ اَخَذَ فَکَتَبَ یعنی پھر حضورؐ نے آپ لے کر لکھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے لکھنے کا حکم دیا جیسے [illegible]یت میں صاف موجود ہے کہ ثُمَّ اَمَرَ فَکَتَبَ یعنی آپ نے پھر حکم دیا اور لکھا گیا۔ مشرق ومغرب کے تمام علماء [illegible] نیرہ پر انہوں نے [illegible] قول کا سخت رد کیا ہے اور اس سے بیزاری ظاہر کی ہے اور اس قول کی

تردید اپنے اشعار اور خطبوں میں بھی کی ہے لیکن یہ بھی خیال رہے کہ قاضی صاحب وغیرہ کا یہ خیال ہرگز نہیں کہ آپ اچھی طرح لکھنا جانتے تھے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ آپ کا یہ جملہ صلح نامے پر لکھ لینا آپ کا ایک معجزہ تھا۔ جیسے کہ حضورؐ کا فرمان ہے کہ دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا اور ایک روایت میں ہے ک ف ر لکھا ہوا ہوگا جسے ہر مومن پڑھ لے گا یعنی اگرچہ اَن پڑھ ہو تب بھی اُسے پڑھ لے گا یہ مومن کی ایک کرامت ہوگی اسی طرح یہ فقرہ لکھ لینا خدا کے نبیؐ کا ایک معجزہ تھا۔ یہ مطلب اس کا ہرگز نہیں کہ آپ لکھنا جانتے تھے یا آپ نے سیکھا تھا۔ بعض لوگ ایک روایت پیش کرتے ہیں جس میں ہے کہ آنحضورؐ کا انتقال نہ ہوا جب تک کہ آپ نے لکھنا نہ سیکھ لیا یہ روایت بالکل ضعیف ہے بلکہ محض بے اصل ہے۔ قرآن کریم کی اس آیت کو دیکھئے کسقدر تاکید کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑھا ہوا ہونے کا انکار کرتی ہے اور لکھنے کی نفی کے ساتھ پُر زور الفاظ میں اس کا بھی انکار کرتی ہے کہ آپ لکھنا جانتے ہوں۔ یہ جو فرمایا کہ داہنے ہاتھ کو تو یہ باعتبار غالب کے کہہ دیا ہے ورنہ لکھا تو داہنے ہاتھ سے ہی جاتا ہے اسی کی طرح وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيْرُ بِجَنَاحَيْهِ میں ہے کیونکہ ہر پرندہ اپنے پروں سے ہی اڑتا ہے۔ پس حضورؐ کا اَن پڑھ ہونا بیان فرما کر ارشاد ہوتا ہے کہ اگر آپ پڑھے لکھے ہوتے تو یہ باطل پرست آپ کی نسبت شک کرنے کی گنجائش پاتے بھی کہ اگلے انبیاء کی کتابوں سے پڑھ کر لکھ کر نقل کر لیتا ہے لیکن یہاں تو ایسا نہیں۔ تعجب ہے کہ باوجود ایسا ہونے کے پھر بھی یہ لوگ ہمارے رسولؐ پر یہ الزام لگاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اگلوں کی کہانیاں ہیں جنہیں اس نے لکھ لی ہیں وہی اس کے سامنے صبح شام پڑھی جاتی ہیں۔ باوجودیکہ خوب جانتے ہیں کہ ہمارے رسولؐ پڑھے لکھے نہیں۔ ان کے اس قول کے جواب میں جناب باری عزاسمہٗ نے فرمایا انہیں جواب دو کہ اسے اس خدا نے نازل فرمایا ہے جو زمین و آسمان کی پوشیدگیوں کو جانتا ہے۔ یہاں فرمایا بلکہ یہ روشن آیتیں ہیں جو اہل علم کے سینوں میں ہیں۔ خود آیات واضح، صاف اور سلجھے ہوئے الفاظ میں پھر علماء پر ان کا سمجھنا یاد کرنا پہنچانا سب آسان جیسے فرمان ہے وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ یعنی ہم نے اس قرآن کو نصیحت کے لئے بالکل آسان کر دیا ہے پس کیا کوئی ہے جو اس سے نصیحت حاصل کرے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر نبی کو ایسی چیز دی گئی جس کے باعث لوگ ان پر ایمان لائے مجھے ایسی چیز وحی خدا دی گئی ہے جو خدا نے میری طرف نازل فرمائی ہے تو مجھے ذاتِ خداوندی سے امید ہے کہ تمام نبیوں کی تابعداروں سے زیادہ میرے تابعدار ہوں گے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں فرمانِ باری ہے کہ اے نبیؐ میں تمہیں آزماؤں گا اور تمہاری وجہ سے لوگوں کی بھی آزمائش کروں گا میں تم پر ایسی کتاب نازل فرماؤں گا جسے پانی دھو نہ سکے۔ تو اسے سوتے جاگتے پڑھتا رہے گا۔ مطلب یہ ہو کہ گو اس کے حروف پانی سے دھو دیئے جائیں لیکن وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہے۔ جیسے کہ اور حدیث میں ہے کہ اگر قرآن کسی چمڑے میں ہو تو اسے آگ نہیں جلائے گی اس لئے کہ وہ سینوں میں محفوظ ہے۔ زبانوں پر آسان ہے۔ دلوں میں موجود ہے اور اپنے لفظ اور معنیٰ کے اعتبار سے ایک جیتا جاگتا معجزہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگلی کتابوں میں اس اُمت کی ایک صفت یہ بھی مذکور ہے کہ اَنَاجِيْلُهُمْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ ان کی کتاب اُن کے سینوں میں ہوگی۔ امام ابن جریرؒ اسے پسند فرماتے ہیں کہ معنی یہ ہیں بلکہ علم اس کا کہ تو اس کتاب سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھتا تھا اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتا تھا یہ آیاتِ بینات اہل کتاب کے ذی علم لوگوں کے سینوں میں موجود ہیں۔ قتادہؒ اور ابن جریجؒ سے بھی یہی منقول ہے اور پہلا قول حسن بصریؒ کا ہے اور یہی بروایت عوفی ابن عباسؓ سے منقول ہے اور یہی ضحاکؒ نے کہا ہے اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم۔ پھر فرماتا ہے کہ ہماری آیتوں کا جھٹلانا قبول نہ کرنا یہ حد سے گذر جانے والوں اور ضدی لوگوں کا ہی کام ہے جو نہ حق کو سمجھتے ہیں اور نہ اس کی طرف مائل ہوتے ہیں جیسے فرمان ہے جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ہرگز ایمان نہ لائیں گے اگرچہ ان کے پاس سب نشانیاں آجائیں یہاں تک کہ وہ المناک عذابوں کا مشاہدہ کر لیں۔

پر اس طرح
ے۔ تو اس معنی کی رو
روایت ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ
اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان پر ان کے رب کے پاس سے نشانیاں کیوں نہیں نازل ہوئیں آپ یوں کہہ دیجیئے کہ وہ نشانیاں تو خدا کے قبضہ میں ہیں اور میں تو صرف ایک صاف
مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
صاف ڈرانیوالا ہوں کیا ان لوگوں کو یہ بات کافی نہیں ہوئی کہ ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی جو ان کو سنائی جاتی رہتی ہے بلاشبہ اس کتاب میں
لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ
ایمان لانیوالے لوگوں کے لئے بڑی رحمت اور نصیحت ہے آپ یہ کہہ دیجئے کہ اللہ تعالے میرے اور تمہارے درمیان گواہ بس ہے اس کو سب چیزوں کی
مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ
خبر ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے اور جو لوگ جھوٹی باتوں پر یقین رکھتے ہیں اور اللہ کے منکر ہیں تو وہ لوگ بڑے
هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝
زیاں کار ہیں۔

معجزات کا معاندانہ مطالبہ

کافروں کی ضد تکبر اور ہٹ دھرمی بیان ہو رہی ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسولؐ سے ایسی ہی نشانی طلب کی جیسی کہ حضرت صالحؑ سے ان کی قوم نے مانگی تھی۔ پھر اپنے نبی کو حکم دیتا ہے کہ انہیں جواب دیجئے کہ آیتیں معجزے اور نشانات دکھانا میرے بس کی بات نہیں، یہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اگر اس نے تمہاری نیک نیتیں معلوم کر لیںعہ تو وہ معجزہ دکھلائے گا اور اگر تم اپنی ضد اور انکار سے بڑھ بڑھ کر باتیں ہی بنا رہے ہو تو وہ خدا تم سے مغلوب ہوا نہیں کہ اس کی منشاء تمہاری منشاء کے تابع ہو جائے۔ جو تم مانگو وہ خواہ مخواہ کر ہی دکھائے۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ آیتیں بھیجنے سے ہمیں کوئی مانع نہیں بجز اس کے کہ اگلے بھی برابر انکار ہی کرتے رہے۔ ثمودیوں کو دیکھو ہماری نشانی اونٹنی جو ان کے پاس آئی انہوں نے اس پر ظلم ڈھایا۔ کہہ دو کہ میں تو صرف ایک مبلّغ ہوں پیغامبر ہوں قاصد ہوں میرا کام تمہارے کانوں تک آوازِ خداوندی کو پہنچا دینا ہے میں نے تو تمہیں تمہارا برا بھلا سمجھا دیا نیک بد سمجھا دیا اب تم جانو تمہارا کام۔ ہدایت ضلالت خدا کی طرف سے ہے وہ اگر کسی کو گمراہ کر دے تو اس کی رہبری کوئی نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اور جگہ ہے تجھ پر ان کی ہدایت کا ذمہ نہیں یہ خدا کا کام ہے اور اس کی منشاء پر موقوف ہے۔ بھلا اس فضول گوئی کو تو دیکھو کہ کتاب عزیز ان کے پاس آ چکی جس کے کسی طرف سے باطل اس کے پاس بھی نہیں پھٹک سکتا اور انھیں ابھی تک نشان کی طلب ہے۔ حالانکہ یہ تو تمام معجزات سے بڑھ کر معجزہ ہے، تمام دنیا کے فصیح وبلیغ اس کے معارضہ سے اور اس جیسا کلام پیش کرنے سے عاجز آ گئے پورے قرآن کا تو معارضہ کیا کرتے؟ دس سورتوں کا بلکہ ایک سورت کا معارضہ بھی باوجود چیلنج کے نہ کر سکے۔ تو کیا اتنا بڑا ہمارا معجزہ انھیں کافی نہیں جو اور معجزہ طلب کرنے بیٹھے ہیں۔ یہ تو وہ پاک کتاب ہے جس میں گذشتہ باتوں کی خبر ہے اور ہونے والی باتوں کی پیشگوئی ہے اور جھگڑوں کا فیصلہ ہے اور یہ اس کی زبان سے پڑھی جاتی ہے جو محض اُمّی ہے جس نے کسی سے ایک لفظ بھی نہیں پڑھا اور جو ایک حرف لکھنا نہیں جانتا بلکہ جو اہل علم کی صحبت میں بھی کبھی نہیں بیٹھا، اور وہ کتاب پڑھتا ہے

عہ یہ مطلب نہیں کہ [illegible] ت دکھایا جاتا ہے جبکہ ان کی نیتیں صاف ہوں، بلکہ مطلب یہ ہے کہ معجزہ دکھانے کیلئے ہزارہا مصالح سامنے ہوتی ہیں ان [illegible] ہوتی ہے کہ نتیجہ [illegible] معجزہ دکھایا جاتا ہے ورنہ نہیں۔

جس سے اگلی کتابوں کی بھی صحت وعدم صحت معلوم ہوتی ہے جس کے الفاظ میں حلاوت جس کی نظم میں ملاحت جس کے انداز میں فصاحت جس کے بیان میں بلاغت جس کا طرز دلربا جس کا سیاق دلچسپ جس میں دنیا بھر کی خوبیاں موجود۔ خود بنی اسرائیل کے علماء بھی اس کی تصدیق پر مجبور۔ اگلی کتابیں جس پر شاہد۔ بھلے لوگ جس کے مداح اور قائل وعامل۔ اس اتنے بڑے معجزے کی موجودگی میں کسی اور معجزے کی طلب محض بد باطنی اور بدنیتی ہے۔ پھر فرماتا ہے اس میں ایمان والوں کے لئے رحمت ونصیحت ہے۔ یہ قرآن حق کو ظاہر کرنے والا باطل کو برباد کرنے والا اگلوں کے واقعات تمہارے سامنے رکھ کر تمہیں نصیحت وعبرت کے موقعہ دیتا ہے گنہگاروں کے انجام دکھا کر تمہیں گناہوں سے روکتا ہے۔ کہہ دو کہ مجھ میں اور تم میں خدا گواہ ہے اور اس کی گواہی کافی ہے۔ وہ تمہاری تکذیب وسرکشی کو اور میری سچائی اور خیر خواہی کو بخوبی جانتا ہے۔ اگر میں اس پر جھوٹ باندھتا تو وہ ضرور مجھ سے انتقام لے لیتا وہ ایسے لوگوں کو بے انتقام نہیں چھوڑتا جیسے خود اس کا فرمان ہے کہ اگر یہ رسول مجھ پر ایک بات بھی گھڑ لیتا تو میں اس کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اس کی رگ جاں کاٹ دیتا اور کوئی نہ ہوتا جو اسے میرے ہاتھ سے چھڑا سکے چونکہ اس پر میری سچائی روشن ہے اور میں اس کا بھیجا ہوا ہوں اور اس کا نام لیکر اس کی کہی ہوئی تم سے کہتا ہوں اس لئے وہ میری تائید کرتا ہے اور مجھے روز بروز غلبہ دیتا جاتا ہے اور مجھ سے معجزات پر معجزات ظاہر کراتا جاتا ہے۔ وہ زمین وآسمان کے غیب کا جاننے والا ہے اس پر ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں، باطل کو ماننے والے اور خدا کو نہ ماننے والے ہی نقصان یافتہ اور ذلیل ہیں۔ قیامت کے دن انہیں ان کی بداعمالی کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا اور جو سرکشیاں یہاں کی ہیں سب کا مزہ چکھنا پڑے گا۔ بھلا خدا کو نہ ماننا اور بتوں کو ماننا اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوگا؟ وہ علیم وحکیم خدا اس کا بدلہ دیئے بغیر ہرگز نہ رہے گا۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاۗءَهُمُ الْعَذَابُ ۭ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّ

اور یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اگر (علم الٰہی میں عذاب آنے کی) میعاد معین نہ ہوتی تو ان پر عذاب آچکا ہوتا اور وہ عذاب ان پر دفعۃً آپہنچے گا اور

هُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ۝ يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ۭ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ یہ لوگ آپ سے عذاب کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں کچھ شک نہیں کہ جہنم ان کافروں کو گھیرے گا

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ

جس دن کہ ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور ان کے نیچے سے گھیرے گا اور حق تعالیٰ فرمادے گا کہ جو کچھ کرتے

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

رہے ہو (اب اس کا مزہ) چکھو۔

عذاب الٰہی کا احمقانہ سوال

مشرکوں کا اپنی جہالت سے عذاب خدا کا طلب کرنا بیان ہو رہا ہے۔ یہ نبی اللہ سے بھی یہی کہتے تھے اور خود خدا تعالیٰ سے بھی یہی دعائیں کرتے تھے کہ جناب باری اگر یہ تیری طرف سے حق ہے تو تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا ہمیں اور کوئی دردناک عذاب دے۔ یہاں انہیں جواب ملتا ہے کہ رب العالمین یہ بات مقرر کر چکا ہے کہ ان کفار کو قیامت کے دن عذاب ہوں گے اگر یہ نہ ہوتا تو ان کے مانگتے ہی عذاب کے مہیب بادل ان پر برس پڑتے اب بھی یہ یقین مانیں کہ یہ عذاب آپہنچے اور ضرور آئیں گے بلکہ ان کی بے خبری میں اچانک اور یک بیک آپڑیں گے۔ عذاب کی جلدی مچارہے ہیں اور جہنم بھی انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے۔ یہی یقیناً انہیں عذاب ہوگا۔ ابن عباسؓ سے منقول [illegible] پر اس طرح کہ [illegible] یہی بحر اخضر ہے ستارے اسی میں جھڑیں گے اور سورج چاند اسی میں بے نور کرکے ڈال دیا جائے [illegible] پھر بھڑک اٹھے گا [illegible] ضحاک بھی یہی فرماتے [illegible] مرفوع حدیث میں ہے کہ سمندر ہی جہنم ہے راوی حدیث حضرت [illegible]

اَحَاطَ بِہِمْ سُرَادِقُھَا یعنی وہ آگ جسے قناتیں گھیرے ہوئے ہیں تو فرمایا قسم ہے اس کی جس کے ہاتھ میں یعلیٰ کی جان ہے کہ میں اس میں ہرگز داخل نہ ہوں گا جب تک کہ اللہ کے سامنے پیش نہ کیا جاؤں اور مجھے اس کا ایک قطرہ بھی نہ پہنچے گا یہاں تک کہ میں اللہ کے سامنے پیش کیا جاؤں گا۔ یہ تفسیر بھی بہت غریب ہے اور حدیث بھی بہت ہی غریب ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر فرماتا ہے کہ اس دن انہیں نیچے اوپر سے آگ ڈھانک لے گی جیسے اور آیت میں ہے لَھُمْ مِّنْ جَھَنَّمَ مِھَادٌ وَّمِنْ فَوْقِھِمْ غَوَاشٍ ان کے لئے جہنم ہی اوڑھنا بچھونا ہے اور آیت میں ہے لَھُمْ مِّنْ فَوْقِھِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِھِمْ ظُلَلٌ یعنی ان کے اوپر نیچے سے آگ ہی کا فرش و سائبان ہوگا۔ اور مقام پر ارشاد ہے لَوْ یَعْلَمُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا حِیْنَ لَا یَکُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْھِھِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُھُوْرِھِمْ الخ یعنی کاش کہ کافر اس وقت کو جان لیں جبکہ نہ یہ اپنے آگے سے آگ کو ہٹا سکیں گے نہ پیچھے سے۔ ان آیتوں سے معلوم ہوگیا کہ ہر طرف سے ان کفار کو آگ گھیر رہی ہوگی۔ آگے سے پیچھے سے، اوپر سے نیچے سے، دائیں سے بائیں سے تو اس پر خدائے عالم کی ڈانٹ ڈپٹ اور مصیبت ہوگی اُدھر سے ہر وقت کہا جائے گا لو اب عذاب کے مزے چکھو۔ پس ایک تو وہ ظاہری جسمانی عذاب دوسرا یہ باطنی رُوحانی عذاب۔ اسی کا ذکر آیت یَوْمَ یُسْحَبُوْنَ الخ اور آیت یَوْمَ یُدَعُّوْنَ الخ میں ہے یعنی جبکہ جہنم میں اوندھے منہ گھسیٹے جائیں گے اور کہا جائے گا کہ لو اب آگ کے عذاب کا مزہ چکھو۔ جس دن انہیں دھکے دے دیکر جہنم میں ڈالا جائے گا اور کہا جائے گا یہ وہ جہنم ہے جسے تم جھٹلاتے رہے اب بتاؤ کیا یہ جادو ہے؟ یا تم اندھے ہو؟ جاؤ اب جہنم میں چلے جاؤ اب تمہارا صبر کرنا نہ کرنا یکساں ہے۔ تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ بھگتنا ضروری ہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ اَرْضِيْ وَاسِعَةٌ فَاِيَّايَ فَاعْبُدُوْنِ ⑤ كُلُّ نَفْسٍ

اے میرے ایماندار بندو میری زمین فراخ ہے سو خالص میری ہی عبادت کرو ہر شخص کو موت کا

ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ ⑥ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ

مزہ چکھنا ہے پھر تم سب کو ہمارے پاس آنا ہے اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم ان کو جنت کے

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ⑦

بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں چلتی ہوں گی وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے کام کرنے والوں کا کیا اچھا اجر ہے

الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ⑧ وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَاۗبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا

جنھوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر توکل کیا کرتے تھے اور بہت سے جانور ایسے ہیں جو اپنی غذا اٹھا کر نہیں رکھتے اللہ ہی انکو (مقدر)

اَللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ⑨

روزی پہنچاتا ہے اور تمکو بھی اور وہ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ جانتا ہے۔

کُلُّ نفسٍ ذائقۃ الموت

اللہ تبارک وتعالےٰ اس آیت میں ایمان والوں کو ہجرت کا حکم دیتا ہے کہ جہاں وہ دین کو قائم نہ رکھ سکتے ہوں وہاں سے اس جگہ چلے جائیں جہاں ان کے دین میں انہیں آزادی رہے [illegible] ت کشادہ ہے جہاں وہ فرمانِ خداوندی کے ماتحت خدا کی عبادت و توحید بجا لاسکیں۔ وہاں چلے جا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تمام دنیا خدا کی دنیا ہے اور کل بندے اللہ کے غلام ہیں جہاں [illegible] کی رہائش مشکل ہو گئی تو وہ ہجرت کرکے حبشہ چلے

گئے تاکہ امن وامان کے ساتھ خدا کے دین پر قائم رہ سکیں۔ وہاں کے سمجھدار دیندار بادشاہ اصحمہ نجاشی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی پوری تائید و نصرت کی اور وہاں وہ بہت عزت اور خوشی سے رہتے سہتے۔ پھر اس کے بعد باجازت خداوندی دوسرے صحابہؓ نے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی۔ زاں بعد فرماتا ہے کہ تم میں سے ہر ایک مرنے والا اور میرے سامنے حاضر ہونے والا ہے تم خواہ کہیں ہو موت سے نجات نہیں پا سکتے پس تمہیں زندگی بھر خدا کی اطاعت میں اور اس کے راضی کرنے میں رہنا چاہیے تاکہ مرنے کے بعد خدا کے ہاں جاکر برائی میں نہ پھنسو۔ ایمان دار نیک اعمال لوگوں کو اللہ تعالیٰ جنت عدن کی بلند وبالا منزلوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں کہیں صاف شفاف پانی کی کہیں شراب طہور کی کہیں شہد کی کہیں دودھ کی۔ یہ چشمے خود بخود جہاں جنتی چاہیں بہنے لگیں گے۔ یہ وہاں ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں سے نکالے جائیں نہ ہٹائے جائیں نہ وہ نعمتیں ختم ہوں نہ ان میں کمی پیدا ہو۔ مومنوں کے نیک اعمال پر جنت کے بالا خانے انہیں مبارک ہوں۔ جنہوں نے اپنے سچے دین پر صبر کیا اور خدا کی طرف ہجرت کی۔ اس کے دشمنوں کو ترک کیا اپنے اقربا اور اپنے گھر والوں کو راہ خدا میں چھوڑا اس کی نعمتوں اور اس کے انعامات کی امید پر دنیا کے عیش وعشرت پر لات مار دی۔

ابن ابی حاتم میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جنت میں ایسے بالاخانے ہیں جن کے اوپر کے حصے سے اندر کا حصہ نظر آتا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے لئے بنایا ہے، جو کھانا کھلائیں خوش کلام نرم گو ہوں۔ روزے نماز کے پابند ہوں اور راتوں کو جبکہ لوگ سوتے ہوئے ہوں یہ نمازیں پڑھتے ہوں اور اپنے رب پر کامل بھروسہ رکھتے ہوں، اپنے کل احوال میں دینی ہوں یا دنیوی۔ پھر فرمایا کہ رزق کسی جگہ کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا تقسیم کیا ہوا رزق عام ہے اور ہر جگہ ہے جو جہاں ہو اسے وہیں وہ پہنچ جاتا ہے مہاجرین کے رزق میں ہجرت کے بعد خدا نے وہ برکتیں دیں کہ یہ دنیا کے مالک ہوگئے تو فرمایا کہ بہت سے جانور ہیں جو نہ اپنے رزق کے جمع کرنے کی طاقت رکھتے ہیں نہ اسے حاصل کرنے کی نہ وہ کل کے لئے کوئی چیز اٹھا کر رکھتے ہیں اللہ کے ذمہ ان کی روزیاں ہیں پروردگار انہیں ان کے رزق پہنچا دیتا ہے۔ تمہارا رازق بھی وہی ہے۔ وہ کسی مخلوق کو کسی حالت میں کسی وقت نہیں بھولتا، چیونٹیوں کو ان کے سوراخوں میں، پرندوں کو آسمان وزمین کی خلا میں، مچھلیوں کو پانی میں وہی رزق پہنچاتا ہے۔ جیسے فرمایا وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ یعنی کوئی جانور روئے زمین پر ایسا نہیں کہ اس کی روزی اللہ کے ذمے نہ ہو وہی ان کے ٹھہرنے اور رہنے سہنے کی جگہ کو بخوبی جانتا ہے یہ سب اس کی روشن کتاب میں موجود ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے ابن عمرؓ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چلا مدینہ کے باغات میں سے ایک باغ میں آپ گئے اور گری پڑی ردی کھجوریں صاف کرکے کھانے لگے۔ مجھ سے بھی کھانے کو فرمایا میں نے کہا حضورؐ مجھ سے تو یہ ردی کھجوریں نہیں کھائی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا لیکن مجھے تو یہ بہت اچھی معلوم ہوتی ہیں اس لئے کہ چوتھے دن کی صبح ہے کہ میں نے کھانا نہیں کھایا بلکہ اس عرصہ میں کھانا ملا ہی نہیں۔ سنو اگر میں چاہتا تو خدا سے دعا کرتا اور اللہ تعالیٰ مجھے قیصر و کسریٰ کا ملک دے دیتا۔ اے ابن عمرؓ تیرا کیا حال ہوگا جبکہ تو ایسے لوگوں میں ہوگا جو سال سال بھر کے غلے وغیرہ جمع کر لیا کریں گے اور ان کا یقین اور توکل بالکل کمزور ہو جائے گا۔ ہم ابھی وہیں اسی حالت میں تھے جو یہ آیت وَكَأَيِّنْ نازل ہوئی۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے مجھے دنیا کے خزانے جمع کرنے کا اور خواہشوں کے پیچھے لگ جانے کا حکم نہیں کیا جو شخص دنیا کے خزانے جمع کرے اور اس سے ابدی زندگی چاہے وہ سمجھ لے کہ حیات آخرت تو خدا کے ہاتھ ہے۔ دیکھو میں تو نہ دینار و درہم جمع کروں نہ کل کے لئے آج روزی کا ذخیرہ جمع کر رکھوں۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا راوی ابو العطوف جزری ضعیف ہے

یہ مشہور ہے کہ کوّے کے بچے جب نکلتے ہیں تو ان کے پر وبال سفید ہوتے ہیں یہ دیکھ کر کوّا ان سے نفرت کرکے بھاگ جاتا ہے کچھ دنوں کے بعد ان پروں کی رنگت سیاہ پڑ جاتی ہے تب ان کے ماں باپ آتے ہیں اور انہیں دانہ پھر اس طرح تم ابتدائی ایام میں جبکہ ماں باپ ان چھوٹے بچوں سے متنفر ہو کر بھاگ جاتے ہیں اور ان [illegible] تو اس منہ کی رو [illegible] کچھ نہیں آتے اس [illegible] چھوٹے پھر ان کے پاس بھیج دیتا ہے وہ ان کی غذا بن جاتے [illegible] وجہ ہے ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں [illegible] کہ

صحت اور روزی پاؤ۔ اور روایت میں ہے سفر کرو تا کہ صحت و غنیمت ملے۔ اور حدیث میں ہے سفر کرو نفع اٹھاؤ گے روزے رکھو تندرست رہو گے۔ جہاد کرو غنیمت ملے گی۔ اور روایت میں ہے حد والوں اور آسانی والوں کے ساتھ سفر کرو۔ پھر فرمایا اللہ تعالٰے اپنے بندوں کی باتیں سننے والا اور ان کی حرکات و سکنات کو جاننے والا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ

اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جسنے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور جسنے سورج اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ

اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ

اللہ ہے پھر کدھر الٹے چلے جا رہے ہیں اللہ ہی اپنے بندوں میں سے جسکے لئے چاہے روزی فراخ کر دیتا ہے اور جس کیلئے چاہے تنگ کر دیتا ہے بیشک اللہ ہی

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑪ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ

سب چیز کے حال سے واقف ہے اور اگر آپ ان سے دریافت کریں کہ وہ کون ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین کو بعد اس کے کہ خشک پڑی تھی تر و تازہ

ع ۶ ۱۲ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ② ع

کر دیا تو وہ لوگ یہی کہیں گے کہ وہ بھی اللہ ہی ہے آپ کہئے کہ الحمد للہ بلکہ انمیں اکثر سمجھتے بھی نہیں

ایک حقیقت

اللہ تعالٰے ثابت کرتا ہے کہ معبود برحق صرف وہی ہے خود مشرکین بھی اس بات کے قائل ہیں کہ آسمان و زمین کا پیدا کرنے والا، سورج چاند کو مسخر کرنے والا، دن رات کو پے درپے لانے والا خالق رازق موت وحیات پر قادر صرف اللہ تعالٰے ہی ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ غنا کے لائق کون ہے اور فقر کے لائق کون ہے؟ اپنے بندوں کی مصلحتیں اس کو پوری طرح معلوم ہیں۔ پس جبکہ مشرکین خود مانتے ہیں کہ تمام چیزوں کا خالق صرف خدائے تعالٰے ہے سب پر قابض صرف وہی ہے پھر اس کے سوا دوسروں کی عبادت کیوں کرتے ہیں؟ اور اس کے سوا دوسروں پر توکل کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ ملک کا مالک وہ تنہا ہے تو عبادتوں کے لائق بھی وہ اکیلا ہی ہے۔ توحید ربوبیت کو مان کر پھر توحید الوہیت سے انحراف عجیب چیز ہے۔ قرآن کریم میں توحید ربوبیت کے ساتھ ہی توحید الوہیت کا ذکر بکثرت ہے۔ اس لئے کہ توحید ربوبیت کے قائل مشرکین مکہ تھے تو انہیں قائل معقول کر کے پھر توحید الوہیت کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ مشرکین حج و عمرے میں لبیک پکارتے ہوئے بھی خدا کے شریک نہ ہونے کا اقرار کرتے تھے۔ کہتے تھے لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ یعنی خدایا ہم حاضر ہوئے تیرا کوئی شریک نہیں مگر ایسے شریک کہ جن کا مالک اور جن کے ملک کا مالک بھی تو ہی ہے

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ

اور دنیوی زندگی (فی نفسہ) بجز لہو و لعب کے اور کچھ بھی نہیں اور اصل زندگی عالم آخرت ہے اگر ان کو اس کا علم ہوتا

كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ① فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا

تو ایسا نہ کرتے پھر جب یہ لوگ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں پھر جب ان کو نجات دے کر

نَجّٰهُمْ اِلَى [illegible] هُمْ يُشْرِكُوْنَ ② لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ

خشکی [illegible] کہ ناقدری کرتے ہیں اور یہ لوگ چندے اور حظ حاصل کر لیں

فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ (٣)

پھر قریب ہی ان سب کو خبر ہوئی جاتی ہے۔

ایک کھیل

دُنیا کی حقارت و ذلت اس کے زوال و فنا کا ذکر ہو رہا ہے کہ اسے کوئی دوام نہیں اس کو کوئی ثبات نہیں یہ تو صرف لہو و لعب ہے۔ البتہ دارِ آخرت کی زندگی دوام و بقا کی زندگی ہے وہ زوال و فنا سے دُور ہے اگر انہیں علم ہوتا تو اس بقا والی چیز پر فانی چیز کو ترجیح نہ دیتے۔ پھر فرمایا کہ مشرکین بے کسی اور بے بسی کے وقت تو اللہ تعالٰے وحدہٗ لاشریک لہٗ کو ہی پکارنے لگتے ہیں۔ پھر مصیبت کے ہٹ جانے اور مشکل کے ٹل جانے کے بعد اس کے ساتھ دوسروں کا نام کیوں لیتے ہیں؟ جیسے اور جگہ ہے وَاِذَا مَسَّکُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ الخ یعنے جب سمندر میں مشکل میں پھنستے ہیں اُسوقت اللہ کے سوا سب کو بھول جاتے ہیں اور جب وہاں سے نجات پا کر خشکی میں آجاتے ہیں تو فوراً ہی منہ پھیر لیتے ہیں۔ سیرت ابن اسحاق میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو عکرمہ بن ابی جہل یہاں سے بھاگ نکلا اور حبشہ جانے کے ارادے سے کشتی میں بیٹھ گیا اتفاقاً سخت طوفان آیا اور کشتی اِدھر اُدھر ہونے لگی۔ جتنے مشرکین کشتی میں تھے سب کہنے لگے یہ موقعہ صرف اللہ کو پکارنے کا ہے اٹھو اور خلوص کے ساتھ خدائے تعالٰے سے دعائیں کرو اس وقت نجات اسی کے ہاتھ ہے، یہ سنتے ہی عکرمہ نے کہا سنو خدا کی قسم اگر سمندر کی اس بلا سے بجز خدا کے کوئی اور نجات نہیں دے سکتا تو خشکی کی مصیبتوں کو ٹالنے والا بھی وہی ہے۔ خدایا میں تجھ سے عہد کرتا ہوں کہ اگر یہاں سے بچ گیا تو سیدھا جا کر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ رکھ دوں گا اور کلمہ اسلام پڑھ لوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ اللہ کے رسولؐ میری خطاؤں سے درگذر فرمائیں گے اور مجھ پر رحم و کرم فرمائیں گے۔ چنانچہ یہی ہوا بھی لِیَکْفُرُوْا اور لِیَتَمَتَّعُوْا میں لام جو ہے اُسے لام عاقبت کہتے ہیں اس لئے کہ ان کا قصد دراصل یہ نہیں ہوتا، اور فی الواقع ان کی طرف نظریں ڈالنے سے بات بھی یہی ہے ہاں اللہ تعالٰے کی نسبت سے تو یہ لام تعلیل ہے۔ اس کی پوری تقریر ہم آیت لِیَکُوْنَ لَھُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا میں کر چکے ہیں۔

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ

کیا ان لوگوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہمنے امن والا حرم بنایا ہے اور ان کے گرد و پیش میں لوگوں کو نکالا جا رہا ہے پھر کیا یہ لوگ جھوٹے معبود

یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ (٤) وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی

پر تو ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کرتے ہیں اور اس شخص سے زیادہ کون ناانصاف ہوگا جو اللہ پر جھوٹ

عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًی لِّلْكٰفِرِیْنَ (٥)

افترا کرے اور جب سچی بات اس کے پاس پہنچے وہ اس کو جھٹلا دے کیا ایسے کافروں کا جہنم میں ٹھکانا نہ ہوگا

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ

اور جو لوگ ہماری راہ میں مشقتیں برداشت کرتے ہیں ہم انکو اپنے (قرب و ثواب یعنی جنت کے) راستے ضرور دکھا دیں گے اور بیشک اللہ تعالیٰ (کی رضا و مد
م) ایسے خلوص والوں کے ساتھ ہے۔

پر اس طرح م

ے تو اس معنی کی رو

[illegible] ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں

ور یہ انعامات

اللہ تعالیٰ قریش کو اپنا احسان جتاتا ہے کہ اس نے اپنے حرم میں انہیں جگہ دی ہے جس میں جو شخص آجائے امن میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کے آس پاس جدال و قتال لوٹ مارتی ہے اور یہاں امن و امان سے اپنے دن گذارتے ہیں جیسے سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ الخ میں بیان فر ؟ ! تو کیا اس اتنی بڑی نعمت کا شکریہ یہی ہے کہ یہ خدا کے ساتھ دوسروں کی بھی عبادت کریں؟ بجائے ایمان لانے کے کفر کریں اور خود تباہ ہو کر دوسروں کو بھی اسی ہلاکت کی راہ پر لے چلیں۔ انہیں تو یہ چاہئے تھا کہ خدائے واحد کی عبادت میں سب سے بڑھے ہوئے رہیں۔ نبی آخر الزماںؐ کے پورے اور سچے طرفدار رہیں۔ لیکن انہوں نے اس کے برعکس خدا کے ساتھ شرک و کفر کرنا اور نبیؐ کو جھٹلانا اور ایذا پہنچانا شروع کر رکھا ہے۔ اپنی سرکشی میں یہاں تک بڑھ گئے کہ خدا کے پیغمبرؐ کو مکے سے نکال دیا۔ بالآخر خدا کی نعمتیں ان سے چھننی شروع ہو گئیں۔ بدر کے دن ان کے بڑے بڑے سردار بری طرح قتل ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ہاتھوں پر مکے کو فتح کیا اور انہیں ذلیل و پست کیا۔ اس سے بڑھ کر ظالم کوئی نہیں جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ وحی آتی نہ ہو اور کہدے کہ میری طرف وحی کی جاتی ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ظالم کوئی نہیں جو اللہ کی سچی وحی کو اور حق کو جھٹلائے اور باوجود حق پہنچنے کے تکذیب پر کمربستہ رہے ایسے جھوٹے لوگ کافر ہیں اور ان کا ٹھکانا جہنم ہے۔ راہ خدا میں مشقت اٹھانے والوں سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحابؓ اور آپ کے تابع فرمان لوگ ہیں جو قیامت تک ہوں گے۔ فرماتا ہے کہ ہم ان کوشش اور جستجو کرنے والوں کی رہنمائی کریں گے دنیا اور دین میں انہیں راستے دکھاتے رہیں گے۔ حضرت ابو احمد عباس ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مراد یہ ہے کہ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہیں اللہ انہیں ان امور میں ہدایت دیتا ہے جو ان کے علم میں نہیں ہوتے۔ ابو سلیمان دارانیؒ سے جب یہ ذکر کیا جاتا ہے تو آپ فرماتے ہیں کہ جس کے دل میں کوئی بات پیدا ہو گو وہ بھلی بات ہو تاہم اُسے اس پر عمل نہ کرنا چاہئے جب تک قرآن حدیث سے وہ بات ثابت نہ ہو۔ جب ثابت ہو عمل کرے اور اللہ کی حمد کرے کہ جو اس کے جی میں آیا تھا وہی قرآن حدیث میں بھی نکلا۔ اللہ تو مومنین کے ساتھ ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام فرماتے ہیں احسان اس کا نام ہے کہ جو تیرے ساتھ بدسلوکی کرے تو اس کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ احسان کرنے والے سے احسان کرنے کا نام نہیں۔ واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے لطف و رحم سے سورۂ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔ فالحمد للہ۔

تفسیر سورہ روم مکیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں)

الٓمّٓ ① [illegible] الرُّوْمُ ② فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ③

الم [illegible] موقع میں مغلوب [illegible] گئے اور وہ اپنے مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے [illegible]

فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ ۬ؕ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ یَوْمَىٕذٍ یَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ④

نو سال تک کے اندر اندر غالب آجاویں گے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی اور اس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہوں گے۔

بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ یَنْصُرُ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ⑤ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا یُخْلِفُ

وہ جس کو چاہے غالب کر دیتا ہے اور وہ زبردست ہے رحیم ہے اس کا وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ

اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ⑥ یَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ

کو خلاف نہیں فرماتا ولیکن اکثر لوگ نہیں جانتے یہ لوگ صرف دنیوی زندگی کے ظاہر کو

الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۖۚ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ⑦

جانتے ہیں اور یہ لوگ آخرت سے بے خبر ہیں۔

ایک پیشگوئی

یہ آیتیں اس وقت نازل ہوئیں جبکہ نیشاپور کا شاہ فارس بلادِ شام اور جزیرہ کے آس پاس کے شہروں پر غالب آگیا اور روم کا بادشاہ ہرقل تنگ آکر قسطنطنیہ میں محصور ہو گیا۔ مدتوں محاصرہ رہا آخر پانسہ پلٹا اور ہرقل کی فتح ہو گئی۔ مفصل بیان آگے آرہا ہے۔ مسند احمد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کے بارے میں منقول ہے کہ رومیوں کو شکست پر شکست ہوئی اور مشرکین نے اس پر بہت خوشیاں منائیں۔ اس لئے کہ جیسے یہ بت پرست تھے ایسے ہی اہلِ فارس بھی ان سے ملتے جلتے تھے اور مسلمانوں کی تمنا تھی کہ رومی غالب آئیں کیونکہ اور کچھ نہیں کم از کم وہ اہلِ کتاب تو تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ ذکر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا رومی عنقریب پھر غالب آجائیں گے۔ صدیق اکبرؓ نے مشرکین کو جب یہ خبر پہنچائی تو انہوں نے کہا آؤ کچھ شرط کر لو اور مدت مقرر کر لو اگر رومی اس مدت میں غالب نہ آئیں تو تم ہمیں اتنا اتنا دینا اور تم سچے نکلے تو ہم تمہیں اتنا اتنا دیں گے عہ پانچ سال کی مدت مقرر ہوئی وہ مدت پوری ہو گئی اور رومی غالب نہ آئے تو حضرت ابوبکرؓ نے خدمتِ نبویؐ میں یہ خبر پہنچائی آپ نے فرمایا تم نے دس سال کی مدت کیوں نہ مقرر کی سعید بن جبیر کہتے ہیں قرآن میں مدت کے لئے لفظ بضع استعمال ہوا ہے اور دس سے کم پر طلاق کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہی ہوا بھی کہ دس سال کے اندر اندر رومی پھر غالب آگئے۔ اسی کا بیان اس آیت میں ہے۔ امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو غریب کہا ہے۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں بدر کی لڑائی کے بعد رومی بھی فارسیوں پر غالب آگئے۔ حضرت عبد اللہؓ کا فرمان ہے کہ پانچ چیزیں گذر چکی ہیں دخان اور لزام اور بطشہ اور شق قمر کا معجزہ اور رومیوں کا غالب آنا اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ کی شرط سات سال کی تھی حضورؐ نے ان سے پوچھا کہ بضع کے کیا معنی تم میں مشہور ہیں؟ جواب دیا کہ دس سے کم۔ فرمایا پھر جاؤ مدت میں دو سال بڑھا دو چنانچہ اسی مدت کے اندر اندر رومیوں کے غالب آجانے کی خبریں عرب میں پہنچ گئیں اور مسلمان خوشیاں منانے لگے۔ اسی کا بیان ان آیتوں میں ہے اور روایت میں ہے کہ مشرکوں نے حضرت صدیقؓ سے یہ آیت سنکر کہا کہ کیا تم اس میں بھی اپنے نبی کو سچا جانتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس پر شرط ٹھہری اور مدت گذر چکی اور رومی غالب نہ آئے حضورؐ کو جب اس شرط کا علم ہوا تو آپ رنجیدہ ہوئے اور جناب صدیقؓ سے فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا؟ جواب ملا کہ اللہ اور رسول کی سچائی پر بھروسہ کر کے آپ نے فرمایا پھر جاؤ اور مدت دس سال مقرر کر لو خواہ چیز بھی بڑھانی پڑے۔ آپؓ پھر اس طرح رہے نے دوبارہ بھی مدت بڑھا کر شرط منظور کر لی۔ ابھی دس سال پورے نہیں ہوئے تھے کہ رومی فارس پر غالب آگئے۔ تو اس معنیٰ کی رو کی کے لشکر پہنچ گئی

[illegible] وجہ ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں

عہ بہت ممکن ہے کہ یہ شرط، ممانعت سے پہلے کی ہو ورنہ اس

اور رومیہ کی بنا انہوں نے ڈال لی۔ حضرت صدیقؓ نے قریش سے شرط کا مال لیا اور حضرتؐ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اسے صدقہ کردو، اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ ایسی شرط بدنے کے حرام ہونے سے پہلے کا ہے۔ اس میں ہے کہ مدت چھ سال مقرر ہوئی تھی اس میں یہ بھی ہے کہ جب یہ پیش گوئی پوری ہوئی اور رومی غالب ہوئے تو بہت سے مشرکین ایمان لے آئے (ترمذی) ایک بہت عجیب و غریب قصہ امام سنید ابن داؤد نے اپنی تفسیر میں یہ کیا ہے ذکر کیا ہے کہ عکرمہؒ فرماتے ہیں فارس میں ایک عورت تھی جس کے بچے زبردست پہلوان اور بادشاہ ہوتے تھے۔ کسریٰ نے ایک مرتبہ اسے بلوایا اور اس سے کہا کہ میں رومیوں پر ایک لشکر بھیجنا چاہتا ہوں اور تیری اولاد میں سے کسی کو اس لشکر کا سردار بنانا چاہتا ہوں۔ اب تم مشورہ دو کہ کسے سردار بناؤں؟ اس نے کہا سنو میرا فلاں لڑکا تو لومڑی سے زیادہ مکار اور شکرے سے زیادہ ہوشیار ہے۔ دوسرا لڑکا فرخان تیر جیسا ہے۔ تیسرا لڑکا شہر براز سب سے زیادہ حلیم الطبع ہے۔ اب تم جسے چاہو سرداری دو۔ پادشاہ نے سوچ سمجھ کر شہر براز کو سردار بنایا۔ یہ لشکروں کو لے کر چلا۔ رومیوں سے لڑا بھڑا اور ان پر غالب آیا۔ ان کے لشکر کاٹ ڈالے ان کے شہر اجاڑ دیئے۔ ان کے باغات برباد کر دیئے۔ اس سرسبز و شاداب ملک کو ویران و غارت کر دیا۔ اذرعات اور بصرہ میں جو عرب کی حدود سے ملتے ہیں ایک زبردست معرکہ ہوا اور وہاں فارسی رومیوں پر غالب آگئے۔ جس سے قریش خوشیاں منانے لگے اور مسلمان رنجیدہ خاطر ہوئے۔ کفار قریش مسلمانوں کو طعنے دینے لگے کہ دیکھو تم اور نصرانی اہل کتاب ہو اور فارسی ان پڑھ ہیں۔ ہمارے والے تمہارے والوں پر غالب آگئے۔ اسی طرح ہم بھی تم پر غالب آئیں گے اور اگر لڑائی ہوئی تو ہم جتلا دیں گے کہ تم ان اہل کتاب کی طرح ہمارے ہاتھوں شکست اٹھاؤ گے۔ اس پر قرآن کی یہ آیتیں اتریں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان آیتوں کو سنکر مشرکین کے پاس آئے اور فرمانے لگے اپنی اس فتح پر نہ اتراؤ یہ عنقریب شکست سے بدل جائے گی اور ہمارے بھائی اہل کتاب تمہارے بھائیوں پر غالب آئیں گے۔ اس بات کا یقین کرو اس لئے کہ یہ میری بات نہیں بلکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی ہے۔ یہ سنکر اُبی بن خلف کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے ابو فضل تم جھوٹ کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا اے دشمن خدا تو جھوٹا ہے۔ اس نے کہا اچھا میں دس دس اونٹنیوں کی شرط بدتا ہوں۔ اگر تین سال تک رومی فارسیوں پر غالب آگئے تو میں تمہیں دس اونٹنیاں دوں گا ورنہ تم مجھے دینا حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ شرط قبول کرلی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے آکر اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے تم سے تین سال کا نہیں کہا تھا بِضۡعِ کا لفظ قرآن میں ہے اور وہ تین سے نو تک بولا جاتا ہے جاؤ اونٹنیاں بھی بڑھا دو اور مدت بھی بڑھا دو۔ حضرت ابوبکرؓ چلے جب اُبی کے پاس پہنچے تو وہ کہنے لگا شاید تمہیں پچھتاوا ہوا؟ آپ نے فرمایا سنو میں تو پہلے سے بھی زیادہ تیار ہو کر آیا ہوں آؤ مدت بھی بڑھا لو اور شرط کا مال بھی زیادہ کرلو چنانچہ ایک سو اونٹ مقرر ہوئے اور نو سال کی مدت ٹھیر گئی۔ اس مدت میں رومی فارس پر غالب آگئے اور مسلمان قریش پر چھاگئے۔ رومیوں کے غلبے کا واقعہ یوں ہوا کہ جب فارسی غالب آگئے تو شہر براز کا بھائی فرخان شراب نوشی کرتے ہوئے کہنے لگا میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں کسریٰ کے تخت پر آگیا ہوں اور فارس کا بادشاہ بن گیا ہوں۔ یہ خبر کسریٰ کو بھی پہنچ گئی کسریٰ نے شہر براز کو لکھا کہ یہ میرا خط پاتے ہی اپنے اس بھائی کو قتل کر کے اس کا سر میرے پاس بھیجدے۔ شہر براز نے جواب لکھا کہ اے بادشاہ تم اتنی جلدی نہ کرو۔ فرخان جیسا بہادر شیر اور جرأت کے ساتھ دشمنوں کے جمگھٹے میں گھسنے والا کسی کو تم نہ پاؤ گے۔ پادشاہ نے پھر جواب لکھا کہ اس سے بہت زیادہ بہتر اور شیر دل پہلوان میرے دربار میں ایک سے ایک بہتر موجود ہیں تم اس کا غم نہ کرو اور میرے حکم کی فوراً تعمیل کرو۔ شہر براز نے پھر اس کا جواب لکھا اور دوبارہ شاہ کسریٰ کو سمجھایا اس پر بادشاہ آگ بگولا ہوگیا اس نے اعلان کردیا کہ شہر براز سے میں [illegible]اری چھین لی اور اس کی جگہ اس کے بھائی فرخان کو اپنے لشکر کا سپہ سالار مقرر کردیا۔ اسی مضمون کا ایک خط لکھکر قاصد ک[illegible] بھیجدیا کہ تم آج سے معزول ہو اور تم اپنا عہدہ فرخان کو دیدو۔ ساتھ ہی قاصد کو ایک پوشیدہ خط اور د[illegible] اُتر جائے اور فر[illegible] عہدے پر آجائے تو تم اسے میرا یہ فرمان دیدینا۔ قاصد جب وہاں پہنچا تو شہر بر[illegible] ہدہ فرخان کو دے رہا ہوں۔ چنانچہ وہ تخت سے اتر گیا

اور فرخان کو قبضہ دے دیا۔ فرخان جب تختِ سلطنت پر بیٹھ گیا اور لشکر نے اس کی اطاعت قبول کرلی تو قاصد نے وہ دوسرا خط فرخان کے سامنے پیش کیا جس میں شہر براز کے قتل کا اور اس کا سر دربارِ شاہی میں بھیجنے کا فرمان تھا۔ فرخان نے اسے پڑھ کر شہر براز کو بلایا اور اس کی گردن مارنے کا حکم دے دیا شہر براز نے کہا بادشاہ جلدی نہ کر مجھے وصیت تو لکھ لینے دے۔ اس نے اسے منظور کرلیا تو شہر براز نے اپنا دفتر منگوایا اور اسی میں سے وہ کاغذات جو شاہِ کسریٰ نے فرخان کے قتل کے لئے اسے لکھے تھے وہ سب نکالے اور فرخان کے سامنے پیش کئے اور کہا دیکھ اتنے سوال و جواب میرے اور بادشاہ کے درمیان تیرے بارے میں ہوئے لیکن میں نے اپنی عقلمندی سے کام لیا اور عجلت نہ کی تو ایک خط دیکھتے ہی میرے قتل پر آمادہ ہوگیا۔ ذرا سوچ لے۔ ان خطوط کو دیکھ کر فرخان کی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ فوراً تخت سے نیچے اتر گیا اور اپنے بھائی شہر براز کو پھر سے مالک کل بنا دیا۔ شہر براز نے اسی وقت شاہِ روم ہرقل کو خط لکھا کہ مجھے تم سے خفیہ ملاقات کرنی ہے اور ایک ضروری امر میں مشورہ کرنا ہے اسے میں نہ تو کسی قاصد کی معرفت آپ کو کہلوا سکتا ہوں نہ خط میں لکھ سکتا ہوں۔ بلکہ میں آپ ہی بالمشافہ اس کو پیش کر دوں گا۔ پچاس آدمی اپنے لیکر خود آجایئے۔ اور پچاس ہی میرے ساتھ ہوں گے۔ قیصر کو جب یہ پیغام پہنچا تو وہ اس سے ملاقات کے لئے چل پڑا۔ لیکن احتیاطاً اپنے ساتھ پانچ ہزار سوار لے لئے اور آگے آگے جاسوسوں کو بھیج دیا کہ اگر کوئی ترکیب ہو یا کوئی مکر ہو تو معلوم ہو جائے۔ جاسوسوں نے آکر خبر دی کہ کوئی بات نہیں ہے اور شہر براز تنہا اپنے ساتھ صرف پچاس سواروں کو لے کر آیا ہے اس کے ساتھ کوئی اور نہیں۔ چنانچہ قیصر نے بھی مطمئن ہو کر اپنے سواروں کو لوٹا دیا اور اپنے ساتھ صرف پچاس آدمی رکھ لئے۔ جو جگہ ملاقات کی مقرر ہوئی تھی وہاں پہنچ گئے۔ وہاں ایک ریشمی قبہ تھا اس میں جاکر دونوں تنہا بیٹھ گئے۔ پچاس پچاس آدمی الگ چھوڑ دیئے گئے۔ دونوں وہاں بے ہتھیار تھے۔ صرف چھریاں پاس تھیں اور دونوں کی طرف سے ایک ترجمان ساتھ تھا۔ خیمہ میں پہنچ کر شہر براز نے کہا اے شاہِ روم بات یہ ہے کہ تمہارے ملک کو ویران کرنے والے اور تمہارے لشکروں کو شکست دینے والے ہم دونوں بھائی ہیں ہم نے اپنی چالاکیوں اور شجاعت سے یہ ملک اپنے قبضہ میں کرلیا ہے۔ لیکن ہمارا بادشاہ کسریٰ ہم سے حسد کرتا ہے اور ہمارا مخالف بن بیٹھا ہے۔ مجھے اس نے میرے بھائی کو قتل کر دینے کا فرمان بھیجا میں نے فرمان کو نہ مانا تو اس نے چالاکی کر کے میرے بھائی کو میرے قتل کا حکم بھیجا اس لئے ہم دونوں نے اب یہ طے کرلیا ہے کہ ہم آپ کے لشکر میں آجائیں اور کسریٰ کے لشکروں سے آپ کے ساتھ ہو کر لڑیں۔ قیصر نے یہ بات بڑی خوشی سے منظور کرلی پھر ان دونوں میں آپس میں اشاروں کنایوں سے باتیں ہوئیں جن کا مطلب یہ تھا کہ یہ دونوں ترجمان قتل کر دیئے جائیں ایسا نہ ہو کہ یہ راز ان کی وجہ سے کھل جائے کیونکہ جب دو کے سوا تیسرے کے کان میں کوئی بات پہنچی تو وہ پھیل جاتی ہے۔ دونوں اس پر اتفاق کر کے کھڑے ہو گئے اور ہر ایک نے اپنی چھری سے اپنے ترجمان کا کام تمام کر دیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے کسریٰ کو ہلاک کیا اور حدیبیہ والے دن اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی۔ اصحاب رسول ؐ اس سے بہت خوش ہوئے لیکن یہ روایت قابل قبول نہیں اب آیت کے الفاظ کے متعلق سنئے حروف مقطعہ جو سورتوں کے شروع میں ہوتے ہیں ان کی بحث تو ہم کر ہی چکے ہیں سورۂ بقرہ کی تفسیر کا شروع دیکھ لیجئے۔ رُومی سب کے سب عیص بن اسحٰق بن ابراہیم کی نسل سے ہیں۔ بنو اسرائیل کے یہ چچا زاد بھائی ہیں۔ رومیوں کو بنو اصفر بھی کہتے ہیں یہ یونانیوں کے مذہب پر تھے۔ یونانی یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہیں۔ ترکوں کے چچازاد بھائی ہوتے ہیں یہ ستارہ پرست تھے ساتوں ستاروں کو مانتے اور پوجتے تھے۔ انہیں متحیرہ بھی کہا جاتا ہے۔ یہ قطب شمالی کو قبلہ مانتے تھے۔ دمشق کی بنا انہی کے ہاتھوں پڑی ہے وہیں انہوں نے اپنے عبادت گاہ بنائی جس کے محراب شمال کی طرف ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی نبوت کے بعد بھی تین سو سال تک رومی اپنے پرانے خیالات پر ہی رہے۔ ان میں سے جو کوئی شام کا اور جزیرے کا بادشاہ ہوجاتا اسے قیصر کہا جاتا تھا۔ سب پہلے رومیوں کے بادشاہ قسطنطین بن قسطنطین نے نصرانی مذہب قبول کیا۔ اس کی ماں کا نام مریم تھا۔ ہیلا [illegible] تو اس معنی کی رو [illegible] حران کی رہنے والی۔ پہلے اسی نے نصرانیت قبول کی تھی پھر اس کے کہنے سننے سے اس [illegible] مذہب اختیار [illegible] ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں اور

مکار آدمی تھا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ اس نے دل سے اس مذہب کو نہیں مانا تھا۔ اس کے زمانے میں نصرانی یہاں جمع ہو گئے۔ ان میں آپس میں مذہبی چھیڑ چھاڑ اور اختلافات اور مناظرے چھڑ گئے۔ عبداللہ بن اریوس سے بڑے بڑے مناظرے ہوئے اور اس قدر انتشار اور تفریق ہوئی کہ بیان سے باہر ہے تین سو اٹھارہ پادریوں نے ملکر ایک کتاب لکھی جو بادشاہ کو دی گئی اور وہی کتاب شاہی عقائد کا مجموعہ تسلیم کی گئی اسی کو امانتِ کبریٰ کہا جاتا ہے جو درحقیقت خیانتِ صغیرہ ہے۔ یہیں فقہی کتابیں اسی زمانے میں لکھی گئیں۔ ان میں حلال حرام کے مسائل بیان کئے گئے اور ان کے علماء نے دل کھول کر جو چاہا ان میں لکھا جس قدر جی میں آئی کمی زیادتی اصل دینِ مسیح میں کی اور اصل مذہب محرّف و متبدل ہو گیا۔ مشرق کی جانب نمازیں پڑھنے لگے۔ بجائے ہفتہ کے اتوار کے دن کو بڑا دن بنایا صلیب کی پرستش شروع ہو گئی۔ خنزیر کو حلال کر لیا گیا اور بہت سے تہوار ایجاد کر لئے جیسے عیدِ صلیب عید قداس، عیدِ غطاس وغیرہ وغیرہ پھر ان علماء کے سلسلے قائم کئے گئے ایک تو بڑا پادری ہوتا تھا پھر اس کے نیچے درجہ بدرجہ اور قسمیں ہوتے تھے رہبانیت اور ترک دنیا کی بدعت بھی ایجاد کر لی۔ کنیسے اور گرجے بہت سارے بنا لئے اور شہر قسطنطنیہ کی بنا رکھی گئی اور اس بڑے شہر کو اسی بادشاہ کے نام پر نامزد کیا گیا۔ اس بادشاہ نے بارہ ہزار گرجے بنا دیئے۔ تین محرابوں سے بیت لحم بنا۔ اس کی ماں نے بھی قمامہ بنایا۔ ان لوگوں کو ملکیہ کہتے ہیں اس لئے کہ یہ لوگ اپنے بادشاہ کے دین پر تھے۔ ان کے بعد یعقوبیہ پھر نسطوریہ۔ یہ سب نسطور کے مقلد تھے پھر ان کے بہت سے گروہ تھے۔ جیسے حدیث میں ہے کہ ان کے بہتر فرقے ہو گئے۔ ان کی سلطنت برابر چلی آتی تھی، ایک کے بعد ایک قیصر ہوتا یہاں تک کہ آخر میں قیصر ہرقل ہوا۔ یہ تمام بادشاہوں سے زیادہ عقلمند تھا۔ بہت بڑا عالم تھا، دانائی، زیرکی، دُور اندیشی اور دوربینی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا۔ اس نے سلطنت بہت وسیع کر لی اور مملکت دُور دراز تک پھیلا دی۔ اس کے مقابلے میں فارس کا بادشاہ کسریٰ کھڑا ہوا اور چھوٹی چھوٹی سلطنتوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ اس کی سلطنت قیصر سے بھی زیادہ بڑی تھی یہ مجوسی لوگ تھے، آگ پوجتے تھے۔ مندرجہ بالا روایت میں تو ہے کہ اس کا سپہ سالار مقابلہ پر گیا لیکن مشہور بات یہ ہے کہ خود کسریٰ آپ اس کے مقابلے پر گیا۔ قیصر کو شکست ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ قسطنطنیہ میں گھر گیا۔ نصرانی اس کی بڑی عزت و تعظیم کرتے تھے گو کسریٰ لمبی مدت تک محاصرہ کئے پڑا رہا لیکن دار السلطنت کو فتح نہ کر سکا۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس شہر کا نصف حصہ سمندر کی طرف تھا اور نصف خشکی سے ملا ہوا تھا۔ تو شاہ قیصر کو کمک اور رسد تری کے راستے سے برابر پہنچتی رہی، آخر میں قیصر ایک چال چلا اس نے کسریٰ کو کہلوا بھیجا کہ آپ جو چاہیں مجھ سے لے لیجئے اور جن شرائط پر چاہیں مجھ سے صلح کر لیجئے۔ کسریٰ اس پر خوش ہو گیا اور اتنا مال طلب کیا کہ وہ اور یہ مل کر بھی جمع کرنا چاہیں تو جمع ہونا ناممکن تھا۔ قیصر نے اسے بھی قبول کر لیا کیونکہ اس نے اس سے کسریٰ کی بے وقوفی کا پتہ چلا لیا کہ یہ وہ چیز مانگتا ہے جس کا جمع کرنا دنیا کے اختیار سے باہر ہے بلکہ ساری دنیا مل کر اس کا دسواں حصہ بھی جمع نہیں کر سکتی۔ قیصر نے کسریٰ سے کہلوا بھیجا کہ مجھے اجازت ملنی چاہیئے کہ میں اپنے ملک شام میں چل پھر کر یہ دولت جمع کر لوں اور آپ کو سونپ دوں۔ اس نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اب شاہ روم نے اپنے لشکر کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ میں ایک ضروری اور اہم کام کے لئے اپنے مخصوص احباب کے ساتھ جا رہا ہوں اگر ایک سال کے اندر اندر آ جاؤں تو یہ ملک میرا ہے ورنہ تمہیں اختیار ہے جسے چاہو اپنا بادشاہ تسلیم کر لینا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے بادشاہ تو آپ ہی ہیں خواہ دس سال تک بھی آپ واپس نہ لوٹیں تو کیا ہوا۔ یہ یہاں سے مختصر سی جانباز جماعت لے کر چپ چاپ چل کھڑا ہوا خفیہ راستوں سے نہایت ہوشیاری، احتیاط اور چالاکی سے بہت جلد فارس کے شہروں تک پہنچ گیا اور یکایک حملہ کر دیا چونکہ یہاں کی فوجیں تو روم پہنچ چکی تھیں، عوام کہاں تک مقابلہ کرتے اس نے قتلِ عام شروع کر دیا جو سامنے پڑتا تلوار کے کام آتا یونہی بڑھتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ مدائن پہنچ گیا جو کسریٰ کی سلطنت کی کرسی تھی وہاں کی [illegible] ر بھی غالب آیا انہیں بھی قتل کر دیا اور ہر طرف سے مال جمع کیا ان کی تمام عورتوں کو قید کر لیا اور تمام لڑنے والوں کو [illegible] نی کے لڑکے کو زندہ گرفتار کیا۔ اس کی محلسرائے کی عورتوں کو زندہ گرفتار کیا اس کی دربار دار

عورتیں وغیرہ بھی پکڑی گئیں اس کے بڑے کا سر منڈا کر گدھے پر بٹھا کر عورتوں سمیت کسریٰ کی طرف بھیجا کر لیجئے جو مال اور عورتیں اور غلام آپ نے مانگے تھے وہ حاضر ہیں۔ جب یہ قافلہ کسریٰ کے پاس پہنچا تو کسریٰ کو سخت صدمہ ہوا۔ یہ ابھی تک قسطنطنیہ کا محاصرہ کئے پڑا تھا اور قیصر کی واپسی کا انتظار کر رہا تھا کہ اس کے پاس اس کا کل خاندان اور ساری حرم سرا اس ذلت کی حالت میں پہنچی یہ سخت غضبناک ہوا اور بڑا سخت حملہ شہر پر کر دیا لیکن اس میں کوئی کامیابی نہ ہوئی اب یہ نہر جیحون کی طرف چلا کہ قیصر کو وہاں روک دے کیونکہ فارس سے قسطنطنیہ آنے کا راستہ یہی تھا۔ قیصر نے اسے سن کر پہلے سے بھی زبردست حیلہ کیا یعنے اس نے اپنے لشکر کو تو دریا کے اس دہانے کے پاس چھوڑا اور آپ تھوڑے سے آدمی لے کر سوار ہو کر پانی کے بہاؤ کی طرف چل دیا کوئی ایک دن رات کا راستہ چلنے کے بعد اپنے ساتھ جو کچھ چارہ لید گوبر وغیرہ لے گیا تھا اُسے پانی میں بہا دیا یہ چیزیں پانی میں بہتی ہوئی کسریٰ کے لشکر کے پاس سے گذریں تو وہ سمجھ گئے کہ قیصر یہاں سے گذر گیا یہ اس لشکر کے جانوروں کے آثار ہیں۔ اب قیصر واپس اپنے لشکر میں پہنچ گیا ادھر کسریٰ اس کی تلاش میں آگے کو چل دیا۔ قیصر اپنے لشکروں سمیت جیحون کا دہانہ عبور کر کے راستہ بدل کر قسطنطنیہ پہنچ گیا جس دن یہ اپنے دارالسلطنت میں پہنچا نصرانیوں میں بڑی خوشیاں منائی گئیں۔ کسریٰ کو جب یہ اطلاع ہوئی تو اس کا عجب حال ہوا کہ نہ پائے ماندن نہ جائے رفتن، نہ تو روم ہی فتح ہوا اور نہ فارس ہی رہا۔ حیرت میں رہ گیا اور رومی غالب آ گئے۔ فارس کی عورتیں اور وہاں کے مال ان کے قبضے میں آئے۔ یہ تمام معاملات نو سال میں ہوئے اور رومیوں نے اپنی کھوئی ہوئی سلطنت فارسیوں سے دوبارہ لے لی اور مغلوب ہو کر غالب آ گئے۔ اذرعات اور بصریٰ کے معرکے میں اہلِ فارس غالب آ گئے تھے۔ اور یہ ملکِ شام کا وہ حصہ تھا جو حجاز سے ملتا تھا۔ یہ بھی قول ہے کہ یہ ہزیمت جزیرہ میں ہوئی تھی جو رومیوں کی سرحد کا مقام ہے اور فارس سے ملتا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر نو سال کے اندر اندر رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ قرآن کریم میں لفظ بِضْعِ کا ہے اور اس کا اطلاق بھی نو تک ہوتا ہے۔ اور یہی تفسیر اس لفظ کی ترمذی اور ابنِ جریر والی حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے حضرت صدیق اکبرؓ سے فرمایا کہ تمہیں احتیاطاً دس سال رکھنے چاہیے تھے کیونکہ بِضع کے لفظ کا اطلاق تین سے لیکر نو تک ہوتا ہے اس کے بعد قَبْلُ اور بَعْدُ پر پیش اضافت کے ہٹا دینے کی وجہ سے ہے۔ یعنی اس سے پہلے اور اس کے بعد حکم اللہ ہی کا ہے اس دن جبکہ رُوم فارس پر غالب آ جائے گا مسلمان خوشیاں منائیں گے اکثر علماء کا قول ہے کہ بدر کی لڑائی والے دن رومی فارسیوں پر غالب آ گئے۔ ابنِ عباسؓ سدیؒ، ثوریؒ اور ابو سعیدؓ یہی فرماتے ہیں کہ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یہ غلبہ حدیبیہ والے سال ہوا تھا۔ عکرمہ زہریؒ اور قتادہؒ وغیرہ کا یہی قول ہے بعضوں نے اس کی توجیہ بیان کی ہے کہ قیصر روم نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالےٰ اسے فارس پر غالب کرے گا تو وہ اس کے شکریہ میں پاپیادہ بیت المقدس تک جائے گا۔ چنانچہ اس نے اپنی نذر پوری کی اور بیت المقدس پہنچا۔ یہ یہیں تھا جو اس کے پاس رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نامۂ مبارک پہنچا جو آپ نے حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی معرفت بصریٰ کے گورنر کو بھیجا تھا اور اس نے ہرقل کو پہنچایا تھا۔ ہرقل نے نامۂ نبیؐ پاتے ہی شام میں جو حجازی عرب تھے انہیں اپنے پاس بلوایا۔ ان میں ابو سفیان صخر بن حرب اُموی بھی تھا اور دوسرے بھی قریش کے ذی عزت بڑے بڑے لوگ تھے اُس نے ان سب کو اپنے سامنے بٹھا کر پوچھا کہ تم میں سے اس کا قریبی رشتہ دار کون ہے جسنے نبوت کا دعویٰ کیا ہے؟ ابو سفیان نے کہا میں ہوں۔ بادشاہ نے انہیں آگے بٹھا لیا اور ان کے ساتھیوں کو ان کے پیچھے بٹھا دیا اور ان سے کہا کہ دیکھو میں اس شخص سے چند سوالات کروں گا اگر یہ کسی بات کا غلط جواب دے تو تم اسے جھٹلا دینا۔ ابو سفیان کا قول ہے کہ اگر مجھے اس بات کا ڈر نہ ہوتا کہ اگر میں جھوٹ بولوں گا تو یہ لوگ اسے ظاہر کر دیں گے اور پھر اُس جھوٹ کو میری طرف نسبت کریں گے تو میں یقیناً جھوٹ بولتا۔ اب ہرقل نے بہت سے سوالات کئے۔ مثلاً حضورؐ کے حسب اس طرح کی نسبت آپ کے اوصاف وعادات کے متعلق وغیرہ وغیرہ انہی میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا وہ غداری کرتا ہے۔ تو اس معنی کی رو سے وہ آج تک

سی وجہ ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں

تو بھی بدعہدی، وعدہ شکنی اور غداری کی نہیں۔ اس وقت ہم میں اُس میں ایک معاہدہ ہے نہ جانے اس میں وہ کیا کرے؟ ابو سفیان کے اس قول سے مُراد صلح حدیبیہ ہے جس میں حضورؐ میں اور قریش میں یہ بات بھی ٹھیری تھی کہ دس سال تک کوئی لڑائی آپس میں نہ ہوگی۔ یہ واقعہ اُس قول کی پوری دلیل بن سکتا ہے کہ رُومی فارس پر حدیبیہ والے سال غالب آئے تھے۔ اس لئے کہ قیصر نے اپنی نذر حدیبیہ کے بعد پوری کی تھی واللہ اعلم لیکن اس کا جواب وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ غلبہ روم فارس پر بدر والے سال ہوا تھا یہ دے سکتے ہیں کہ چونکہ ملک کی اقتصادی اور مالی حالت خراب ہو چکی تھی۔ ویرانی، غیر آبادی و تنگ حالی بہت بڑھ چکی تھی اس لئے چار سال تک ہرقل نے اپنی پوری توجہ ملک کی خوش حالی اور آبادی پر رکھی۔ اس کے بعد اس طرف سے اطمینان حاصل کر کے نذر کو پوری کرنے کے لئے روانہ ہوا واللہ اعلم۔ یہ اختلاف کوئی ایسا اہم امر نہیں۔ ہاں مسلمان رومیوں کے غلبے سے خوش ہوئے اس لئے کہ گو وہ کیسے ہی ہوں تاہم تھے تو اہل کتاب۔ اور ان کے مقابل مجوسیوں کی جماعت تھی جنہیں کتاب سے دُور کا تعلق بھی نہ تھا۔ تو لازمی امر تھا کہ مسلمان اُن کے غلبے سے ناخوش ہوں اور رومیوں کے غلبے سے خوش ہوں۔ خود قرآن میں موجود ہے کہ ایمان والوں کے سب سے زیادہ دشمن یہود اور مشرک ہیں اور ان سے دوستیاں رکھنے میں سب سے زیادہ قریب وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو نصاریٰ کہتے ہیں اس لئے کہ ان میں علماء اور درویش لوگ ہیں اور یہ متکبر نہیں۔ قرآن سُن کر رو دیتے ہیں کیونکہ حق کو جان لیتے ہیں پھر اقرار کرتے ہیں کہ خدایا ہم ایمان لائے تو ہمیں بھی ماننے والوں میں کر لے پس یہاں بھی فرمایا کہ مسلمان اس دن خوش ہوں گے جس دن اللہ تعالیٰ رومیوں کی مدد کرے گا۔ وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے۔ وہ بڑا غالب اور بہت بڑا مہربان ہے حضرت زبیر کلابیؒ فرماتے ہیں میں نے فارسیوں کا رومیوں پر غالب آنا پھر رومیوں کا فارسیوں پر غالب آنا۔ پھر روم اور فارس دونوں پر مسلمانوں کا غالب آنا خود اپنی آنکھوں سے پندرہ سال کے اندر اندر دیکھ لیا۔ آخر آیت میں فرمایا خدائے تعالیٰ اپنے دشمنوں سے بدلے اور انتقام لینے پر قادر اور اپنے دوستوں کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرمانے والا ہے۔ جو خبر تمہیں دی ہے کہ رُومی عنقریب فارسیوں پر غالب آجائیں گے یہ خدا کی خبر ہے رب کا وعدہ ہے یہ پروردگار کا فیصلہ ہے ناممکن ہے کہ غلط نکلے، ٹل جائے یا خلاف ہو جائے۔ جو حق کے قریب ہوں اُسے بھی رب حق سے بہت دُور والوں پر غالب رکھتا ہے۔ ہاں خدا کی حکمتوں کو کم علم جان نہیں سکتے۔ اکثر لوگ دنیا کا تو علم خوب رکھتے ہیں، اس کی گتھیاں منٹوں میں سُلجھا دیتے ہیں اُس میں خوب دماغ دوڑاتے ہیں۔ اُس کے بُرے بھلے، نفع نقصان کو پہچان لیتے ہیں۔ بہ یک نگاہ اس کی اونچ نیچ دیکھ لیتے ہیں، دنیا کمانے کا، پیسے جوڑنے کا خوب سلیقہ رکھتے ہیں لیکن امور دین میں، اُخروی کاموں میں محض جاہل، غبی اور کم فہم ہوتے ہیں یہاں نہ تو عقل کام کرے نہ سمجھ پہنچ سکے نہ غور و فکر کی عادت۔ حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں بہت سے ایسے بھی ہیں کہ نماز تک تو ٹھیک پڑھ نہیں سکتے لیکن درہم چٹکی میں لیتے ہی وزن بتا دیا کرتے ہیں ابن عباسؓ فرماتے ہیں دُنیا کی آبادی اور رونق کی تو بیسوں صورتیں ان کا ذہن گھڑ لیتا ہے لیکن دین میں محض جاہل آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۣ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا

کیا انھوں نے اپنے دلوں میں یہ غور نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان اور زمین کو اور ان چیزوں کو جو ان کے درمیان میں ہیں کسی حکمت ہی سے اور

بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَاۗئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ⑧ اَوَلَمْ

ایک میعاد معین کے [illegible] ور بہت سے آدمی اپنے رب کے ملنے کے منکر ہیں کیا یہ لوگ زمین میں

يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ ۚ كَانُوا أَشَدَّ

چلے پھرے نہیں جس میں دیکھتے بھالتے کہ جو لوگ ان سے پہلے ہو گذرے ہیں ان کا انجام کیا ہوا وہ ان سے قوت میں

مِنْهُمْ قُوَّةً وَأَثَارُوا الْأَرْضَ وَعَمَرُوهَا أَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوهَا وَجَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم

بھی بڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے زمین کو بھی بویا جوتا تھا اور جتنا انھوں نے اسکو آباد کر رکھا ہے اس سے زیادہ انھوں نے اسکو آباد کیا تھا اور انکے پاس بھی انکے پیغمبر

بِالْبَيِّنَاتِ ۖ فَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَٰكِن كَانُوا أَنفُسَهُمْ

معجزے لیکر آئے تھے سو خدا ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرتا ولیکن وہ تو خود ہی اپنی جانوں پر

يَظْلِمُونَ ⑨ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِينَ أَسَاءُوا السُّوأَىٰ أَن كَذَّبُوا بِآيَاتِ اللَّهِ

ظلم کر رہے تھے۔ پھر ایسے لوگوں کا انجام جنھوں نے برا کام کیا تھا برا ہی ہوا اس وجہ سے کہ انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو جھٹلایا تھا

وَكَانُوا بِهَا يَسْتَهْزِئُونَ ⑩ ع

اور ان کی ہنسی اڑاتے تھے۔

ع ۴ ۱۰

غور و فکر چونکہ کائنات کا ذرہ ذرہ حق جل وعلا کی قدرت کا نشان ہے اور اس کی توحید اور ربوبیت پر دلالت کرنے والا ہے۔ اس لئے ارشاد ہوتا ہے کہ موجودات میں غور و فکر کیا کرو اور قدرت خدا کی ان نشانیوں سے اس مالک کو پہچانو اور اس کی قدر و تعظیم کرو۔ کبھی عالم علوی کو دیکھو کبھی عالم سفلی پر نظر ڈالو کبھی مخلوقات کی پیدائش کو سوچو اور دیکھو کہ یہ چیزیں عبث اور بیکار پیدا نہیں کی گئیں۔ بلکہ رب نے انہیں کار آمد اور نشان قدرت بنایا ہے۔ ہر ایک کا ایک وقت مقرر ہے یعنی قیامت کا دن۔ جسے اکثر لوگ مانتے ہی نہیں۔ اس کے جو نبیوں کی صداقت کو اس طرح ظاہر فرماتا ہے کہ دیکھ لو ان کے مخالفین کا کس قدر عبرت ناک انجام ہوا؟ اور ان کے ماننے والوں کو کس طرح دونوں جہان کی عزت ملی؟ تم چل پھر کر اگلے واقعات معلوم کرو کہ گذشتہ امتیں جو تم سے زیادہ زور آور تھیں تم سے زیادہ مال و زر والی تھیں تم سے زیادہ کنبے قبیلے اور بیٹے پوتے والی تھیں۔ تم تو ان کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچے۔ وہ تم سے زیادہ عمر والے تھے تم سے زیادہ آبادیاں انہوں نے کیں تم سے زیادہ کھیتیاں اور باغات ان کے تھے۔ باوجود اس کے جب ان کے پاس اس زمانے کے رسول آئے انہوں نے دلیلیں اور معجزے دکھائے اور پھر بھی اس زمانہ کے ان بدنصیبوں نے ان کی نہ مانی اور اپنے خیالات میں مستغرق رہے اور سیاہ کاریوں میں مشغول رہے تو بالآخر عذاب خدا ان پر برس پڑے اس وقت کوئی نہ تھا جو انہیں بچا سکے یا کسی عذاب کو ان پر سے ہٹا سکے اللہ کی ذات اس سے پاک ہے کہ وہ اپنے بندوں پر ظلم کرے۔ یہ عذاب تو ان کے اپنے کرتوت کا وبال تھا۔ خدا کی آیتوں کو یہ جھٹلاتے تھے۔ رب کی باتوں کا مذاق اڑاتے تھے جیسے اور آیت میں ہے کہ ان کی بے ایمانی کی وجہ سے ہم نے ان کے دلوں کو، ان کی نگاہوں کو پھیر دیا اور انہیں ان کی سرکشی میں حیران چھوڑ دیا ہے۔ اور آیت میں ہے ان کی کجی کی وجہ سے اللہ نے ان کے دل بھی ٹیڑھے کر دیئے۔ اور آیت میں ہے کہ اگر اب بھی منہ موڑیں تو سمجھ لے کہ خدائے تعالیٰ ان کے بعض گناہوں پر ان کی پکڑ کرنے کا ارادہ کر چکا ہے۔ اسی بنا پر اَلسُّوۡآی منصوب ہوگا اَسَآءُوا کا مفعول ہو کر۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ سُوۡآی یہاں پر اس طرح واقع ہے کہ برائی ان کا انجام ہوئی۔ اس لئے کہ وہ آیات خداوندی کے جھٹلانے والے اور ان کا مذاق اڑانے والے تھے۔ تو اس معنی کی رو سے یہ لفظ منصوب ہوگا کَانَ کی خبر ہو کر۔ امام ابن جریرؒ نے یہی توجیہ بیان کی ہے اور ابن عباسؓ اور قتادہؒ سے نقل بھی کی ہے۔ ضحاک بھی یہی فرماتے ہیں۔ اور ظاہر بھی یہی ہے کیونکہ اس کے بعد وَكَانُوا يَسْتَهْزِءُوْنَ ہے۔

اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ① وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُبْلِسُ

اللہ تعالیٰ خلق کو اول بار بھی پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ بھی اسکو پیدا کریگا پھر اسکے پاس لائے جاؤ گے   اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز مجرم لوگ حیرت

الْمُجْرِمُوْنَ ② وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ③

زدہ رہ جاویں گے   ان کے شریکوں میں سے ان کا کوئی سفارشی نہ ہوگا   اور یہ لوگ اپنے شریکوں سے منکر ہو جاویں گے

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ④ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اور جس روز قیامت قائم ہوگی اس روز سب آدمی جدا جدا ہو جاویں گے   یعنی جو لوگ ایمان لائے تھے اور انہوں نے اچھے کام کئے تھے

فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ⑤ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

وہ تو باغ میں مسرور رہوں گے.   اور جن لوگوں نے کفر کیا تھا اور ہماری آیتوں کو اور آخرت کے پیش آنے کو جھٹلایا تھا

فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ⑥

وہ لوگ عذاب میں گرفتار ہوں گے

روز قیامت

ارشاد ہے کہ مخلوقات کو اُسی خدا نے پیدا فرمایا ہے اور جس طرح وہ اس کے پیدا کرنے پر اس وقت قادر تھا اب فنا کرکے پھر سے پیدا کرنے پر بھی ویسا ہی بلکہ اس سے بھی زیادہ قادر ہے. تم سب قیامت کے دن اُسی کے سامنے حاضر کئے جانے والے ہو. وہاں وہ ہر ایک کو اُس کے اعمال کا بدلہ دے گا. قیامت کے دن گنہگار نا اُمید رسوا اور خاموش ہو جائیں گے. خدا کے سوا جن جن کی دنیا میں عبادت کرتے رہے تھے اُن میں سے ایک بھی ان کی سفارش کے لئے کھڑا نہ ہوگا اور جبکہ یہ ان کے پوری طرح محتاج ہوں گے وہ ان سے بالکل آنکھیں پھیر لیں گے اور خود ان کی معبودانِ باطل بھی ان سے یکسو ہو جائیں گے اور صاف کہدیں گے کہ ہم میں ان میں کوئی تعلق نہیں. قیامت قائم ہوتے ہی اس طرح الگ الگ ہو جائیں گے جس کے بعد ملاپ ہے ہی نہیں. نیک لوگ تو علیین میں پہنچا دیئے جائیں گے اور بد لوگ سجین میں داخل کر دیئے جائیں گے. وہ سب سے اعلیٰ بلندی پر ہوں گے یہ سب سے زیادہ پستی میں ہوں گے. پھر اس آیت کی تفصیل ہوتی ہے کہ نیک نفس تو جنتوں میں ہنسی خوشی سے ہوں گے اور کفار جہنم میں جلتے بھنتے ہوں گے.

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ⑦ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ

سو تم اللہ کی تسبیح کیا کرو شام کے وقت   اور صبح کے وقت   اور تمام آسمان و زمین میں اسی کی حمد

وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ⑧ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ

ہوتی ہے   اور بعد زوال   اور ظہر کے وقت   وہ جاندار کو بے جان سے باہر لاتا ہے   اور بے جان کو جاندار سے

مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ⑨ ع   ع ۲ ۵

باہر لاتا ہے اور زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد زندہ کرتا ہے اور اسی طرح تم لوگ نکالے جاؤ گے.

تسبیح خداوندی

اُس تبارک و تعالےٰ کی کمالِ قدرت اور عظمتِ سلطنت پر دلالت اُس کی تسبیح اور اُس کی حمد سے ہے جس کی طرف اللہ تعالےٰ اپنے بندوں کی رہبری کرتا ہے اور اپنا پاک ہونا اور قابلِ حمد ہونا بھی بیان فرماتا ہے۔ شام کیوقت جبکہ رات اپنی اندھیریوں کو لیکر آتی ہے اور صبح کے وقت جبکہ دن اپنی روشنیوں کو لے کر آتا ہے۔ اتنا بیان فرما کر اس کے بعد کا جملہ بیان فرمانے سے پہلے ہی یہ بھی ظاہر کر دیا کہ زمین و آسمان میں قابلِ حمد و ثنا وہی ہے ان کی پیدائش خود اس کی بزرگی پر دلیل ہے۔ پھر صبح شام کے وقتوں کی تسبیح کا بیان جو پہلے گذرا تھا اس کے ساتھ عشاء اور ظہر کا وقت ملا لیا۔ جو پوری اندھیری اور کامل اُجالے کا وقت ہوتا ہے۔ بیشک تمام تر پاکیزگی اسی کو سزاوار ہے جو رات کے اندھیروں کو اور دن کے اُجالوں کو پیدا کرنے والا ہے۔ صبح کو ظاہر کرنے والا رات کو سکون والی بنانے والا ہے۔ اس جیسی آیتیں اور بھی بہت سی ہیں۔ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلّٰهَا ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰهَا ۝ اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى ۝ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلّٰى ۝ اور وَالضُّحٰى ۝ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰى ۝ وغیرہ۔ مسند احمد کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں بتاؤں کہ خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام خلیل وفادار کیوں رکھا؟ اس لئے کہ وہ صبح شام ان کلمات کو پڑھا کرتے تھے۔ پھر آپ نے فَسُبْحَانَ اللّٰهِ سے تُظْهِرُوْنَ ۝ تک کی دونوں آیتیں تلاوت فرمائیں۔ طبرانی کی حدیث میں ان دونوں آیتوں کی نسبت ہے کہ جس نے صبح شام یہ پڑھ لیں اس نے دن رات میں جو اس سے فوت ہوا ہو اُسے پا لیا۔ پھر بیان فرمایا کہ موت و زیست کا خالق مُردوں سے زندوں کو اور زندوں سے مُردوں کو نکالنے والا وہی ہے۔ ہر شے پر اور اس کی ضد پر وہ قادر ہے۔ دانے سے درخت، درخت سے دانے، مُرغی سے انڈا، انڈے سے مُرغ، نطفے سے انسان انسان سے نطفہ۔ مومن سے کافر، کافر سے مومن غرض ہر چیز اور اُس کے مقابلہ کی چیز پر اسے قدرت حاصل ہے، خشک زمین کو وہی تر کر دیتا ہے۔ بنجر زمین سے وہی زراعت پیدا کر دیتا ہے جیسے سورۂ یاسین میں فرمایا کہ خشک زمین کا تروتازہ ہو کر طرح طرح کے اناج و پھل پیدا کرنا بھی میری قدرت کا ایک نشان ہے اور آیت میں ہے تمہارے دیکھتے ہوئے اُس زمین کو جس میں سے دھواں اٹھتا ہو دو بوند سے تر کر کے میں لہلہا دیتا ہوں اور ہر قسم کی پیداوار سے اُسے سرسبز کر دیتا ہوں۔ اور بھی بہت سی آیتوں میں اس مضمون کو کہیں مفصل کہیں مجمل بیان فرمایا۔ یہاں فرمایا اسی طرح تم سب بھی مرنے کے بعد قبروں میں سے زندہ کر کے کھڑے کر دیئے جاؤ گے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ① وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ

اور نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا پھر تھوڑے ہی دن بعد تم آدمی بنکر پھیلے ہوئے پھرتے ہو اور اسی کی نشانیوں

اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ

میں سے یہ ہے کہ اسی نے تمہارے واسطے تمہاری جنس کی بیبیاں بنائیں تاکہ تم کو ان کے پاس آرام ملے اور تم میاں بیوی میں محبت اور ہمدردی

رَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ②

پیدا کی اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو فکر سے کام لیتے ہیں

اور یہ نشانیاں

فرماتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کی قدرت کی بے شمار نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے باپ حضرت آدم علیہ السّلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ تم سب کو اس نے حقیر پانی کے قطرے سے پیدا کیا۔ پھر تمہاری بہت اچھی صورتیں بنائیں، نطفے سے خونِ بستہ کی شکل میں پھر گوشت کے لوتھڑے کی صورت میں کر کے پھر ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں کو گوشت پہنایا پھر روح پھونکی، آنکھ، کان، ناک، پیدا کئے۔ ماں کے پیٹ سے سلامتی سے نکالا۔ پھر کمزوری کو قوت سے بدلا۔ دن بدن طاقت ور اور مضبوط قد آور اور زور آور کیا، عمر دی، حرکت و سکون کی طاقت دی اسباب اور آلات دیئے

اور مخلوق کا سردار بنایا ادھر سے اُدھر پہنچنے کے ذرائع دیئے، سمندروں کی زمین کی مختلف سواریاں عطا فرمائیں، عقل، علم، سوجھ بوجھ، تدبر غور کے لئے دل و دماغ عطا فرمائے، دنیا کی کام سمجھائے رزق، عزت حاصل کرنے کے طریقے کھول دیئے ساتھ ہی آخرت کو سنوارنے کا علم اور عمل بھی سکھایا پاک ہے وہ خدا جو ہر چیز کا صحیح اندازہ کرتا ہے ہر ایک کو اسکے مرتبے پر رکھتا ہے۔ شکل وصورت میں بول چال میں امیری فقیری میں، عقل و ہنر میں، بھلائی برائی میں، سعادت و شقاوت میں ہر ایک کو جداگانہ کر دیا تاکہ ہر شخص رب کی بہت سی نشانیاں اپنے میں اور دوسروں میں دیکھ لے۔ مسند امام احمد میں حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے تمام زمین سے ایک مٹھی مٹی لے کر اس سے حضرت آدم کو پیدا کیا۔ پس زمین کے مختلف حصوں کی طرح اولادِ آدم کی مختلف رنگتیں ہوئیں۔ کوئی سفید کوئی سُرخ کوئی سیاہ کوئی خبیث کوئی طیب، کوئی خوش خلق، کوئی بد خلق وغیرہ۔ پھر فرماتا ہے کہ خدائے تعالےٰ کی ایک نشانی قدرت یہ بھی ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے بنائے کہ وہ تمہاری بیویاں ہیں اور تم اُن کے خاوند ہو۔ یہ اس لئے کہ تمہیں ان سے سکون و راحت، آرام و آسائش حاصل ہو جیسے اور آیت میں ہے اللہ تعالےٰ نے تمہیں ایک ہی نفس سے پیدا کیا اور اُسی سے اس کی بیوی پیدا کی تاکہ وہ اس کی طرف راحت حاصل کرے۔ حضرت حوا حضرت آدم کی بائیں پسلی سے جو سب سے زیادہ چھوٹی ہے پیدا ہوئی ہیں پس اگر انسان کا جوڑا انسان سے نہ ملتا اور کسی اور جنس سے اس کا جوڑا بندھتا تو موجودہ الفت و رحمت اس میں نہ ہو سکتی عہ یہ پیار اخلاص یک جنسی کی وجہ سے ہے۔ ان میں آپس میں محبت و مودت، رحمت و الفت، پیار اخلاص، رحم اور مہربانی ڈال دی۔ پس مرد یا تو محبت کی وجہ سے عورت کی خبر گیری کرتا ہے یا رحم کھا کر اس کا خیال رکھتا ہے اس لئے کہ اس سے اولاد ہو چکی ہے۔ اس کی پرورش ان دونوں کے میل ملاپ پر موقوف ہے الغرض بہت سی وجہیں رب العالمین نے رکھ دی ہیں جن کے باعث انسان بآرام اپنے جوڑے کے ساتھ اپنی زندگی گذارتا ہے۔ یہ بھی رب کی مہربانی اور اس کی قدرت کاملہ کی ایک زبردست نشانی ہے۔ ادنیٰ سے غور سے انسان کا ذہن اس تک پہنچ جاتا ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ

اور اسی کی نشانیوں میں سے آسمان و زمین کا بنانا ہے اور تمہارے لب و لہجہ اور رنگتوں کا الگ الگ ہونا

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ③ وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ

ہے اس میں دانشمندوں کے لئے نشانیاں ہیں اور اسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا ہے رات میں اور دن میں

وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ④

اور اسی کی روزی کو تمہارا تلاش کرنا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو سنتے ہیں

زمین و آسمان

رب العالمین اپنی زبردست قدرت کی ایک نشانی اور بیان فرماتا ہے کہ اس قدر بلند کشادہ آسمان کی پیدائش، اس میں ستاروں کا جڑاؤ، ان کی چمک دمک، ان میں سے بعض کا چلتا پھرتا ہونا، بعض کا ایک جا ثابت رہنا، زمین کو ایک ٹھوس شکل میں بنانا۔ اسے کثیف پیدا کرنا، اس میں پہاڑ، میدان، جنگل، دریا،

عہ کیونکہ جنس سے ایک قلبی تعلق فطری امر ہے، جو غیر جنس سے نہیں ہوتا، مثلاً انسان کو پالتو جانور سے بھی یقیناً تعلق ہوتا ہے اسکے علاوہ اور بہت سی چیزوں سے تعلق ہوتا ہے لیکن ظاہر ہے کہ جیسا تعلق جنس سے ہوتا ہے ایسا کسی سے نہیں۔ اور پھر جنس میں بھی جو اپنے متعلقین سے ہوتا ہے وہ کسی اور سے نہیں ہوتا مثلاً اپنی بیوی بچے جتنے عزیز ہوتے ہیں اتنے اور کے ہرگز نہیں ہوتے تو خدا تعالےٰ نے اپنی بیشمار مصالح کے پیش نظر یہ ایک جنسی رشتہ قائم کیا ہے جنہیں ہر طرح کی خیر الٰہی ۲

سمندر، ٹیلے، پتھر، درخت وغیرہ جما دینا۔ خود تمہاری زبانوں میں رنگتوں میں اختلاف رکھنا، عرب کی زبان اور تاتاریوں کی اور کردوں کی اور رومیوں کی اور فرنگیوں کی اور تکرونیوں کی اور بربر کی اور حبشیوں کی اور ہندیوں کی اور ایرانیوں کی اور صقالبہ کی اور ارمنیوں کی اور جزریوں کی اور خدا جانے کتنی کتنی زبانیں زمین پر بنو آدم میں بولی جاتی ہیں۔ انسانی زبانوں کے اختلاف کے ساتھ ہی ان کی رنگتوں کا اختلاف بھی شانِ خدا کا مظہر ہے۔ خیال تو فرمائیے کہ لاکھوں آدمی جمع ہو جائیں ایک کنبے قبیلے کے ایک ملک ایک زبان کے ہوں لیکن ناممکن ہے کہ ہر ایک میں کوئی نہ کوئی اختلاف نہ ہو حالانکہ اعضائے بدن کے اعتبار سے کلی موافقت ہے سب کی دو دو آنکھیں دو دو پلکیں، ایک ناک، دو کان، ایک پیشانی، ایک منہ دو ہونٹ، دو رخسار وغیرہ لیکن ایک سے ایک علیحدہ ہے۔ کوئی نہ کوئی ہیئت، عادت، خصلت، کلام، بات چیت، طرز ادا ایسی ضرور ہو گی کہ جس میں ایک دوسرے سے امتیاز ہو جائے۔ گو وہ بعض مرتبہ ہلکی سی چیز ہی ہو۔ گو خوبصورتی اور بدصورتی میں کئی ایک یکساں نظر آئیں لیکن جب غور کیا جائے تو ہر ایک کو دوسرے سے ممتاز کرنے والا کوئی نہ کوئی وصف ضرور نظر آ جائے گا ہر جاننے والا اتنی بڑی طاقتوں اور قوتوں کے مالک کو پہچان سکتا ہے اور اس صنعت سے صانع کو جان سکتا ہے۔ نیند بھی قدرت کی ایک نشانی ہے جس سے تھکان دور ہو جاتی ہے، راحت و سکون حاصل ہوتا ہے اس کے لئے قدرت نے رات بنا دی ہے۔ کام کاج کے لئے دنیا حاصل کرنے کے لئے، کمائی دھندے کے لئے تلاشِ معاش کے لئے اس خدا نے دن کو پیدا کر دیا جو رات کے بالکل خلاف ہے۔ یقیناً سننے سمجھنے والوں کے لئے یہ چیزیں نشانِ قدرت ہیں۔ طبرانی میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالٰے عنہ سے منقول ہے کہ راتوں کو میری نیند اچاٹ ہو جایا کرتی تھی تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر کی شکایت کی، آپ نے فرمایا یہ دعا پڑھا کرو:۔ اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ ۵ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ ۵ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ ۵ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَھْدِ لَیْلِیْ۔ میں نے جب اس دعا کو پڑھا تو نیند نہ آنے کی بیماری بفضلِ خدا دور ہو گئی۔

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

اور اسی کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ تم کو بجلی دکھاتا ہے جس سے ڈر بھی ہوتا ہے اور امید بھی ہوتی ہے اور وہی آسمان سے پانی برساتا ہے پھر اسی

فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۵﴾

سے زمین کو اس کے مردہ ہو جانے کے بعد زندہ کر دیتا ہے اس میں ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو عقل رکھتے ہیں اور اسی کی نشانیوں

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ

میں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین اس کے حکم سے قائم ہے پھر جب تم کو پکار کر زمین میں سے بلا دے گا

مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۶﴾

تو تم یک بارگی نکل پڑو گے۔

کوندتی بجلیاں

اللہ تعالٰے کی عظمت پر دلالت کرنے والی ایک اور نشانی بیان کی جا رہی ہے کہ آسمانوں پر اس کے حکم سے بجلی کوندتی ہے جسے دیکھ کر کبھی تمہیں دہشت ہونے لگتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کڑاکا کسی کو ہلاک کر دے کہیں بجلی گرے وغیرہ اور کبھی تمہیں امید بندھتی ہے کہ اچھا ہوا اب بارش برسے گی پانی کی ریل پیل ہو گی ہریالی ہو جائے گی وغیرہ۔ وہی ہے جو آسمان سے پانی اتارتا ہے اور اس زمین کو جو خشک پڑی ہوئی تھی جس پر نام نشان

کو کوئی ہریالی نہ تھی بے کار تھی اس بارش سے وہ زندہ کر دیتا ہے لہلہانے لگتی ہے ہری بھری ہو جاتی ہے اور طرح طرح کی پیداوار اُگا دیتی ہے، عقلمندوں کے لئے عظمتِ خداوندی کی یہ ایک جیتی جاگتی تصویر ہے۔ وہ اس نشان کو دیکھ کر یقین کر لیتے ہیں کہ اس زمین کو زندہ کرنے والا خدا ہماری موت کے بعد ہمیں بھی از سرِ نو زندہ کر دینے پر قادر ہے۔ اس کی ایک نشانی یہ بھی ہے کہ زمین و آسمان اسی کے حکم سے قائم ہیں۔ وہ آسمان کو زمین پر گرنے نہیں دیتا وہ آسمان و زمین کو تھامے ہوئے ہے اور انہیں زوال سے بچائے ہوئے ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالٰے عنہ جب کوئی تاکیدی قسم کھانا چاہتے تو فرماتے اُس خدا کی قسم جس کے حکم سے زمین و آسمان ٹھیرے ہوئے ہیں۔ پھر قیامت کے دن وہ زمین و آسمان کو بدل دے گا۔ مُردے اپنی قبروں سے زندہ کر کے نکالے جائیں گے۔ خود خدا اُنہیں آواز دے گا اور یہ صرف ایک آواز پر زندہ ہو کر اپنی قبروں سے نکل کھڑے ہوں گے جیسے اور آیت میں ہے کہ جس دن وہ تمہیں پکارے گا تم اس کی حمد کرتے ہوئے اُسے جواب دو گے اور یقین کر لو گے کہ تم بہت ہی کم رہے۔ اور آیت میں ہے۔ فَاِنَّمَا هِیَ زَجۡرَةٌ وَّاحِدَةٌ ۝ فَاِذَا هُمۡ بِالسَّاهِرَةِ ۝ وہ صرف ایک ہی آواز ہے ساری مخلوق میدانِ محشر میں جمع ہو جائے گی اور آیت میں ہے اِنۡ كَانَتۡ اِلَّا صَیۡحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمۡ جَمِیۡعٌ لَّدَیۡنَا مُحۡضَرُوۡنَ ۝ یعنی وہ صرف ایک آواز ہو گی جسے سنتے ہی سب کے سب ہمارے سامنے حاضر ہو جائیں گے۔

وَلَهٗ مَنۡ فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوۡنَ ۝ وَهُوَ الَّذِیۡ یَبۡدَؤُا الۡخَلۡقَ

اور جتنے آسمان اور زمین میں موجود ہیں سب اسی کے تابع ہیں اور وہی ہے جو اول بار پیدا کرتا ہے پھر وہی

ثُمَّ یُعِیۡدُهٗ وَهُوَ اَهۡوَنُ عَلَیۡهِ ؕ وَلَهُ الۡمَثَلُ الۡاَعۡلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ

دوبارہ پیدا کریگا اور یہ اس کے نزدیک زیادہ آسان ہے اور آسمان و زمین میں اسی کی شان اعلٰے ہے

وَهُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَكِیۡمُ ۝ ع

اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

ع ۳

سب عاجز و ناتواں

فرماتا ہے کہ تمام آسمانوں کی اور ساری زمینوں کی مخلوق اللہ کی ہی ہے۔ سب اس کے غلام ہیں سب اُسی کی ملکیت میں ہیں۔ ہر ایک اس کے سامنے عاجز و لاچار مجبور و بے بس ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قرآن کریم میں جہاں کہیں قنوت کا ذکر ہے وہاں مُراد اطاعت و فرمانبرداری ہے پیدائش بھی اسی نے کی اور وہی اعادہ بھی کرے گا اور اعادہ بہ نسبت ابتدا کے عادتاً آسان اور ہلکا ہوتا ہے۔ صحیح بخاری شریف میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جناب باری کا ارشاد ہے کہ مجھے ابنِ آدم جھٹلاتا ہے اور اُسے یہ چاہئے نہیں تھا۔ وہ مجھے برا کہتا ہے اور یہ بھی اُسے لائق نہ تھا۔ اس کا جھٹلانا تو یہ ہے کہ کہتا ہے جس طرح اس نے مجھے اولاً پیدا کیا اس طرح دوبارہ پیدا نہیں کر سکتا حالانکہ دوسری مرتبہ کی پیدائش پہلی دفعہ کی پیدائش سے بالکل ہی آسان ہوا کرتی ہے۔ اس کا مجھے برا کہنا یہ ہے کہ کہتا ہے کہ خدا کی اولاد ہے حالانکہ میں احد و صمد ہوں۔ جس کی نہ اولاد نہ ماں باپ اور جس کا کوئی ہمسر نہیں۔ الغرض دونوں پیدائشیں اس مالک کی قدرت میں ہیں نہ اس پر کوئی کام بھاری نہ بوجھل۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ھُوَ کی ضمیر کا مرجع خَلۡق ہو مَثَلٌ سے مراد یہاں اس کی توحید الوہیت اور توحید ربوبیت ہے۔ نہ کہ مثال اس لئے کہ اللہ تعالٰے کی ذات مثال سے پاک ہے۔ فرمان ہے لَیۡسَ كَمِثۡلِهٖ شَیۡءٌ اس کی مثال کوئی اور نہیں۔ بعض اہل ذوق نے کہا ہے کہ جب صاف شفاف پانی کا ستھرا پاک صاف حوض ٹھیرا ہوا ہو اور بادِ صبا کے تھپیڑے اُسے ہلاتے جُھلاتے نہ ہوں اس وقت اس میں آسمان صاف نظر آتا ہے سورج اور چاند ستارے بالکل

دکھائی دیتے ہیں اسی طرح بزرگوں کے دل ہیں جن میں وہ خدائے تعالےٰ کی عظمت وجلال کو ہمیشہ دیکھتے رہتے ہیں۔ وہ غالب ہے جس پر کسی کا بس نہیں نہ اس کے سامنے کسی کی کچھ چل سکے، ہر چیز اس کی ماتحتی میں اور اس کے سامنے پست ولاچار، عاجز وبے بس ہے۔ اس کی قدرت سطوت، سلطنت ہر چیز پر محیط ہے۔ وہ حکیم ہے اپنے اقوال، افعال، شریعت میں، تقدیر میں غرض ہر ہر امر میں حضرت محمد بن منکدرؒ فرماتے ہیں مثل اعلیٰ سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے۔

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ
اللہ تعالےٰ تم سے ایک مضمون عجیب تمہارے ہی حالات میں سے بیان فرماتے ہیں کیا تمہارے غلاموں میں کوئی شخص تمہارے اس مال میں جو ہم نے تمکو دیا ہے شریک ہے
مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ
کہ تم اور وہ اس میں برابر ہوں جنکا تم ایسا خیال کرتے ہو جیسا اپنے آپس کا خیال کرتے ہو ہم اسی طرح سمجھداروں کے لئے دلائل
لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ○ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ
صاف صاف بیان کرتے رہتے ہیں بلکہ ان ظالموں نے بلا دلیل اپنے خیالات کا اتباع کر رکھا ہے سو جس کو خدا گمراہ کرے
مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ○
اس کو کون راہ پر لادے اور ان کا کوئی حمایتی نہ ہو گا

ایک مثال

مشرکین مکہ اپنے بزرگوں کو شریک خدا جانتے تھے لیکن ساتھ ہی یہ بھی مانتے تھے کہ یہ سب خدا کے غلام اور اس کے ماتحت ہیں، چنانچہ وہ حج وعمرے کے موقعہ پر لبیک پکارتے ہوئے کہتے تھے کہ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ اِلَّا شَرِيْكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَا مَلَكَ یعنی ہم تیرے دربار میں حاضر ہیں تیرا کوئی شریک نہیں مگر وہ کہ وہ خود اور جس چیز کا وہ مالک ہے سب تیری ملکیت میں ہے، یعنی ہمارے شریکوں کا اور ان کی ملکیت کا تو ہی اصلی مالک ہے۔ پس یہاں انہیں ایک ایسی مثال سے سمجھایا جا رہا ہے جو خود یہ اپنے نفس میں ہی پائیں اور بہت اچھی طرح غور وخوض کر سکیں۔ تو فرماتا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی بھی اس امر پر راضی رضامند ہو گا؟ کہ اس کے کل مال وغیرہ میں اس کے غلام اس کے برابر کے شریک ہوں اور ہر وقت اسے یہ دغدغہ رہتا ہو کہ کہیں وہ تقسیم کر کے میری جائداد اور ملکیت آدھوں آدھ بانٹ نہ لے جائے۔ پس جس طرح تم یہ بات اپنے لئے پسند نہیں کرتے خدا کے لئے بھی یہ نہ چاہو جس طرح غلام آقا کی ہمسری نہیں کر سکتا اسی طرح خدا کا کوئی بندہ خدا کا شریک نہیں ہو سکتا۔ یہ عجب ناانصافی ہے کہ اپنے لئے جس بات سے چڑیں اور نفرت کریں خدا کے لئے وہی بات ثابت کرنے بیٹھ جائیں۔ خود بیٹیوں سے بے تھے اتنا سنتے ہی کہ تیرے ہاں لڑکی ہوئی ہے منہ کالے پڑ جاتے تھے اور خدا کے مقرب فرشتوں کو خدا کی لڑکیاں کہتے تھے۔ اسی طرح خود اس بات کے بھی روادار نہیں ہوتے کہ اپنے غلاموں کو اپنا برابر کا شریک وسہیم سمجھیں لیکن خدا کے غلاموں کو خدا کا شریک سمجھ رہے ہیں۔ کس قدر انصاف کا خون ہے؟ حضرت ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ مشرک جو لبیک پکارتے تھے اور اس میں خدا کی لاشریکی کا اقرار کر کے پھر اس کی غلامی تلے دوسروں کو مان کر پھر انہیں اس کا شریک ٹھیراتے تھے اس پر یہ آیت اتری ہے اور اس میں بیان ہے کہ جب تم اپنے غلاموں کو اپنے برابر کا شریک ٹھیرا لینے سے عار رکھتے ہو تو خدا کے غلاموں کو خدا کا شریک کیوں ٹھیرا رہے ہو؟ یہ صاف بات بیان فرما کر ارشاد فرماتا ہے کہ ہم اسی طرح دلائل غافلوں کے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ پھر فرماتا ہے اور بتلاتا ہے کہ مشرکین کے شرک کی کوئی سند عقلی نقلی کوئی دلیل نہیں صرف کرشمہ جہالت

اور پیروی خواہش ہے جبکہ یہ راہ راست سے ہٹ گئے تو پھر انہیں بجز خدا کے اور کوئی راہ راست پر لا نہیں سکتا۔ یہ جو دوسروں کو اپنا کارساز اور مددگار مانتے ہوں لیکن واقعہ یہ ہے کہ دشمنان خدا کا دوست کوئی نہیں۔ کون ہے جو اس کی مرضی کے خلاف لب ہلا سکے؟ کون ہے جو اس پر مہربانی کرے جس پر خدا نا مہربان ہو؟ اس کا چاہا ہوا ہوتا ہے اور جسے وہ نہ چاہے ہو نہیں سکتا

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ

سو تم یک سو ہو کر اپنا رخ اس دین کی طرف رکھو اللہ کی دی ہوئی قابلیت کا اتباع کرو جس پر اللہ تعالے نے لوگوں کو پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اس پیدا کی

لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ

ہوئی چیز کو جس پر اس نے تمام آدمیوں کو پیدا کیا ہے بدلنا نہ چاہئے پس سیدھا دین یہی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے تم خدا کی طرف رجوع ہو کر فطرت الٰہیہ کا اتباع

إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ

کرو اور اس سے ڈرو اور نماز کی پابندی کرو اور شرک کرنے والوں میں سے مت رہو جن لوگوں نے

فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾

اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر لیا اور بہت سے گروہ ہو گئے ہر گروہ اپنے اس طریقہ پر نازاں ہے جو ان کے پاس ہے۔

دین حنیف

ملت ابراہیم حنیفؑ پر جم جاؤ جس دین کو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مقرر کر دیا ہے اور جسے اے نبی آپ کے ہاتھ پر خدا نے کمال کو پہنچایا ہے۔ رب کی فطرت سلیم پر وہی قائم ہے جو اس دین اسلام کا پابند ہے اسی پر یعنی توحید پر رب نے تمام انسانوں کو بنایا ہے۔ روز ازل میں اسی کا سب سے اقرار لیا گیا تھا کہ کیا میں تم سب کا رب نہیں ہوں؟ تو سب نے اقرار کیا کہ بیشک تو ہی ہمارا رب ہے۔ وہ حدیثیں عنقریب انشاء اللہ بیان ہوں گی جن سے ثابت ہے کہ خدائے تعالے نے اپنی جملہ مخلوق کو اپنے سچے دین پر پیدا کیا ہے گو اس کے بعد لوگ یہودیت نصرانیت وغیرہ پر چلے گئے۔ لوگو خدا کی اس فطرت کو نہ بدلو۔ لوگوں کو اس راہ راست سے نہ ہٹاؤ۔ تو یہ خبر معنیٰ میں امر کے ہو گی جیسے مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا میں یہ معنیٰ نہایت عمدہ اور صحیح ہیں۔ دوسرے معنیٰ یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالے نے تمام مخلوق کو فطرت سلیم پر یعنے دین اسلام پر پیدا کیا۔ رب کے اس دین میں کوئی تبدل تغیر نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی معنے کئے ہیں کہ یہاں خلق اللہ سے مراد دین اور فطرت اسلام ہے بخاری شریف میں بروایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد رسولؐ ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی نصرانی اور مجوسی بنا دیتے ہیں۔ جیسے بکری کا صحیح سالم بچہ ہوتا ہے جس کے کان لوگ کتر دیتے ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ۔

مسند احمد میں ہے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آپ کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا وہاں ہم بفضل خدا غالب آگئے اس دن لوگوں نے بہت سے کفار کو قتل کیا یہاں تک کہ چھوٹے بچوں پر بھی ہاتھ صاف کیا۔ حضورؐ کو جب اس کا پتہ چلا تو آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمانے لگے یہ کیا بات ہے کہ لوگ حد سے آگے نکل جاتے ہیں آج بچوں کو بھی قتل کر دیا ہے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہؐ آخر وہ بھی تو مشرکین کی ہی اولاد تھے، آپ نے فرمایا نہیں نہیں۔ یاد رکھو تم میں سے بھی بہترین لوگ وہی ہیں جو مشرکین کی اولاد ہیںعہ۔ خبردار بچوں کو کبھی قتل نہ کرنا نابالغوں کے قتل سے رک جانا، ہر بچہ فطرت

عہ آپؐ نے ایک اور موقع پر فرمایا کہ خیارکم فی الاسلام خیارکم فی الجاہلیۃ" یعنی اسلام میں بھی وہی بہترین (بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۱ پر ملاحظہ ہو)

پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اپنی زبان سے کچھ کہے پھر اس کے ماں باپ اُسے یہود و نصرانی بنا لیتے ہیں۔ جابر بن عبداللہ کی روایت کو مسند شریف میں ہے کہ حضورؐ فرماتے ہیں ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اُسے زبان آجائے۔ اب یا تو شاکر بنتا ہے یا کافر۔ مسند میں بروایت حضرت ابن عباسؓ منقول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کی اولاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب انہیں اللہ تعالےٰ نے پیدا کیا تو وہ خوب جانتا تھا کہ وہ کیا اعمال کرنے والے ہیں۔ آپ سے منقول ہے کہ ایک زمانہ میں یوں کہتا تھا مسلمانوں کی اولاد مسلمانوں کے ساتھ ہے اور مشرکوں کی مشرکوں کے ساتھ ہے۔ یہاں تک کہ فلاں شخص نے فلاں سے روایت کر کے مجھے سنایا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکوں کے بچوں کے بارے میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا اللہ خوب عالم ہے اُس چیز سے جو وہ کرتے۔ اس حدیث کو سن کر میں نے اپنا فتویٰ چھوڑ دیا۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مسند امام احمد وغیرہ میں حدیث ہے کہ حضورؐ نے ایک خطبے میں فرمایا کہ مجھے جناب باری عزوجل نے حکم دیا کہ جو اس نے مجھے آج سکھایا ہے اور اُس سے تم جاہل ہو وہ میں تمہیں سکھا دوں۔ فرمایا ہے کہ جو میں نے اپنے بندوں کو دیا ہے یعنی ان کے لئے حلال کیا ہے میں نے سب بندوں کو یکطرفہ خالص دین والا بنایا ہے ان کے پاس شیطان پہنچتا ہے اور انہیں دین سے گمراہ کرتا ہے اور حلال کو ان پر حرام کرتا ہے۔ اور انہیں میرے ساتھ شریک کرنے کو کہتا ہے جس کی کوئی دلیل نہیں اللہ تعالےٰ نے زمین والوں کی طرف نگاہ ڈالی اور عرب عجم کو سب کو ناپسند فرمایا سوائے چند اہل کتاب کے بقایا کے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں نے تجھے صرف آزمائش کے لئے بھیجا ہے تیری اپنی بھی آزمائش ہوگی اور تیری وجہ سے اور سب کی بھی۔ میں تجھ پر وہ کتاب اُتاروں گا جسے پانی دھو نہ سکے۔ تو اسے سوتے جاگتے پڑھتا رہیگا۔ پھر مجھ سے جناب باری نے ارشاد فرمایا کہ میں قریش کو ہوشیار کر دوں میں نے اپنا اندیشہ ظاہر کیا کہ کہیں وہ میرا سر کچل کر روٹی جیسا نہ بنا دیں؟ تو فرمایا سن جیسے یہ تجھے نکالیں گے میں انہیں نکالوں گا تو ان سے جہاد کر۔ میں تیرا ساتھ دوں گا، تو خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا۔ تو لشکر بھیج میں اسے پانچ حصے زیادہ لشکر بھیجوں گا۔ فرمانبرداروں کو لے کر اپنے نافرمانوں پر چڑھائی کر دے اہل جنت تین قسم کے ہیں: عادل بادشاہ توفیق خیر والا سخی، نرم دل ہر مسلمان کے ساتھ سلوک احسان کرنیوالا پاک دامن سوال سے اور حرام سے بچنے والا عیال دار آدمی۔ اہل جہنم پانچ قسم کے لوگ ہیں وہ بے وقعت کمینے لوگ جو بے زر اور بے گھر ہیں جو تمہارے دامنوں میں لپٹے رہتے ہیں۔ وہ خائن جو حقیر حقیر چیزوں میں بھی خیانت کئے بغیر نہیں رہتے۔ وہ لوگ جو ہر وقت لوگوں کو اُن کی جان مال اور اہل و عیال میں دھوکے دیتے رہتے ہیں، صبح شام چالبازیوں اور مکر و فریب میں لگے رہتے ہیں۔ پھر آپ نے بخیل یا کذاب کا ذکر کیا اور فرمایا پانچویں قسم کے لوگ بدزبان بدگو ہیں۔ (مسلم وغیرہ) یہی فطرت سلیمہ یہی شریعت کو مضبوطی کے ساتھ تھامنا ہی سچا اور سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثر لوگ بے علم ہیں اور اپنی اسی جہالت کی وجہ سے خدا کے ایسے پاک دین سے دور بلکہ محروم رہ جاتے ہیں جیسے اور آیت میں ہے گو تیری تمنا ہو لیکن ان میں سے اکثر لوگ بے ایمان ہی رہیں گے۔ اور آیت میں ہے اگر تو اکثریت کی اطاعت کرے گا تو وہ تجھے راہ خدا سے بہکا دیں گے۔ تم سب اللہ کی طرف راغب رہو۔ اُسی کی جانب جھکے رہو، اُسی کا ڈر خوف رکھو، اسی کا لحاظ رکھو۔ نمازوں کی پابندی کرو جو سب سے بڑی عبادت اور اطاعت ہے۔ تم مشرک نہ بنو بلکہ موحد خالص بن جاؤ اُس کے سوا اور سے کوئی مُراد وابستہ نہ رکھو۔ حضرت معاذؓ سے حضرت عمرؓ نے اس آیت کا مطلب پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ تین چیزیں ہیں اور یہی نجات کی جڑ ہیں اوّل اخلاص جو فطرت ہے جس پر اللہ تعالےٰ نے مخلوق کو پیدا کیا ہے۔ دوسرے نماز جو دراصل دین ہے، تیسرے اطاعت جو عصمت اور تحفظ ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا آپ نے سچ کہا ہے۔ تمہیں مشرکوں میں نہ ملنا چاہئے، تمہیں ان کا ساتھ نہ دینا چاہیے اور نہ اُن جیسا کام کرنا چاہیے جنہوں نے دین خدا کو بدل دیا، بعض باتوں کو مان لیا بعض سے انکار کر گئے۔ فَرَّقُوْا کی دوسری قرأت فَارَقُوْا ہے یعنی انہوں نے اپنے دین کو چھوڑ دیا۔ جیسے یہود و نصاریٰ، مجوس، بُت پرست اور باقی اور باطل مذہب والے۔ جیسے ارشاد ہے جن لوگوں نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۰ ملاحظہ ہو) اور کار آمد ہوں وہ ثابت ہوئے جو جاہلیت میں بہترین تھے یہ دوسرا ارشاد بھی اسی حقیقت کا مظہر ہے۔

اپنے دین میں تفریق کی اور گروہ بندی کر لی تو اُن میں تُو بری نہیں اُن کا آخر سپرد خدا ہے تم سے پہلے والے گروہ گروہ میں بٹ گئے اور سب کے سب باطل پر جم گئے اور ہر فرقہ یہی دعویٰ کرتا رہا کہ وہ کچھ ہے اور دراصل حقانیت سے وہ سب ہٹ گئے تھے. اس اُمت میں بھی تفرقہ پڑا لیکن ان میں ایک حق پر ہے ہاں باقی سب گمراہی پر ہیں. یہ حق والی جماعت اہل سنت والجماعت ہے جو کتاب اللہ کو اور سنتِ رسول اللہ کو مضبوط تھامنے والی ہے جس پر اگلے زمانے کے صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ مسلمین تھے، گذشتہ زمانے میں بھی اور اب بھی. جیسے مستدرک حاکم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ ان سب میں نجات پانیوالا فرقہ کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا مَنْ كَانَ عَلٰى مَآ اَنَا عَلَيْهِ الْيَوْمَ وَاَصْحَابِيْ یعنی وہ لوگ جو اُس پر ہوں جس پر آج میں اور میرے اصحاب ہیں.

وَإِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُم مُّنِيبِينَ إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا أَذَاقَهُم مِّنْهُ

اور جب لوگوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو اسکی طرف رجوع ہو کر پکارنے لگتے ہیں پھر جب اللہ تعالےٰ ان کو اپنی طرف سے کچھ عنایت

رَحْمَةً إِذَا فَرِيقٌ مِّنْهُم بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُونَ ⑥ لِيَكْفُرُوا بِمَا آتَيْنَاهُمْ فَتَمَتَّعُوا

کا مزہ چکھا دیتا ہے تو بس ان میں سے بعض لوگ اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ ہم نے جو ان کو دیا ہے اس کی ناشکری کریں سو چند

فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ⑦ أَمْ أَنزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوا بِهِ

روز اور حظ حاصل کر لو پھر جلدی ہی تم معلوم کر لوگے. کیا ہم نے ان پر کوئی سند نازل کی ہے کہ وہ ان کو شرک کرنے کو کہہ

يُشْرِكُونَ ⑧ وَإِذَا أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوا بِهَا ۖ وَإِن تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا

رہی ہے اور ہم جب لوگوں کو کچھ عنایت کا مزہ چکھا دیتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں اور اگر ان کے اعمال کے بدلے میں جو پہلے اپنے

قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ إِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ ⑨ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ

ہاتھوں کر چکے ہیں ان پر کوئی مصیبت آپڑتی ہے تو بس وہ لوگ ناامید ہو جاتے ہیں کیا ان کو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ جسکو چاہے زیادہ روزی دیتا ہے

لِمَن يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ⑩

اور جس کو چاہے کم دیتا ہے اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو ایمان رکھتے ہیں.

انسان کی ایک عجیب عادت

اللہ تعالےٰ لوگوں کی حالت بیان فرما رہا ہے کہ دکھ درد، مصیبت و تکلیف کے وقت تو وہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کو بڑی عاجزی زاری نہایت توجہ اور پوری دلسوزی کے ساتھ پکارتے ہیں اور جب اس کی نعمتیں ان پر برسنے لگتی ہیں تو یہ خدا کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔ لیکفروا میں جو لام ہے بعض کہتے ہیں لام عاقبت ہے اور بعض کہتے لام تعلیل ہے. لیکن اس کا لام تعلیل ہونا اس وجہ سے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے ان کے لئے یہ مقرر کیا پھر انہیں دھمکایا کہ تم ابھی معلوم کر لوگے. بعض بزرگوں کا فرمان ہے کہ کوتوال یا سپاہی کسی کو ڈرائے دھمکائے تو وہ کانپ اٹھتا ہے. تعجب ہے کہ اسکے دھمکانے سے ہم دہشت میں نہ آئیں جس کے قبضے میں ہر چیز ہے اور جس کا صرف یہ کہہ دینا ہر امر کے لئے کافی ہے کہ ہو جا. پھر مشرکین کا محض بے دلیل ہونا بیان فرمایا جا رہا ہے کہ ہم نے ان کے شرک کی کوئی دلیل نہیں اتاری. پھر انسان کی ایک بیہودہ خصلت بطور انکار بیان ہو رہی ہے کہ سوائے چند ہستیوں کے عموماً حالت یہ ہے کہ راحتوں کے وقت بھول جاتے ہیں اور سختیوں کے وقت مایوس ہو جاتے ہیں گویا اب کوئی بہتری ملنے ہی کی نہیں. ہاں مومن سختیوں میں صبر اور نرمیوں میں نیکیاں کرتے

صحیح حدیث میں ہے مومن پر تعجب ہے اس کے لئے خدا کی ہر قضا بہتر ہی ہوتی ہے راحت پر شکر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے اور مصیبت پر صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے لئے بہتر ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ہی متصرف اور مالک ہے۔ وہ اپنی حکمت کے مطابق نظام قائم کئے ہوئے ہے کسی کو کم دیتا ہے کسی کو زیادہ دیتا ہے کوئی تنگی ترشی میں ہے کوئی وسعت اور فراخی میں۔ اس میں مومنوں کے لئے نشان ہیں۔

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ

پھر قرابت دار کو اسکا حق دیا کر اور مسکین اور مسافر کو بھی یہ ان لوگوں کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا

وَجْهَ اللّٰهِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ⑪ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا

کے طالب ہیں اور ایسے ہی لوگ فلاح پانیوالے ہیں اور جو چیز تم اس غرض سے دو گے کہ وہ لوگوں کے مال میں پہنچکر

فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ

زیادہ ہو جاوے تو یہ اللہ کے نزدیک نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ دو گے جس سے اللہ کی رضا

تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ⑫ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ

طلب کرتے ہو گے تو ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے پاس بڑھاتے رہیں گے اللہ ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا

ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ

کیا پھر تمکو رزق دیا پھر تم کو موت دیتا ہے پھر تمکو جلائیگا کیا تمہارے شریکوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ بھی کر سکے وہ ان کے شرک

سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ⑬ ع

سے پاک اور برتر ہے۔

یہ ہیں فلاح یاب

قرابتداروں کے ساتھ نیکی، سلوک اور صلہ رحمی کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ مسکین اُسے کہتے ہیں جس کے پاس کچھ نہ ہو یا کچھ ہو لیکن کافی نہ ہو۔ اس کے ساتھ بھی سلوک واحسان کرنے کا حکم ہو رہا ہے۔ مسافر جس کا خرچ ہو گیا ہو اس کے ساتھ بھی بھلائی کرنے کا ارشاد ہوتا ہے۔ یہ اُن کے لئے بہتر ہے جو چاہتے ہیں کہ قیامت کے دن دیدار خدا کریں۔ حقیقت میں انسان کے لئے اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں۔ دنیا اور آخرت میں نجات ایسے ہی لوگوں کو ملے گی۔ اس دوسری آیت کی تفسیر تو ابن عباسؓ، مجاہدؒ، ضحاکؒ، قتادہؒ، عکرمہؒ، محمد بن کعبؒ اور شعبیؒ سے یہ منقول ہے کہ جو شخص کوئی عطیہ اس ارادے سے دے کہ لوگ اسے اس سے زیادہ دیں۔ تو گو اس ارادے سے ہدیہ دینا ہے تو مباح لیکن ثواب سے خالی ہے۔ خدا کے ہاں اس کا بدلہ کچھ نہیں مگر اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس سے بھی روک دیا۔ اس معنی میں یہ حکم آپ کے لئے مخصوص ہوگا۔ اسی کے ہم معنے آیت وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝ ہے یعنی زیادتی معاوضہ کی نیت سے کسی کے ساتھ احسان نہ کیا کرو۔ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے منقول ہے کہ سود دینے لینے کی دو صورتیں ہیں ایک تو بیوپار تجارت میں بیاج یہ تو حرام محض ہے۔ دوسرا سود یعنی زیادتی جس میں کوئی حرج نہیں وہ کسی کو اس ارادہ سے ہدیہ تحفہ دینا ہے کہ یہ مجھے اس سے زیادہ دے پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر فرمایا کہ خدا کے پاس ثواب تو زکوٰۃ کے ادا کرنے کا ہے۔ زکوٰۃ دینے والوں کو بہت برکتیں حاصل ہوتی ہیں صحیح حدیث میں ہے کہ جو شخص ایک کھجور بھی صدقے میں دے لیکن ہو حلال طور سے حاصل کی ہوئی تو اسے اللہ تعالےٰ رحمٰن ورحیم اپنے

دائیں ہاتھ میں لیتا ہے اور اس طرح پالتا اور بڑھاتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے گھوڑے یا اُونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے۔ یہاں تک کہ وہی ایک کھجور اُحد پہاڑ سے بھی بڑی ہو جاتی ہے۔ اللہ ہی خالق و رزاق ہے۔ انسان اپنی ماں کے پیٹ سے ننگا، بے علم، بے کان، بے آنکھ بے طاقت نکلتا ہے۔ پھر خدائے تعالےٰ اسے سب چیزیں عطا فرماتا ہے۔ مال بھی، ملکیت بھی، کمائی بھی، تجارت بھی غرض بے شمار نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ دو صحابیوں کا بیان ہے کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُس وقت آپ کسی کام میں مشغول تھے ہم نے بھی آپ کا ہاتھ بٹایا۔ آپ نے فرمایا دیکھو سر ہلنے لگے تب تک بھی روزی سے کوئی محروم نہیں رہتا۔ انسان ننگا بھوکا دنیا میں آتا ہے۔ ایک چھلکا بھی اس کے بدن پر نہیں ہوتا پھر رب ہی اُسے روزیاں دیتا ہے۔ وہ اس حیات کے بعد تمہیں مار ڈالے گا پھر قیامت کے دن زندہ کر دے گا۔ خدا کے سوا تم جن جن کی عبادت کر رہے ہو اُن میں سے ایک بھی ان باتوں میں سے کسی ایک پر قابو نہیں رکھتا۔ ان کاموں میں سے ایک بھی کوئی نہیں کر سکتا۔ اللہ سبحانہٗ وتعالےٰ ہی تنہا خالق رازق اور موت زندگی کا مالک ہے۔ وہی قیامت کے دن تمام مخلوق کو جلا دے گا۔ اُس کی مقدس، منزہ معظم اور عزت وجلال والی ذات اس سے پاک ہے کہ کوئی اس کا شریک ہو یا اس جیسا ہو یا اس کے برابر ہو یا اس کی اولاد ہو یا ماں باپ ہو۔ وہ اَحد ہے صمد ہے، فرد ہے ماں باپ سے اولاد سے پاک ہے، اس کے کفو کا کوئی نہیں۔

ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَہُمْ

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ

بَعْضَ الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّہُمْ یَرْجِعُوْنَ ① قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ

ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھا دے تاکہ وہ باز آجاویں۔ آپ فرما دیجئے کہ ملکوں میں چلو پھرو

فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ کَانَ اَکْثَرُہُمْ

پھر دیکھو کہ جو لوگ پہلے ہو گزرے ہیں ان کا اخیر کیسا ہوا ان میں اکثر مشرک

مُّشْرِکِیْنَ ②

ہی تھے۔

دنیا فساد کے دہانے پر

ممکن ہے بَرّ یعنی خشکی سے مُراد میدان اور جنگل ہوں اور بحر یعنی تری سے مُراد شہر اور دیہات ہوں۔ ورنہ ظاہر ہے کہ بَرّ کہتے ہیں خشکی کو اور بحر کہتے ہیں تری کو خشکی کے فساد سے مُراد بارش کا ہونا پیداوار کا نہ ہونا قحط سالیوں کا آنا ہے۔ تری کے فساد سے مُراد بارش کا رُک جانا جس سے پانی کے جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔ انسان کا قتل اور کشتیوں کا جبراً چھین جھپٹ لینا خشکی تری کا فساد ہے بحر سے مُراد جزیرے اور بَرّ سے مُراد شہر اور بستیاں ہیں۔ لیکن اول قول زیادہ ظاہر ہے اور اسی کی تائید محمد بن اسحاق کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضورؐ نے ایلہ کے بادشاہ سے صلح کی اور اس کا بحر یعنی شہر اسی کے نام کر دیا۔ پھلوں کا اناج کا نقصان دراصل انسان کے گناہوں کی وجہ سے ہے، خدا کے نافرمان زمین کے بگاڑنے والے ہیں۔ آسمان و زمین کی اصلاح خدا کی عبادت واطاعت سے ہے۔ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ زمین پر ایک حد[ع۱] قائم ہونا زمین والوں کے حق میں

[ع۱] جرائم پر جو سزا شریعت کی جانب سے دی جاتی ہے اس کو حد کہتے ہیں مثلاً چوری کی سزا ہاتھ کاٹ دینا، زنا پر سنگسار کرنا وغیرہ۔

چالیس دن کی بارش سے بہتر ہے۔ یہ اس لئے کہ حد کے قائم ہونے سے مجرم گناہوں سے باز رہیں گے اور جب گناہ نہ ہونگے تو آسمانی اور زمینی برکتیں لوگوں کو حاصل ہوں گی۔ چنانچہ آخر زمانے میں جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام اُتریں گے اور اس پاک شریعت کے مطابق فیصلے کریں گے مثلاً خنزیر کا قتل، صلیب کی شکست، جزیے کا ترک یعنی اسلام کی قبولیت یا جنگ پھر جب آپ کے زمانے میں دجّال اور اُس کے مُرید ہلاک ہوجائیں گے یاجوج ماجوج تباہ ہوجائیں گے تو زمین سے کہا جائے گا کہ اپنی برکتیں لوٹا دے اُس دن ایک انار لوگوں کی ایک بڑی جماعت کو کافی ہوگا وہ اتنا بڑا ہوگا کہ اس کے چھلکے تلے یہ سب لوگ سایہ حاصل کرلیں۔ ایک اونٹنی کا دودھ ایک پورے قبیلے کو کفایت کرے گا۔ یہ ساری برکتیں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے جاری کرنے کی وجہ سے ہوں گی۔ جُوں جُوں عدل و انصاف مطابق شرع شریف بڑھے گا دُوں دُوں خیر و برکت بڑھتی چلی جائے گی۔ اس کے برخلاف فاجر شخص کے بارے میں حدیث شریف میں ہے کہ اس کے مرنے پر بندے اور شہر اور درخت اور جانور سب راحت پا لیتے ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل میں ہے کہ زیاد کے زمانے میں ایک تھیلی پائی گئی جس میں کھجور کی گٹھلی جیسے گیہوں کے دانے تھے اور اُس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ اُس زمانے میں اُگتے تھے جس میں عدل و انصاف کو کام میں لایا جاتا تھا۔ زید بن اسلمؓ سے منقول ہے کہ مُراد فساد سے شرک ہے لیکن یہ قول غور طلب ہے۔ پھر فرماتا ہے کہ مال اور پیداوار کی اور پھل اناج کی کمی بطور آزمائش کے اور بطور ان کے بعض اعمال کے بدلے کے ہے۔ جیسے اور جگہ ہے وَبَلَوْنٰهُمْ بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ٥ ہم نے انہیں بھلائیوں، بُرائیوں میں مُبتلا کیا تاکہ وہ لوٹ جائیں۔ تم زمین میں چل پھر کر آپ ہی دیکھ لو کہ تم سے پہلے جو مشرک تھے اُن کے نتیجے کیا ہوئے؟ رسولوں کی نہ ماننے خدا کے ساتھ کفر کرنے کا کیا کچھ وبال اُن پر آیا؟ یہ دیکھو اور عبرت حاصل کرو۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ

سو تم اپنا رخ اس دین راست کی طرف رکھو قبل اس کے کہ ایسا دن آجاوے جس کے واسطے پھر خدا کی طرف سے ہٹنا نہ ہوگا اس دن سب لوگ جدا

يَّصَّدَّعُوْنَ ③ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ④

جدا ہوجاویں گے جو شخص کفر کر رہا ہے اس پر تو اس کا کفر پڑے گا۔ اور جو نیک عمل کر رہا ہے سو یہ لوگ اپنے لئے سامان کر رہے ہیں

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ⑤

جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو اپنے فضل سے جزا دیگا جو ایمان لائے اور انہوں نے اچھے عمل کئے واقعی اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا ہے

دین قیم

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو دین پر جم جانے کی اور مضبوطی سے خدا کی فرمانبرداری کرنے کی ہدایت کرتا ہے اور فرماتا ہے مضبوط دین کی طرف ہمہ تن متوجہ ہو جاؤ۔ اس سے پہلے کہ قیامت کا دن آجائے۔ جب اس کے آنے کا خدا کا حکم ہوچکے گا پھر اُس حکم کو یا اُس آنے والی ساعت کو کوئی لوٹا نہیں سکتا۔ اس دن نیک بد علیحدہ علیحدہ ہوجائیں گے۔ ایک جماعت جنت میں ایک جماعت بھڑکتی ہوئی آگ میں۔ کافر اپنے کفر کے بوجھ تلے دب رہے ہوں گے۔ اور نیک اعمال لوگ اپنے کئے ہوئے بہترین آرام دہ ذخیرے پر خوش و خرم ہوں گے۔ رب انہیں ان کی نیکیوں کا اجر بہت کچھ بڑھا چڑھا کر کئی کئی گناہ کر کے دے رہا ہوگا۔ ایک ایک نیکی دس دس بلکہ سات سات سو بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ کر کے انہیں ملے گی۔ کفار کو خدا دوست نہیں رکھتا لیکن تاہم ان پر بھی ظلم نہ ہوگا۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ

اور اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بھیجتا ہے کہ وہ خوشخبری دیتی ہیں اور تاکہ تم کو اپنی رحمت کا مزہ چکھائے اور تاکہ کشتیاں اس

الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝٦ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم اس کی روزی تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو اور ہم نے آپ سے پہلے بہت

مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ

سے پیغمبر ان کی قوموں کے پاس بھیجے اور وہ ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ہم نے ان لوگوں سے انتقام لیا

اَجْرَمُوْا ۭ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٧

جو مرتکب جرائم ہوئے تھے اور اہل ایمان کا غالب کرنا ہمارے ذمہ تھا۔

ٹھنڈی ہوائیں

بارش آنے سے پہلے بھینی بھینی ہواؤں کا چلنا اور لوگوں کو بارش کی امید دلانا۔ اس کے بعد مینہ برسنا تاکہ بستیاں آباد رہیں، جاندار زندہ رہیں، سمندروں میں، دریاؤں میں جہاز اور کشتیاں چلیں کیونکہ کشتیوں کا چلنا بھی ہوا پر موقوف ہے۔ اب تم اپنی تجارت اور کمائی دھندے کے لئے اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر جا سکو۔ پس تمہیں چاہیے کہ خدائے تعالےٰ کی ان بے شمار اور ان گنت نعمتوں پر اُس کا شکر ادا کرو۔ پھر اپنے نبی کو تسکین اور تسلی دینے کے لئے فرماتا ہے کہ اگر آپ کو لوگ جھٹلاتے ہیں تو آپ اسے کوئی انوکھی بات نہ سمجھیں۔ آپ سے پہلے کے رسولوں کو بھی اُن کی اُمتوں نے بیہودہ گوئی سے کام لیکر پریشان کیا ہے۔ وہ بھی صاف روشن اور واضح دلیلیں، معجزے اور احکام لائے تھے بالآخر جھٹلانے والے عذاب کے شکنجے میں کس دیئے گئے اور مومنوں کو اُس وقت ہر قسم کی بُرائی سے نجات ملی۔ اپنے فضل وکرم سے خدائے تعالےٰ جل شانہ، نے اپنے نفس کریم پر یہ بات لازم کرلی ہے کہ وہ اپنے باایمان بندوں کو مدد دے گا۔ جیسے فرمان ہے كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ابن ابی حاتم میں حدیث ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مسلمان اپنے بھائی کی آبرو بچائے اللہ پر حق ہے کہ وہ اس سے جہنم کی آگ کو ہٹائے پھر آپ نے پڑھا۔ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَ

اللہ ایسا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے پھر وہ بادلوں کو اٹھاتی ہیں پھر اللہ تعالےٰ اس کو جس طرح چاہتا ہے آسمان میں پھیلا دیتا ہے اور

يَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے پھر تم مینہ کو دیکھتے ہو کہ اس کے اندر سے نکلتا ہے پھر جب وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے پہنچا دیتا ہے

مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝٨ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ

تو بس وہ خوشیاں کرنے لگتے ہیں اور وہ لوگ قبل اس کے کہ ان کے خوش ہونے سے

مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ۝٩ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ

پہلے ان پر برسے نا امید تھے سو رحمت الٰہی کے آثار دیکھو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد کس طرح زندہ کرتا ہے۔

مَوْتِهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ⑩ وَلَىِٕنْ اَرْسَلْنَا

کچھ شک نہیں کہ وہی مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔ اور اگر ہم تیز اور ہوائیں

رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ⑪

چلائیں پھر یہ لوگ کھیتی کو زرد ہوا دیکھیں تو یہ اس کے بعد ناشکری کرنے لگیں۔

آسمان میں تیرتے ہوئے بادل

اللہ تعالٰے بیان فرماتا ہے کہ وہ ہوائیں بھیجتا ہے جو بادلوں کو اٹھاتی ہیں یا تو سمندروں پر سے یا جس طرح اور جہاں سے خدا کا حکم ہو۔ پھر رب العالمین ابر کو آسمان پر پھیلا دیتا ہے اُسے بڑھا دیتا ہے تھوڑے کو زیادہ کر دیتا ہے تم نے اکثر دیکھا ہوگا کہ بالشت دو بالشت کا ابر اٹھا پھر جو وہ پھیلا تو آسمان کے کنارے ڈھانپ لئے۔ اور کبھی یہ بھی دیکھا ہوگا کہ سمندروں سے پانی کے بھرے ابر اٹھتے ہیں۔ اسی مضمون کو آیت۔ وَهُوَ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ الخ میں بیان فرمایا ہے پھر اُسے ٹکڑے ٹکڑے اور تہ بہ تہ کر دیتا ہے۔ وہ پانی سے سیاہ ہو جاتے ہیں۔ زمین کے قریب ہو جاتے ہیں۔ پھر بارش اُن بادلوں کے درمیان سے برسنے لگتی ہے جہاں برسی وہیں کے لوگ خوش ہو گئے۔ پھر فرماتا ہے یہی لوگ بارش سے نا امید ہو چکے تھے اور پوری نا اُمیدی کے وقت بلکہ نا امیدی کے بعد اُن پر بارشیں برسیں اور جل تھل ہو گئے۔ دو دفعہ مِنْ قَبْلِ کا لفظ لانا تاکید کے لئے ہے ہٗ کی ضمیر کا مرجع اِنْزَال ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تاسیسی دلالت ہو۔ یعنی بارش ہونے سے پہلے یہ اس کے محتاج تھے اور وہ حاجت پوری ہو اس سے پہلے وقت کے ختم ہو جانے کے قریب بارش نہ ہونے کی وجہ سے یہ مایوس ہو چکے تھے۔ پھر اس نا اُمیدی کے بعد دفعۃً ابر اُٹھتا ہے اور برس جاتا ہے اور ریل پیل کر دیتا ہے اور ان کی خشک زمین تر ہو جاتی ہے، قحط سالی تر سالی سے بدل جاتی ہے۔ یا تو زمین صاف چٹیل میدان تھی یا ہر طرف ہریالی دکھائی دینے لگی ہے۔ دیکھ لو کہ پروردگار عالم بارش سے کس طرح مُردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے؟ یاد رکھو کہ جس رب کی یہ قدرت تم دیکھ رہے ہو وہ ایک دن مُردوں کو اُن کی قبروں سے بھی نکالنے والا ہے۔ جبکہ اُن کے جسم گل سڑ گئے ہوں گے۔ سمجھ لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر فرماتا ہے اگر ہم تیز ہوائیں چلا دیں، اگر آندھیاں آ جائیں اور ان کی لہلہاتی ہوئی کھیتیاں پژمردہ ہو جائیں تو وہ پھر سے کفر کرنے لگ جاتے ہیں۔ چنانچہ سورۂ واقعہ میں بھی یہی بیان ہوا ہے اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَحْرُثُوْنَ سے مَحْرُوْمُوْنَ تک۔ حضرت عبد اللہ بن عمروؓ فرماتے ہیں ہوائیں آٹھ قسم کی ہیں چار رحمت کی چار زحمت کی۔ ناشرات، مبشرات۔ مرسلات اور ذاریات، تو رحمت کی ہیں۔ اور عقیم، صرصر، عاصف اور قاصف عذاب کی۔ ان میں سے پہلی دو خشکیوں کی ہیں اور آخری دو تری کی۔ حضورؐ فرماتے ہیں ہوائیں دوسری سے مسخر ہیں یعنی دوسری زمین سے جب اللہ تعالٰے نے عادیوں کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو ہواؤں پر مسلط فرشتہ کو یہ حکم دیا اُس نے دریافت کیا کہ جناب باری کیا میں ہواؤں کے خزانے میں اتنا سوراخ کر دوں جتنا بیل کا نتھنا ہوتا ہے؟ تو فرمان خدا ہوا کہ نہیں نہیں اگر ایسا ہوا تو کل زمین اور زمین کی کل چیزیں الٹ پلٹ ہو جائیں گی۔ اتنا نہیں بلکہ اتنا سوراخ کرو جتنا انگوٹھی میں ہوتا ہے۔ اب صرف اتنے سے سوراخ سے وہ ہوا چلی جو جہاں پہنچی وہاں بھُس اڑا دیا جس چیز پر سے گذری اُسے بے نشان کر دیا۔ یہ حدیث غریب ہے اور اس کا مرفوع ہونا منکر ہے زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ خود حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالٰے عنہ کا قول ہے۔

* * *

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾

سو آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور بہروں کو آواز نہیں سنا سکتے جب کہ وہ پیٹھ پھیر کر چل دیں

وَمَآ أَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾ ع

اور آپ اندھوں کو ان کی بے راہی سے راہ پر نہیں لا سکتے آپ تو بس انکو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں میں یقین رکھتے ہیں پھر وہ مانتے ہیں

ہدایت وضلالت

باری تعالےٰ عزّوجل فرماتا ہے کہ جس طرح یہ تیری قدرت سے خارج ہے کہ مُردوں کو جو قبروں میں ہوں تو اپنی آواز سُنا سکے اور جس طرح یہ ناممکن ہے کہ بہرے شخص کو جبکہ وہ پیٹھ پھیرے منہ موڑے جا رہا ہو تو اپنی بات سُنا سکے۔ اسی طرح سے جو حق سے اندھے ہوں تو اُن کی رہبری ہدایت کی طرف نہیں کر سکتا۔ ہاں خدا تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہ جب چاہے مُردوں کو زندوں کی آواز بھی سنا سکتا ہے۔ ہدایت ضلالت اس کی طرف سے ہے۔ تُو تو صرف انہیں سُنا سکتا ہے جو باایمان ہوں اور خدا کے سامنے جھکنے والے ہوں اس کے فرمانبردار ہوں یہ لوگ حق کو سُنتے ہیں اور مانتے بھی ہیں۔ یہ تو ہوئی حالت مسلمان کی اور اس سے پہلے جو حالت بیان ہوئی وہ کافر کی ہے۔ جیسے اور آیت میں ہے۔ اِنَّمَا يَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ يَسْمَعُوْنَ الخ تیری پکار وہی قبول کریں گے جو کان دھر کر سُنیں گے، مُردوں کو خدائے تعالیٰ اٹھا بٹھائیگا پھر سب اس کی طرف لوٹائے جائیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن مشرکین سے جو جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کئے گئے تھے اور بدر کی کھائیوں میں ان کی لاشیں پھینک دی گئی تھیں ان کی موت کے تین دن بعد اُن سے خطاب کر کے انہیں ڈانٹا اور غیرت دلائی۔ حضرت عمرؓ نے یہ دیکھ کر عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ اُن سے خطاب کرتے ہیں جو مُردہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم بھی میری اس بات کو جو میں انہیں کہہ رہا ہوں اتنا نہیں سُنتے[ع] جتنا یہ سُن رہے ہیں۔ ہاں وہ جواب نہیں دے سکتے۔ حضرت عائشہؓ نے اس واقعہ کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی زبانی سُن کر فرمایا کہ آپ نے یوں فرمایا ہے کہ وہ اب بخوبی جانتے ہیں کہ جو میں اُن سے کہتا تھا وہ حق ہے پھر آپ نے مُردوں کے نہ سُن سکنے پر اسی آیت سے استدلال کیا کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے انہیں زندہ کر دیا تھا یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات انہوں نے سُن لی تاکہ انہیں پوری ندامت اور کافی شرمساری ہو۔ لیکن علماء کے نزدیک حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت بالکل صحیح ہے کیونکہ اس کے بہت سے شواہد ہیں۔ ابن عبدالبر نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً ایک روایت نقل کی ہے کہ جو شخص اپنے کسی بھائی کی قبر کے پاس سے گذرتا ہے جسے یہ دنیا میں پہچانتا تھا اور سلام کرتا ہے تو اللہ اس کی رُوح کو لوٹا دیتا ہے یہاں تک کہ وہ جواب دے۔

[ع] ظاہر ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ، معاذ اللہ بہرے تو تھے نہیں بلکہ قوت سماعت موجود تھی اور خوب سُنتے تھے پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ تم بھی اتنا نہیں سنتے جتنا یہ مردے سن لیتے ہیں، کیا معنے رکھتا ہے؟ بات اصل میں یہ ہے کہ دنیاوی زندگی میں اس برزخی زندگی سے متعلق امور کا انکشاف ممکن نہیں، ہاں برزخ شروع ہوا اور وہاں کے احوال سب سامنے آگئے، اور ظاہر ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے اجسام سے برزخی زندگی میں پیش آنے والے ان حقائق کے متعلق سوال فرما رہے تھے جن سے عمر رضی اللہ عنہ یقیناً ناواقف تھے اس لئے آپ کا یہ فرمانا کہ اے عمر یہ تم سے بھی زیادہ سُنتے ہیں بالکل صحیح ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضُعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضُعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ

اللہ ایسا ہے جس نے تم کو ناتوانی کی حالت میں بنایا پھر ناتوانی کے بعد توانائی عطا کی پھر توانائی کے بعد

قُوَّةٍ ضُعْفًا وَّشَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ①

ضعف اور بڑھاپا کیا وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور وہ جاننے والا قوت رکھنے والا ہے۔

یہ مراحل

انسان کی ترقی و تنزل پر نظر ڈالو اس کی اصل تو مٹی سے ہے۔ پھر نطفے سے پھر خون بستہ سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پھر اسے ہڈیاں پہنائی جاتی ہیں پھر ہڈیوں پر گوشت پوست پہنایا جاتا ہے پھر روح پھونکی جاتی ہے پھر ماں کے پیٹ سے ضعیف و نحیف ہو کر نکلتا ہے پھر تھوڑا تھوڑا بڑھتا جاتا ہے اور مضبوط ہوتا جاتا ہے پھر بچپن کے زمانے کی بہاریں دیکھتا ہے پھر جوانی کے قریب پہنچتا ہے پھر جوان ہوتا ہے۔ آخر نشو و نما موقوف ہو جاتی ہے۔ اب قویٰ پھر مضمحل ہونے شروع ہوتے ہیں، طاقتیں گھٹنے لگتی ہیں ادھیڑ عمر کو پہنچتا ہے پھر بڈھا ہوتا ہے پھر بالکل بڈھا ہو جاتا ہے۔ طاقت کے بعد کی یہ ناطاقتی بھی قابل عبرت ہوتی ہے کہ ہمت پست ہے۔ دیکھنا سننا، چلنا پھرنا، اٹھانا، اچکنا پکڑنا غرض ہر طاقت گھٹ جاتی ہے۔ رفتہ رفتہ بالکل جواب دے جاتی ہے اور ساری صفتیں متغیر ہو جاتی ہیں۔ بدن پر جھریاں پڑ جاتی ہیں، رخسارے پچک جاتے ہیں، دانت ٹوٹ جاتے ہیں، بال سفید ہو جاتے ہیں۔ یہ ہے قوت کے بعد کی ضعیفی اور بڑھاپا۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے بنانا بگاڑنا اس کی قدرت کے ادنیٰ کرشمے ہیں۔ ساری مخلوق اس کی غلام وہ سب کا مالک، وہ عالم وہ قادر، نہ اس کا سا کسی کا علم نہ اس جیسی کسی کی قدرت۔ حضرت عطیہ عوفی کہتے ہیں میں نے اس آیت کو ضُعفًا تک حضرت ابن عمرؓ کے سامنے پڑھا تو آپ نے بھی اسکی تلاوت کی اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس آیت کو اتنا ہی پڑھا تھا جو آپ پڑھنے لگے جس طرح میں نے تمہاری قرأت پر قرأت شروع کر دی (ابوداؤد ترمذی، مسند احمد)۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوْا

اور جس روز قیامت قائم ہوگی مجرم لوگ قسم کھائیں گے کہ وہ لوگ (یعنی ہم عالم برزخ میں) ایک ساعت سے زیادہ نہیں رہے اسی طرح یہ لوگ الٹے

یُؤْفَكُوْنَ ② وَقَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ

چلا کرتے تھے۔ اور جن لوگوں کو علم اور ایمان عطا ہوا ہے وہ کہیں گے کہ تم تو نوشتہ

كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ فَهٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ③

خداوندی کے موافق قیامت کے دن تک رہے ہو سو قیامت کا دن یہی ہے ولیکن تم یقین نہ کرتے تھے

فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ یُسْتَعْتَبُوْنَ ④

غرض اس دن ظالموں کو ان کا عذر کرنا نفع نہ دے گا اور نہ اُن سے خدا کی خفگی کا تدارک چاہا جاوے گا۔

وہ ساعت

اللہ تعالیٰ خبر دیتا ہے کہ کفار دنیا اور آخرت کے کاموں سے بالکل جاہل ہیں۔ دنیا میں ان کی جہالت تو یہ ہے کہ خدا کے ساتھ اوروں کو شریک کرتے رہے اور آخرت میں یہ جہالت کریں گے کہ قسمیں کھا کر کہیں گے کہ ہم دنیا میں صرف ایک ساعت ہی رہے۔ اس سے مقصود ان کا یہ ہوگا کہ اتنے تھوڑے سے وقت میں ہم پر کوئی حجت

قائم نہیں ہوئی۔ ہمیں معذور سمجھا جائے۔ اسی لئے فرمایا کہ یہ جیسے یہاں بہکی بہکی باتیں کر رہے ہیں دنیا میں بھی یہ بہکے ہوئے ہی رہے۔ فرماتا ہے کہ ان کے اس کہنے پر علمار کرام جیسے دنیا میں انہیں دلائل سے قائل کرتے رہے آخرت میں بھی ان سے کہیں گے کہ تم جھوٹی قسمیں کھا رہے ہو۔ تم کتاب اللہ یعنی کتاب الاعمال میں اپنی پیدائش سے لیکر حشر و نشر تک ٹھیرے رہے لیکن تم بے علم اور جاہل ہو۔ پس قیامت کے دن ظالموں کا معذرت کرنا محض بے سود رہے گا اور وہ دنیا کی طرف لوٹائے نہ جائیں گے۔ جیسے فرمان ہے۔ وَاِنۡ یَّسۡتَعۡتِبُوۡا فَمَا ھُمۡ مِّنَ الۡمُعۡتَبِیۡنَ ۝ یعنی اگر وہ دنیا کی طرف لوٹنا چاہیں تو لوٹ نہیں سکتے۔

وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِیۡ ھٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ کُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنۡ جِئۡتَھُمۡ بِاٰیَۃٍ

اور ہم نے لوگوں کے واسطے اس قرآن میں ہر طرح کے عمدہ مضامین بیان کئے ہیں اور اگر آپ ان کے پاس کوئی نشانی لے آویں

لَّیَقُوۡلَنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ۝۵ کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰہُ

تب بھی یہ لوگ جو کہ کافر ہیں یہی کہیں گے کہ تم سب نرے اہل باطل ہو جو لوگ یقین نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے

عَلٰی قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۝۶ فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ

دلوں پر یوں ہی مہر کر دیتا ہے۔ سو آپ صبر کیجئے بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور یہ بد یقین لوگ

الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ ۝۷ ع

آپ کو بے برداشت نہ کرنے پاویں

مثالوں کے پردے

حق کو ہم نے اس پاک کلام میں پوری طرح واضح کر دیا ہے اور مثالیں دے کر سمجھا دیا ہے کہ لوگوں پر حق کھل جائے اور اس کی تکمیل میں لگ جائیں۔ ان کے پاس تو کوئی بھی معجزہ آجائے، کیسا ہی نشانِ حق دیکھ لیں لیکن یہ تو بلا غور اور بلا تامل کہدیں گے کہ یہ جادو ہے باطل ہے جھوٹ ہے۔ دیکھئے چاند دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے۔ خود قرآن کریم کی آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ حَقَّتۡ عَلَیۡھِمۡ الخ میں ہے کہ جن پر تیرے رب کی بات ثابت ہو چکی ہے وہ ایمان نہیں لائیں گے گو ان کے پاس تمام نشانیاں آجائیں یہاں تک کہ وہ دردناک عذاب کا معائنہ کر لیں۔ پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ بے علم لوگوں کے دلوں پر اسی طرح مہر خداوندی لگ جاتی ہے۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ صبر کیجئے ان کی مخالفت اور دشمنی پر صبر کئے چلے جائیے۔ اللہ کا وعدہ سچا ہے، وہ ضرور تمہیں ایک دن ان پر غالب کرے گا اور تمہاری امداد فرمائے گا اور دنیا اور آخرت میں تجھے اور تیرے تابعداروں کو مخالفین پر غلبہ دے گا۔ تمہیں چاہئے کہ اپنے کام پر لگے رہو، حق پر جم جاؤ، اس سے ایک انچ اِدھر اُدھر نہ ہٹو اسی میں ساری ہدایت ہے باقی سب باطل کے ڈھیر ہیں۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ایک مرتبہ صبح کی نماز میں تھے جو ایک خارجی نے آپ کا نام لے کر زور سے اس آیت کی تلاوت کی وَلَقَدۡ اُوۡحِیَ اِلَیۡکَ وَاِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ لَئِنۡ اَشۡرَکۡتَ لَیَحۡبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ آپ نے خاموشی سے اس آیت کو سنا سمجھا اور نماز ہی میں اس کے جواب میں آیت فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ وَّلَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ ۝ تلاوت فرمائی (ابنِ جریر، ابنِ حاتم) وہ حدیث جس سے اس مبارک سورت کی فضیلت اور اس کی قرات کا صبح کی نماز میں مستحب ہونا ثابت ہوتا ہے" یہ ہے کہ ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن صبح کی نماز پڑھاتے ہوئے یہی سورت کی قرات کی۔ اثنار قرات میں آپ کو شبہ ہو گیا فارغ ہو کر فرمانے لگے تم میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ہمارے ساتھ

نماز میں شامل ہو جاتے ہیں لیکن باقاعدہ وضو نہیں کرتے۔ تم میں سے جو بھی ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو اسے اپنی طرح وضو کرنا چاہئے عہ (مسند احمد) اس کی اسناد حسن ہے۔ متن بھی حسن ہے اور اس میں ایک عجیب بھید اور بہت بڑی خبر ہے اور وہ یہ کہ آپ کے مقتدیوں کے وضو بالکل درست نہ ہونے کا اثر آپ پر بھی پڑا۔ پس ثابت ہوا کہ مقتدیوں کی نماز معلق ہے امام کی نماز کے ساتھ عہ۔ الحمد للہ سورۂ روم کی تفسیر ختم ہوئی۔

تفسیر سورۂ لقمان مکیّہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں۔

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۲

الم یہ آیتیں ہیں ایک پر حکمت کتاب کی جو کہ ہدایت اور

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ

رحمت ہے نیک کاروں کے لئے جو نماز کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ

وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ

آخرت کا پورا یقین رکھتے ہیں یہ لوگ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں

وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۵

اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

عہ یہ نہ سمجھئے کہ شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا اور تاثر آپ نے اس کی ان لوگوں پر ڈالی جو آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے گویا کہ آپ نے اپنی غلطی اور ان کے سر تھوپ دی معاذ اللہ ایسا تصور بھی حرام ہے اور اس قسم کے خیالات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام و مرتبہ سے ناواقفیت کی کھلی علامت ہے۔ نبی ایسا دنی فطرت ہرگز نہیں ہوتا کہ اپنی غلطیاں دوسروں کے سر تھوپے، بات اصل میں یہ ہے کہ نبی سے غلطی ہوتی ہی نہیں اور امامت کی غلطیوں کا بھی بوجہ عصمت کاملہ کے اس پر اثر ظاہر ہوتا ہے اس کی مثال یوں سمجھئے جیسا کہ کسی شخص کو متلی ہو رہی ہو ایک نظیف الطبع کو بھی اسے دیکھ کر ابتلا ہونے لگتا ہے بس گناہوں کے اثرات کو نبی اپنی طہارت کاملہ کی وجہ سے ایسے ہی محسوس کرتا ہے۔

عہ اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بظاہر بھی امام کے تمام افعال مقتدی کے ہر کام سمجھے جائیں گے چنانچہ سورۂ فاتحہ امام کے پڑھنے کے بعد مقتدی کے لئے اس کا پڑھنا ضروری نہ رہا۔

نیکو کار جماعت

سورۂ بقرہ کی تفسیر کے اوّل میں ہی حروف مقطعات کے معنیٰ اور مطلب کی توضیح کردی گئی ہے یہ قرآن ہدایت، شفا اور رحمت ہے اُن نیک کاروں کے لئے جو شریعت کے پورے پابند ہیں۔ نمازیں ادا کرتے ہیں ارکان اوقات وغیرہ کی حفاظت کے ساتھ ساتھ ہی نوافل سُنّت وغیرہ بھی نہیں چھوڑتے۔ فرض زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ صلہ رحمی سلوک واحسان سخاوت اور داد ودہش کرتے رہتے ہیں۔ آخرت کی جزا کا اُنہیں کامل یقین ہے اس لئے خدا کی طرف پوری رغبت کرتے ہیں ثواب کے کام کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے اجر پر نظر رکھتے ہیں۔ نہ ریاکاری کرتے ہیں نہ لوگوں سے داد چاہتے ہیں۔ ان اوصاف والے راہ یافتہ ہیں راہ خدا پر لگا دیئے گئے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو دین ودنیا میں فلاح نجات اور کامیابی حاصل کریں گے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا

اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے جو ان باتوں کا خریدار بنتا ہے جو (اللہ کی) غافل کرنیوالی ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے گمراہ کرے اور اس کی ہنسی اڑائے

هُزُوًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ⑥ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ

ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جب اسکے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو وہ شخص تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا ہے جیسے اس نے

يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ⑦

سنا ہی نہیں جیسے اسکے کانوں میں ثقل ہے سو اس کو ایک دردناک عذاب کی خبر سنا دیجئے

داستان بے حقیقت

اوپر بیان ہوا تھا نیک بختوں کا جو کتاب اللہ سے ہدایت پاتے تھے اور اُسے سُن کر نفع اٹھاتے تھے تو یہاں بیان ہو رہا ہے اُن بدبختوں کا جو کلام اللہ کو سُن کر نفع حاصل کرنے سے محروم رہتے ہیں اور بجائے اس کے گانے بجانے باجے گاجے ڈھول تاشے سنتے ہیں چنانچہ اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قسم خدا کی اس سے مُراد گانا اور راگ ہے اور آیت میں ہے کہ آپ سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا تو آپ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ اس سے مقصد گانا اور راگ راگنیاں ہیں یہی قول حضرت ابن عباس جابر، عکرمہ، سعید بن جبیر، مجاہد مکحول، عمرو بن شعیب، علی بن بذیمہ رحمۃ اللہ علیہم کا ہے۔ امام بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت گانے بجانے، باجوں گاجوں کے بارے میں اُتری ہے[عہ]۔ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ اس سے مُراد صرف وہی نہیں جو اس لہو ولعب میں پیسے خرچ کرتے یہاں مُراد خرید سے اسے محبوب رکھنا اور پسند کرنا ہے۔ انسان کو یہی گمراہی کافی ہے کہ وہ باطل کی بات کو حق بات پر پسند کرے اور نقصان کی چیز کو نفع کی بات پر مقدم کرے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لغویات خریدنے سے مُراد گانے والی لونڈیوں کی خریداری ہے چنانچہ ابن ابی حاتم وغیرہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ گانے والیوں کی خرید فروخت حلال نہیں اور ان کی قیمت کا کھانا حرام ہے انہی کے بارے میں یہ آیت اُتری ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس حدیث کو لائے ہیں اور اسے غریب کہا ہے اور اس کے ایک راوی علی بن یزید کو ضعیف کہا ہے میں کہتا ہوں خود علی ان کے استاد اور ان کے کل شاگرد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم ضحاک کا قول ہے کہ مُراد اس سے شرک ہے۔ امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ یہ ہے کہ ہر وہ کلام جو کلام اللہ سے اور اتباع حق سے

[عہ] اور افسوس کہ اُمت آج انہیں خرافات میں مبتلا ہے قبروں پر قوالیاں، اور عرسوں میں گانے والی طوائفیں شادیوں میں ریکارڈ اور ناچنے والی بازاری عورتیں، گھر میں ریڈیو اور گانے بجانے کے پروگرام، اے اللہ اس اُمت کے حال پر رحم فرما اور منکرات سے محفوظ رہنے کی توفیق ارزانی کر آمین یارب العلمین۔

رد کے وہ اس آیت کے حکم میں داخل ہیں جن سے قومی اسلام اور اہل اسلام کی مخالفت ہوتی ہے ایک قرأت میں لِیَضِلَّ ہے تو لام لام عاقبت ہوگا یا لام تعلیل ہوگا یعنی امر تقدیری ان کی اس کارگزاری سے ہوکر رہے گا ایسے لوگ خدا کی راہ کو ہنسی بنا لیتے ہیں۔ آیات خدا کو بھی مذاق میں اڑاتے ہیں۔ اب ان کا انجام بھی سن لو کہ جس طرح انہوں نے راہ خدا کی کتاب خدا کی اہانت کی قیامت کے دن ان کی اہانت ہوگی اور خطرناک عذاب میں ذلیل و رسوا ہوں گے۔ پھر بیان ہو رہا ہے کہ یہ بدنصیب جو کھیل تماشوں باجوں گاجوں پر راگ راگنیوں پر ریجھا ہوا ہے۔ یہ قرآن کی آیتوں سے بھاگتا ہے، ان سے کان بہرے کر لیتا ہے۔ یہ اسے اچھی معلوم نہیں ہوتیں سن بھی لیتا ہے تو بے سنی کر دیتا ہے۔ بلکہ ان کا سننا اسے ناگوار گذرتا ہے کوئی مزہ نہیں آتا۔ وہ اسے فضول کام قرار دیتا ہے چونکہ اس کی کوئی اہمیت اور عزت اس کے دل میں نہیں اس لئے وہ ان سے کوئی نفع حاصل نہیں کر سکتا وہ ان سے تو محض بے پرواہ ہے۔ خیر یہاں خدا کی آیتوں سے اکتاتا ہے تو قیامت کے دن عذاب بھی وہ ہوں گے کہ اکتا اکتا اٹھے گا یہاں آیات قرآنیہ سن کر اسے دکھ ہوتا ہے وہاں دکھ دینے والے عذاب لے بھگتنے پڑیں گے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِیْمِ ۝۸ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ

البتہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ان کے لئے عیش کی جنتیں ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ نے سچا

وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۹

وعدہ فرمایا ہے اور وہ زبردست حکمت والا ہے

ایمان اور کام اچھے

نیک لوگوں کا انجام بیان ہو رہا ہے کہ جو خدا پر ایمان لائے رسولوں کو مانتے رہے، شریعت کی ماتحتی میں نیک کام کرتے رہے ان کے لئے جنتیں ہیں جن میں طرح طرح کی نعمتیں لذیذ غذائیں بہترین پوشاک عمدہ عمدہ سواریاں پاکیزہ نورانی چہرہ والی بیویاں ہیں۔ وہاں انہیں اور ان کی نعمتوں کو ہمیشگی ہے کبھی زوال نہیں۔ نہ تو یہ مریں نہ ان کی نعمتیں فنا ہوں نہ کم ہوں نہ خراب ہوں یہ حتماً اور یقیناً ہونے والا ہے کیونکہ خدا فرما چکا ہے اور رب کی باتیں بدلتی نہیں اس کے وعدے ٹلتے نہیں۔ وہ کریم ہے، منان ہے، محسن ہے، منعم ہے جو چاہے کر سکتا ہے ہر چیز پر قادر ہے عزیز ہے سب کچھ اس کے قبضے میں ہے حکیم ہے کوئی کام کوئی بات کوئی فیصلہ خالی از حکمت نہیں۔ اس نے قرآن کریم کو مومنوں کے لئے ہادی اور شافی بنایا ہے ہاں بے ایمانوں کے کانوں میں بوجھ ہیں اور آنکھوں میں اندھاپن ہے۔ اور آیت ہے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ؕ یعنی جو قرآن ہم نے نازل فرمایا ہے وہ مومنوں کے لئے شفا اور رحمت ہے اور ظالم تو نقصان میں ہی بڑھتے ہیں۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بلا ستون بنایا تم ان کو دیکھ رہے ہو اور زمین میں پہاڑ ڈال رکھے ہیں کہ وہ تم کو لیکر ڈانواں ڈول

اَنْ تَمِیْدَ بِکُمْ وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

نہ ہونے لگے اور اس میں ہر قسم کے جانور پھیلا رکھے ہیں اور ہم نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس زمین میں ہر طرح

فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩ هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ

کے عمدہ اقسام اگائے یہ تو اللہ تعالے کی بنائی ہوئی چیزیں ہیں اب تم مجھکو دکھاؤ کہ اس کے سوا جو ہیں انہوں نے کیا

مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪ ع

چیزیں پیدا کیں بلکہ یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں ہیں۔

چرخ نیل فام اور بے ستون

اللہ سبحانہٗ وتعالے اپنی قدرت کاملہ کا بیان فرماتا ہے کہ زمین و آسمان اور ساری مخلوق کا خالق صرف وہی ہے آسمان کو اس نے بے ستون اونچا رکھا ہے۔ واقع میں کوئی ستون ہے ہی نہیں۔ گو مجاہدؒ کا یہ قول بھی ہے کہ ستون ہمیں نظر نہیں آتے اس مسئلہ کا پورا فیصلہ میں سورۂ رعد کی تفسیر میں لکھ چکا ہوں اس لئے یہاں دہرانے کی کوئی ضرورت نہیں، زمین کو مضبوط کرنے کے لئے اور ہلنے جلنے سے بچانے کے لئے اس نے اس میں پہاڑوں کی میخیں گاڑ دیں کہ وہ تمہیں زلزلے اور جنبش سے بچالے۔ اسقدر قسم قسم کے بھانت بھانت کے جاندار اس خالق حقیقی نے پیدا کئے کہ آجتک ان کا کوئی حصر نہیں کر سکا۔ اپنا خالق اور خلاق ہونا بیان فرما کر اب رازق اور رزاق ہونا بیان فرمارہا ہے کہ آسمان سے بارش اتار کر زمین میں سے طرح طرح کی پیداوار اگادی جو دیکھنے میں خوش منظر کھانے میں بے ضرر نفع میں بہت بہتر۔ شعبیؒ کا قول ہے کہ انسان بھی زمین کی پیداوار ہے۔ جنتی کریم ہیں اور دوزخی لئیم ہیں۔ اللہ کی یہ ساری مخلوق تو تمہارے سامنے ہے اب جنہیں تم اس کے سوا پوجتے ہو ذرا بتاؤ تو ان کی مخلوق کہاں ہے۔ جب نہیں تو وہ خالق نہیں اور جب خالق نہیں تو معبود نہیں۔ پھر ان کی عبادت ظلم اور سخت ناانصافی ہے۔ فی الواقع خدا کے ساتھ شرک کرنے والوں سے زیادہ اندھا، بہرا، بے عقل بے علم بے سمجھ بے وقوف اور کون ہو سکتا ہے؟

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ۭ وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ

اور ہم نے لقمان کو دانشمندی عطا فرمائی کہ اللہ تعالی کا شکر کرتے رہو اور جو شخص شکر کرے گا وہ اپنی ذاتی نفع کیلئے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرے گا

وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ①

تو اللہ تعالے بے نیاز خوبیوں والا ہے۔

حکمت لقمان

سلف کا اختلاف ہے کہ حضرت لقمان نبی تھے یا نہ تھے؟ اکثر حضرات فرماتے ہیں کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ ایک خدا رسیدہ انسان اور ولی نیز خدا کے بزرگ بندے تھے ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آپ حبشی غلام تھے اور بڑھئی تھے۔ حضرت جابرؓ سے جب سوال ہوا تو آپ نے فرمایا حضرت لقمان پستہ قد اونچی ناک والے، موٹے ہونٹ والے نوبی تھے۔ سعید بن مسیبؒ فرماتے ہیں آپ مصر کے رہنے والے حبشی تھے۔ حکمت آپ کو عطا ہوئی تھی لیکن نبوت نہیں ملی تھی۔ آپ نے ایک مرتبہ ایک سیاہ رنگ غلام حبشی سے فرمایا اپنی رنگت کی وجہ سے اپنے آپ کو حقیر نہ سمجھ، تین شخص جو تمام لوگوں سے اچھے تھے تینوں سیاہ رنگ تھے حضرت بلالؓ جو حضور رسالت پناہ کے غلام تھے۔ حضرت مہجعؓ جو جناب فاروق اعظمؓ کے غلام تھے اور حضرت لقمان حکیم جو حبشے کے نوبہ تھے۔ حضرت خالد ربعیؒ کا قول ہے کہ حضرت لقمان جو حبشی غلام بڑھئی تھے ان سے ایک روز ان کے مالک نے کہا کہ بکری ذبح کرو اور اس کے دو بہترین اور نفیس ٹکڑے گوشت کے میرے پاس لاؤ۔ وہ دل اور زبان لیگئے کچھ دنوں بعد پھر ان کے آقا نے یہی حکم دیا اور کہا کہ آج اس کے سارے گوشت میں سے جو بدترین اور خبیث ٹکڑے ہوں وہ لاؤ

آپ آج بھی یہی دو چیزیں لے گئے۔ مالک نے پوچھا اس کی کیا وجہ کہ بہترین ٹکڑے تجھ سے مانگے تو تو یہی دو لایا اور بدترین ٹکڑے مانگے تو تو نے یہی لا دیئے۔ یہ کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا جب یہ اچھے رہیں تو ان سے بہتر جسم کا کوئی عضو نہیں اور جب یہ برے بن جائیں تو پھر سب سے بدتر بھی یہی ہیں حضرت مجاہدؒ کا قول ہے کہ حضرت لقمان نبی نہ تھے نیک بندے تھے، سیاہ فام غلام تھے۔ موٹے ہونٹوں والے اور بھرے قدموں والے اور بزرگ سے یہ بھی منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔ اور یہ بھی قول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانے میں آپ تھے۔ ایک مرتبہ آپ کسی مجلس میں وعظ فرما رہے تھے تو ایک چرواہے نے آپ کو دیکھکر کہا کیا تو وہی نہیں ہے جو میرے ساتھ فلاں فلاں جگہ بکریاں چرایا کرتا تھا؟ آپ نے فرمایا ہاں میں وہی ہوں۔ اس نے کہا پھر تجھے یہ مرتبہ کیسے حاصل ہوا؟ فرمایا سچ بولنے اور بے کار کلام نہ کرنے سے۔ اور روایت میں ہے کہ آپ نے اپنی بلندی کی وجہ یہ بیان کی کہ اللہ کا فضل اور امانت کی ادائیگی اور کلام کی سچائی اور بے نفع کاموں کا چھوڑ دینا۔ الغرض ایسے ہی آثار صاف ہیں کہ آپ نبی نہ تھے لیکن ان میں بھی آپ کا غلام ہونا بیان کیا گیا ہے جو ثبوت ہے اس امر کا کہ آپ نبی نہ تھے کیونکہ غلامی نبوت کے خلاف ہے۔ انبیاء علیہم السلام عالی نسب اور عالی خاندان ہوا کرتے تھے اسی لئے جمہور سلف کا قول ہے کہ حضرت لقمان نبی نہ تھے۔ ہاں حضرت عکرمہؒ سے نقل ہے کہ آپ نبی تھے لیکن یہ بھی جب کہ سند ثابت ہو جائے۔ لیکن اس کی سند میں جابر بن یزید جعفی ہیں جو ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم۔ کہتے ہیں کہ حضرت لقمان حکیم سے ایک شخص نے کہا کیا تو بنی حسحاس کا غلام نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں۔ اس نے کہا کیا تو بکریوں کا چرواہا نہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں ہوں۔ کہا کیا تو سیاہ رنگ نہیں؟ آپ نے فرمایا ظاہر ہے میں سیاہ رنگ ہوں تم یہ بتلاؤ کہ تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا یہی کہ پھر کیا وجہ ہے؟ کہ تیری مجلس پُر رہتی ہے لوگ تیرے دروازے پر آتے رہتے ہیں اور تیری باتیں شوق سے سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سنو بھائی جو باتیں تمہیں کہتا ہوں ان پر عمل کر لو تم بھی مجھ جیسے ہو جاؤ گے۔ آنکھیں حرام چیزوں سے بند کر لو۔ زبان بیہودہ باتوں سے روک لو۔ مال حلال کھایا کرو۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ زبان سے سچ بات بولا کرو۔ وعدے کو پورا کیا کرو۔ مہمان کی عزت کرو پڑوسی کا خیال رکھو۔ بے فائدہ کاموں کو چھوڑ دو۔ انہی عادتوں کی وجہ سے میری بزرگی ہوئی ہے۔ ابو داؤد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت لقمان حکیم کسی بڑے گھرانے کے امیر اور بہت زیادہ کنبے والے نہ تھے۔ ہاں ان میں بہت سی بھلی عادتیں تھیں۔ وہ خوش خلق، خاموش، غور و فکر کرنے والے گہری نظر والے، دن کو نہ سونے والے تھے۔ لوگوں کے سامنے تھوکتے نہ تھے نہ پاخانہ پیشاب اور غسل کرتے تھے، لغو کاموں سے دور رہتے تھے، ہنستے نہ تھے جو کلام کرتے تھے حکمت سے خالی نہ ہوتا تھا، جس وقت ان کی اولاد فوت ہوئی یہ بالکل نہ روئے۔ وہ بادشاہوں امیروں کے پاس اس لئے جاتے تھے کہ غور و فکر اور عبرت و نصیحت حاصل کریں اسی وجہ سے انہیں بزرگی ملی۔ حضرت قتادہؒ سے ایک عجیب اثر وارد ہے کہ حضرت لقمان کو حکمت و نبوت کے قبول کرنے میں اختیار دیا گیا تو آپ نے حکمت قبول فرمائی راتوں رات ان پر حکمت برسا دی گئی اور رگ و پے میں حکمت بھر دی گئی۔ صبح کو ان کی باتیں اور ان کی عادتیں سب حکیمانہ ہو گئیں۔ آپ سے سوال ہوا کہ آپ نے نبوت کے مقابلہ میں حکمت کیسے اختیار کی؟ تو جواب دیا کہ اگر خدا مجھے نبی بنا دیتا تو اور بات تھی ممکن تھا کہ منصب نبوت کو میں نبھا جاتا۔ لیکن جب مجھے اختیار دیا گیا تو مجھے ڈر لگا کہ کہیں ایسا نہ ہو میں نبوت کا بوجھ نہ برداشت کر سکوں اس لئے میں نے حکمت ہی کو پسند کیا۔ اس روایت کے ایک راوی سعید بن بشیر ہیں جن میں ضعف ہے[ع۱] فاللہ اعلم

[ع۱] اور نہ صرف یہ کہ یہ روایت سند ہی کے اعتبار سے ناقابل اعتماد ہے، عقل بھی اس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں اول تو اس لئے کہ کسی بھی نبی کے متعلق ایسی روایت نہیں ملتی کہ انھیں نبوت اختیار نہ کرنیکا اختیار دیا گیا ہو اسلئے انبیاء کی روایات کے خلاف اس روایت کو کیسے قبول کیا جا سکتا ہے اور اس کے علاوہ ایک بات یہ بھی ہے کہ امت کے اجماعی عقیدہ کے مطابق نبوت ایک وہبی چیز ہے اسمیں کسی شخص کی کوششوں کو کوئی بھی دخل نہیں اور بادنیٰ تامل یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ نبوت و حکمت میں انتخاب کسب کا ایک شعبہ ہے اگرچہ ضعیف ہی سہی۔

حضرت قتادہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں مراد حکمت سے اسلام کی سمجھ ہے، حضرت لقمان نبی نہ تھے نہ ان پر وحی آتی تھی۔ پس سمجھ علم اور عبرت مراد ہے۔ ہم نے انہیں اپنا شکر بجا لانے کا حکم فرمایا تھا کہ میں نے تجھے جو علم وعقل دی ہے اور دوسروں پر جو بزرگی عطا فرمائی ہے اس پر تو میری شکر گذاری کر۔ شکر گذار کچھ مجھ پر احسان نہیں کرتا وہ اپنا ہی بھلا کرتا ہے۔ جیسے اور روایت میں ہے وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ه نیکی والے اپنے لئے ہی بھلائی تیار کرتے ہیں۔ یہاں فرمان ہے کہ اگر کوئی ناشکری کرے تو خدا کو اس کی ناشکری مضر نہیں پہنچاتی وہ اپنے بندوں سے بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ سب سے بے نیاز ہے۔ ساری زمین والے بھی اگر کافر ہو جائیں تو اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے، وہ سب سے غنی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے ؛

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ

اور جب لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے کہا کہ بیٹا خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا بیشک شرک کرنا بڑا

لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ② وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّ

بھاری ظلم ہے۔ اور ہم نے انسان کو اسکے ماں باپ کے متعلق تاکید کی کہ اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو

فِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ③ وَاِنْ جَاهَدٰكَ

برس میں اسکا دودھ چھوٹتا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گذاری کیا کر میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔ اور اگر تجھ پر وہ دونوں اس بات کا

عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا

زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ ایسی چیز کو شریک ٹھیرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہ ہو تو تو انکا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کرنا

مَعْرُوْفًا ۡ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ④

اور اسی کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے تھے۔

دلپذیر نصائح

حضرت لقمانؑ نے اپنے صاحبزادے کو جو نصیحت و وصیت کی تھی اس کا بیان ہو رہا ہے یہ لقمان بن عنقاء بن سدون تھے ان کے باپ کا نام بموجب بیان سہیلی ثاران ہے۔ اللہ تعالٰے نے ان کا ذکر اچھائی سے کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ انہیں حکمت عنایت فرمائی گئی تھی۔ انہوں نے جو بہترین وعظ اپنے لڑکے کو سنایا تھا اور مفید ضروری اور عمدہ نصیحتیں اُنہیں کی تھیں اُن کا ذکر ہو رہا ہے۔ ظاہر ہے کہ اولاد سے زیادہ عزیز چیز انسان کو اور کوئی نہیں ہوتی اور انسان اپنی بہترین اور انمول چیز اپنی اولاد کو دینا چاہتا ہے تو سب سے پہلے یہ نصیحت کی کہ صرف خدا کی عبادت کرنا اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا۔ یاد رکھو اس سے بڑی بے حیائی اس سے زیادہ بُرا کام اور کوئی نہیں۔ حضرت عبد اللہؓ سے صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ جب آیت اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ الخ اتری تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بڑی مشکل ہوئی اور اُنہوں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم میں سے وہ کون ہے جس نے کوئی گناہ کیا ہی نہ ہو؟ اور آیت میں ہے کہ ایمان کو جنہوں نے ظلم سے نہیں ملایا وہی با امن اور راہ راست والے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا ظلم سے مُراد عام گناہ نہیں ہیں بلکہ ظلم سے مُراد وہ ظُلم ہے جو حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ بیٹا خدا کے ساتھ شریک نہ ٹھیرانا یہ بڑا بھاری ظلم ہے۔ اس پہلی وصیت کے بعد حضرت لقمانؑ دوسری وصیت کرتے ہیں اور وہ بھی درجے اور تاکید کے لحاظ سے واقعی

ایسی ہی ہے کہ اس پہلی وصیت سے ملائی جائے یعنی ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرنا جیسے فرمانِ جناب باری ہے وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا الخ یعنی تیرا رب یہ فیصلہ فرما چکا ہے کہ بجز اس کے کسی اور کی تم عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرتے رہو۔ عموماً قرآن کریم میں ان دونوں چیزوں کا بیان ایک ساتھ ہے۔ یہاں بھی اسی طرح ہے۔ وَھْنٌ کے معنی مشقت، تکلیف، ضعف وغیرہ کے ہیں۔ ایک تکلیف تو حمل کی ہوتی ہے جسے ماں برداشت کرتی ہے حالتِ حمل کے دکھ درد کی حالت سب کو معلوم ہے پھر دو سال تک اسے دودھ پلاتی رہتی ہے اور اس کی پرورش میں لگی رہتی ہے۔ چنانچہ اور آیت میں ہے وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَھُنَّ حَوْلَیْنِ کَامِلَیْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یُّتِمَّ الرَّضَاعَۃَ یعنی جو لوگ اپنی اولاد کو پورا پورا دودھ پلانا چاہیں ان کے لئے آخری، انتہائی میعاد یہ ہے کہ دو سال کامل تک ان بچوں کو ان کی مائیں اپنا دودھ پلاتی رہیں۔ چونکہ ایک اور آیت میں فرمایا گیا ہے وَحَمْلُہٗ وَفِصٰلُہٗ ثَلٰثُوْنَ شَھْرًا یعنی مدت حمل اور دودھ چھٹائی کل تیس ماہ ہے اسلئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دوسرے بڑے بڑے اماموں نے استدلال کیا ہے کہ حمل کی کم سے کم مدت چھ مہینے ہے۔ ماں کی اس تکلیف کو اولاد کے سامنے اس لئے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اولاد اپنی ماں کی ان مہربانیوں کو یاد کر کے شکر گذاری اطاعت اور احسان کرے جیسے اور آیت میں فرمانِ عالیشان ہے وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ہم سے دعا کرو اور کہو کہ میرے سچے پروردگار میرے ماں باپ پر اسی طرح رحم و کرم فرما جس طرح میرے بچپن میں وہ مجھ پر رحم و کرم کیا کرتے تھے یہاں فرمایا تاکہ تو میرا اور اپنے ماں باپ کا احسان مند ہو۔ سن لے آخری لوٹنا تو میری ہی طرف ہے اگر میری اس بات کو مان لیا تو بھرپور جزا دوں گا۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے امیر بنا کر بھیجا تو آپ نے وہاں پہنچ کر سب سے پہلے کھڑے ہو کر خطبہ پڑھا جس میں اللہ تعالےٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا میں تمہاری طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھیجا ہوا آیا ہوں۔ یہ پیغام لے کر کہ تم ایک اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ میری باتیں مانتے رہو میں تمہاری خیرخواہی میں کوئی کوتاہی نہ کروں گا۔ سب کو لوٹ کر اللہ کی طرف جانا ہے۔ پھر یا تو جنت مکان بنے گی یا جہنم ٹھکانا ہوگا پھر وہاں سے نہ نکل سکو گے نہ موت آئے گی[عہ] پھر فرماتا ہے اگر تمہارے ماں باپ تمہیں اسلام کے سوا اور دین قبول کرنے کو کہیں۔ گو وہ تمام تر طاقت خرچ کر ڈالیں، خبردار تم ان کی مان کر میرے ساتھ ہرگز شرک نہ کرنا۔ لیکن اس سے یہ بھی مطلب نہیں کہ تم ان کے ساتھ سلوک و احسان کرنا بھی چھوڑ دو، نہیں دنیوی حقوق جو تمہارے ذمہ ان کے ہیں ادا کرتے رہو۔ ایسی باتیں ان کی نہ مانو بلکہ ان کی تابعداری کرو جو میری طرف رجوع ہو چکے ہیں سن لو تم سب لوٹ کر ایک دن میرے سامنے آنے والے ہو اس دن میں تمہیں تمہارے تمام اعمال کی خبر دونگا۔ طبرانی کی کتاب العشرہ میں ہے حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ میں اپنی ماں کی بہت خدمت کیا کرتا تھا اور ان کا پورا اطاعت گزار تھا۔ جب مجھے خدا نے اسلام کی طرف ہدایت کی تو میری والدہ مجھ پر بہت بگڑیں اور کہنے لگیں بیٹا یہ نیا دین تو کہاں سے نکال لایا۔ سنو میں تمہیں حکم دیتی ہوں کہ اس دین سے دستبردار ہو جاؤ ورنہ میں نہ کھاؤں گی نہ پیوں گی اور یونہی بھوکی مر جاؤں گی۔ میں نے اسلام کو چھوڑا نہیں اور میری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا اور ہر طرف سے مجھ پر آوازکشی ہونے لگی کہ یہ اپنی ماں کا قاتل ہے۔ میں بہت ہی دل تنگ ہوا اپنی والدہ کی خدمت میں باربار عرض کیا، خوشامدیں کیں سمجھایا کہ خدا کے لئے اپنی ضد سے باز آ جاؤ یہ تو ناممکن ہے کہ میں اس سچے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی کشمکش میں میری والدہ پر تین دن کا فاقہ گذر گیا اور ان کی حالت بہت ہی خراب ہو گئی تو میں اس کے پاس گیا اور میں نے کہا اماں جان سنو تم

[عہ] کہ موت ہی کے نتیجہ میں اس عذاب سے نجات پا جاؤ۔ جیسا کہ دنیا کی زندگی میں اگر کوئی شخص مبتلائے آفات ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ مرنے کے بعد سب رنج و غم ختم ہو جائیں گے۔ اسی طرح وہاں بھی سوچیگا کہ کاش یہ زندگی ختم ہو تاکہ اس کے ساتھ یہ مصائب بھی ختم ہو جائیں۔

مجھے میری جان سے زیادہ عزیز ہو لیکن میرے دین سے زیادہ عزیز نہیں ہو۔ واللہ ایک نہیں تمہاری ایک سو جانیں ہوں اور اسی بھوک پیاس میں ایک ایک کر کے سب نکل جائیں تو بھی میں آخری دم تک اپنے سچے دین اسلام کو نہ چھوڑوں گا ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ اب میری ماں مایوس ہو گئیں اور کھانا پینا شروع کر دیا۔

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ

بیٹا اگر کوئی عمل رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ کسی پتھر کے اندر ہو
یا وہ آسمان کے اندر ہو یا وہ زمین

اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ (۵) يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ

کے اندر ہو تب بھی اسکو اللہ تعالیٰ حاضر کر دیگا۔ بیشک اللہ تعالیٰ بڑا باریک بیں باخبر ہے
بیٹا نماز پڑھا کر اور اچھے کاموں کی

وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ

نصیحت کر اور برے کاموں سے منع کیا کر اور تجھ پر جو مصیبت
واقع ہو اس پر صبر کیا کر یہ ہمت کے کاموں

عَزْمِ الْاُمُوْرِ (۶) وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ

میں سے ہے اور لوگوں سے اپنا رخ مت پھیر
اور زمین پر اترا کر مت چل بیشک اللہ تعالےٰ کسی تکبر کرنے

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ (۷) وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ

والے فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتے اور اپنی رفتار میں اعتدال اختیار کر اور اپنی آواز کو

صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ (۸) ع

پست کر بے شک آوازوں میں سب سے بری آواز گدھوں کی آواز ہے

اور یہ کام کی باتیں

حضرت لقمانؑ کی یہ اور وصیتیں ہیں اور چونکہ یہ سب حکمتوں سے پُر ہیں، قرآن انہیں بیان فرما رہا ہے تاکہ لوگ ان پر عمل کریں فرماتے ہیں کہ برائی، خطا، ظلم اگرچہ رائی کے دانے کے برابر ہو پھر وہ خواہ کتنا ہی پوشیدہ اور ڈھکا چھپا کیوں نہ ہو قیامت کے دن اللہ تعالےٰ اسے پیش کرے گا میزان میں رکھا جائیگا۔ اور بدلہ دیا جائے گا نیک کام پر جزا اور برے کام پر سزا جیسے فرمان ہے وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ الخ یعنی قیامت کے دن عدل کی ترازو رکھ کر ہر ایک کو بدلہ دینگے کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔ اور آیت میں ہے ذرے برابر نیکی اور ذرے برابر برائی ہر ایک دیکھ لے گا خواہ وہ نیکی بدی کسی مکان میں، محل میں، قلعے میں، پتھر کے سوراخ میں، آسمانوں کے کونوں میں، زمین کی تہ میں کہیں بھی ہو اللہ تعالےٰ سے مخفی نہیں، وہ اُسے لا کر پیش کرے گا وہ بڑے باریک علم والا ہے چھوٹی سے چھوٹی چیز بھی اس پر ظاہر ہے، اندھیری رات میں چیونٹی جو چل رہی ہو اس کے پاؤں کی آہٹ کا بھی وہ علم رکھتا ہے بعضوں نے یہ بھی جائز رکھا ہے کہ اِنَّهَا میں ضمیر شان کی اور قصہ کی ہے اور اس بنا پر انہوں نے مِثْقَالُ کی لام کا پیش پڑھنا بھی جائز رکھا ہے لیکن پہلی بات ہی زیادہ ظاہر ہے۔ بعض کہتے ہیں صخرہ سے مراد وہ پتھر ہے جو ساتویں زمین کے نیچے ہے۔ اس کی بعض سندیں بھی سدیؒ نے ذکر کی ہیں اگر صحیح ثابت ہو جائیں۔ بعض صحابہؓ وغیرہ سے منقول تو ہے۔ واللہ اعلم۔ بہت ممکن ہے کہ یہ بھی بنی اسرائیل سے منقول ہو جنہیں ان کی کتابوں کی کسی بات کو ہم نہ سچی مان سکیں نہ جھٹلا سکیں۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ بقدر رائی کے دانہ کے کوئی عمل حقیر ہو اور ایسا پوشیدہ ہو کہ کسی پتھر کے

اندر ہو۔ جیسے مسند [illegible] میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم میں سے کوئی شخص کوئی عمل کرے کسی بے سوراخ کے پتھر [illegible] کھڑکی ہو نہ سوراخ ہو تاہم اللہ تعالےٰ اُسے لوگوں پر ظاہر کرے گا خواہ کیا ہی عمل ہو نیک ہو یا بد [illegible] تو خیر [illegible] کے فرائض اس کے واجبات ارکان اوقات وغیرہ کی پوری حفاظت کرنا۔ اپنی طاقت کے [illegible] تبلیغ کرتے رہنا بھلی باتوں کے کرنے کو بُری باتوں سے بچنے کو ہر ایک سے کہنا اور چونکہ [illegible] بدی سے ممانعت [illegible] ہے جو عموماً لوگوں کو کڑوی لگتی ہے اور حق گو شخص سے لوگ دشمنی رکھتے ہیں اس لئے ساتھ ہی فرمایا لوگوں سے جو ایذا اور مصیبت پہنچے اس پر صبر کرنا درحقیقت خدا کی راہ میں ننگی شمشیر رہنا اور حق پر مصیبتیں جھیلتے ہوئے سست نہ پڑنا یہ بڑا بھاری اور جوانمردی کا کام ہے پھر فرماتے ہیں اپنا منہ لوگوں سے نہ موڑنا انہیں حقیر سمجھ کر یا اپنے آپ کو بڑا سمجھ کر لوگوں سے تکبّر نہ کرنا بلکہ نرمی برت خوش خلقی سے پیش آ۔ خندہ پیشانی سے بات کر۔ حدیث شریف میں ہے کسی مسلمان بھائی سے تو کشادہ پیشانی سے ہنس مکھ ہو کر مل لے یہ بھی تیری بڑی نیکی ہے تہمد اور پاجامے کو ٹخنے سے نیچا نہ کر یہ کبر و غرور ہے اور تکبّر اور غرور خدا کو ناپسند ہے۔ حضرت لقمانؑ بھی اپنے بچے کو تکبّر نہ کرنے کی وصیت کرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو خدا کے بندوں کو حقیر سمجھ کر تو اُن سے منہ موڑ لے اور مسکینوں سے بات کرنے میں بھی شرمائے منہ موڑے ہوئے باتیں کرنا بھی غرور میں داخل ہے اور حکومت کے ساتھ گھمنڈ بھرے الفاظ سے بات چیت بھی ممنوع ہے۔ صَعَر ایک بیماری ہے جو اونٹوں کی گردن میں ظاہر ہوتی ہے یا سر میں اور اس سے گردن ٹیڑھی ہو جاتی ہے۔ پس متکبّر شخص کو اسی ٹیڑھے منہ والے شخص سے ملا دیا گیا ہے۔ عرب عموماً تکبّر کے موقعہ پر صعر کا استعمال کرتے ہیں اور یہ استعمال ان کے شعروں میں بھی موجود ہے زمین پر اینٹھ اکڑ کر اترا کر غرور و تکبّر سے نہ چلو یہ چال خدا کو ناپسند ہے۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو ناپسند رکھتا ہے جو خود بیں، متکبّر، سرکش اور فخر و غرور کرنے والے ہوں اور آیت میں ہے وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ۝ یعنی اکڑ کر زمین پر نہ چلو نہ تم زمین کو ڈھا سکتے ہو نہ پہاڑوں کی لمبائی کو پہنچ سکتے ہو۔ اس آیت کی تفسیر بھی اس کی جگہ گذر چکی ہے۔ حضورؐ کے سامنے ایک مرتبہ تکبّر کا ذکر آ گیا تو آپ نے اس کی بڑی مذمت فرمائی اور فرمایا کہ ایسے خود پسند مغرور لوگوں سے خدا غصے ہوتا ہے اس پر ایک صحابیؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جب کپڑے دھوتا ہوں اور خوب سفید ہو جاتے ہیں تو مجھے بہت اچھے لگتے ہیں میں ان سے خوش ہوتا ہوں۔ اسی طرح جوتے میں اچھا تسمہ بھلا لگتا ہے۔ کوڑے کا خوبصورت غلاف بھلا معلوم ہوتا ہے آپ نے فرمایا یہ تکبّر نہیں ہے۔ تکبّر اس کا نام ہے کہ تو حق کو حقیر سمجھے اور لوگوں کو ذلیل خیال کرے۔ یہ روایت اور طریق سے بہت لمبی مروی ہے اور اس میں حضرت ثابت کے انتقال اور ان کی وصیت کا ذکر بھی ہے اور میانہ روی کی چال چلا کر نہ بہت آہستہ خراماں خراماں نہ بہت جلدی لمبے ڈگ بھر بھر کے۔ کلام میں مبالغہ نہ کر بے فائدہ چیخ چلا نہیں۔ بدترین آواز گدھے کی ہے جو پوری طاقت لگا کر بے سود چلاتا ہے۔ باوجودیکہ خدا کے سامنے اپنی عاجزی ظاہر کرتا ہے۔ پس یہ بُری مثال دے کر سمجھا دیا کہ بلا وجہ چیخنا ڈانٹ ڈپٹ کرنا حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بُری مثالوں کے لائق ہم نہیں اپنی دی ہوئی چیز کو واپس لینے والا ایسا ہے جیسے کُتّا جو قے کر کے چاٹ لیتا ہے نسائی میں اس آیت کی تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالےٰ سے اس کا فضل طلب کرو۔ اس لئے وہ شیطان کو دیکھتا ہے۔ ایک روایت میں ہے رات کو۔ واللہ اعلم۔ یہ وصیتیں حضرت لقمان حکیم کی نہایت ہی نفع دہ ہیں۔ قرآن حکیم نے اسی لئے بیان فرمائی ہیں۔ آپ سے اور بھی بہت سے حکیمانہ قول اور وعظ و نصیحت کے کلمات مروی ہیں بطور نمونہ کے اور دستور کے ہم بھی تھوڑے سے بیان کرتے ہیں۔ مسند میں بزبانِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت لقمان حکیم کا ایک قول یہ بھی مروی ہے کہ خدا کو جب کوئی چیز سونپ دی جائے اللہ تبارک و تعالےٰ اس کی حفاظت کرتا ہے اور حدیث میں آپ کا یہ قول بھی ہے کہ تصنع سے بچ یہ رات کے وقت ڈراؤنی چیز ہے اور دن کو مذمت و برائی والی چیز ہے۔ آپ نے اپنے بیٹے سے یہ بھی فرمایا تھا کہ حکمت سے مسکین لوگ بادشاہ بن جاتے ہیں

آپ کا فرمان ہے کہ جب کسی مجلس میں پہنچو تو پہلے اسلامی طریق کے مطابق سلام کرو پھر مجلس کے ایک طرف بیٹھ [illegible] نہ بولیں تو تم بھی خاموش رہو۔ اگر وہ لوگ ذکر اللہ کریں تو تم ان میں سے زیادہ حصہ لینے کی کوشش کرو اور اگر گپ شپ [illegible] تو تم اس مجلس کو چھوڑ دو۔ مروی ہے کہ آپ اپنے بچے کو نصیحت کرنے کے لئے جب بیٹھے تو رائی کی بھری ہوئی ایک تھ[illegible] ہر نصیحت کے بعد ایک دانہ اس میں سے نکال لیتے یہاں تک کہ تھیلی خالی ہوگئی تو آپ نے فرمایا بچے [illegible] ٹکڑے ہو جاتا چنانچہ آپ کے صاحبزادے کا بھی یہی حال ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں حبش[illegible] ان میں سے [illegible] اہل جنت کے سردار ہیں لقمان حکیمؒ نجاشیؓ اور بلال مؤذنؓ " تواضع اور فروتنی کا بیان " حضرت لقمانؑ نے اپنے بچے کو اس کی وصیت کی تھی اور ابن ابی الدنیا نے اس مسئلہ پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے ہم اس میں سے اہم باتیں یہاں ذکر کر دیتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت سے پراگندہ بالوں والے میلے کچیلے کپڑوں والے جو کسی بڑے گھر تک نہیں پہنچ سکتے خدا کے ہاں اتنے بڑے مرتبہ والے ہیں کہ اگر وہ خدا کے نام پر کوئی قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالےٰ اسے بھی پوری فرما دے اور حدیث میں ہے براء بن مالک ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں، رضی اللہ عنہ۔ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت معاذؓ کو قبر رسولؐ کے پاس روتے دیکھکر دریافت فرمایا تو جواب ملا کہ صاحب قبر صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث میں نے سنی ہے جسے یاد کر کے رو رہا ہوں۔ میں نے آپ سے سنا فرماتے تھے تھوڑی سی ریاکاری بھی شرک ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں دوست رکھتا ہے جو متقی ہیں جو لوگوں میں چھپے چھپائے ہیں جو کسی گنتی میں نہیں آتے، اگر وہ کسی مجمع میں نہ ہوں تو کوئی ان کا پرسان حال نہیں اگر آجائیں تو کوئی آؤ بھگت نہیں لیکن ان کے دل ہدایت کے چراغ ہیں وہ ہر ایک غبار آلودہ اندھیرے سے بچ کر نور حاصل کر لیتے ہیں حضورؐ فرماتے ہیں میلے کچیلے کپڑوں والے جو ذلیل گنے جاتے ہیں اللہ کے ہاں ایسے مقرب ہیں کہ اگر خدا پر قسم کھا بیٹھیں تو اللہ پوری کر دے گو انہیں خدا نے دنیا نہیں دی لیکن اگر ان کی زبان سے پوری جنت کا سوال بھی نکل جائے تو اللہ تعالےٰ پورا کر لیتا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں میری اُمت میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر آکر وہ لوگ ایک دینار (اشرفی) ایک درہم (روپیہ) بلکہ ایک فلوس (پیسہ) بھی مانگیں تو تم نہ دو لیکن خدا کے وہ ایسے پیارے ہیں کہ اگر اللہ سے جنت کی جنت مانگیں تو پروردگار دیدے، ہاں دنیا نہ تو انہیں دیتا ہے نہ روکتا ہے اس لئے کہ یہ کوئی قدر کے قابل چیز نہیں۔ یہ میلی کچیلی دو چادروں میں رہتے ہیں اگر کسی موقعہ پر قسم کھا بیٹھیں تو جو قسم انہوں نے کھائی ہو خدا پوری کرتا ہے۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ جنت کے بادشاہ وہ لوگ ہیں جو پراگندہ اور بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں، غبار آلود اور گرد سے اَٹے ہوئے وہ امیروں کے گھر جانا چاہیں تو انہیں اجازت نہیں ملتی، وہ اگر کسی بڑے گھرانے میں منگنی ڈالیں تو وہاں کی بیٹی انہیں نہیں ملتی۔ ان مسکینوں سے انصاف کے برتاؤ نہیں برتے جاتے۔ ان کی حاجتیں اور ان کی اُمنگیں اور مرادیں پوری ہونے سے پہلے ہی خود ہی فوت ہو جاتے ہیں اور آرزوئیں دل کی دل میں ہی رہ جاتی ہیں انہیں قیامت کے دن اس قدر نور ملے گا کہ اگر وہ تقسیم کیا جائے تو تمام دنیا کو کافی ہو جائے۔ حضرت عبد اللہ بن مبارک کے شعروں میں ہے کہ بہت سے وہ لوگ جو دنیا میں حقیر و ذلیل سمجھے جاتے ہیں کل قیامت کے دن تخت و تاج والے، ملک و منال والے، عزت و جلال والے ہونگے۔ باغات میں نہروں میں نعمتوں میں راحتوں میں مشغول ہوں گے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جناب باری کا ارشاد ہے سب سے زیادہ میرا پسندیدہ ولی وہ ہے جو مؤمن ہو کم مال والا، کم جانوں؎ والا نمازی؛ عبادت و اطاعت گذار ظاہر و باطن میں مطیع ہو، لوگوں میں اس کی عزت اور اس کا وقار نہ ہو؎، اس کی جانب انگلیاں نہ اٹھتی ہوں اور وہ اس پر صابر ہو پھر حضورؐ نے اپنے ہاتھ جھاڑ کر فرمایا اسکی

؎ غالباً مطلب یہ ہے کہ اس کے ذمہ، اولاد عزیز و اقارب، اہل و عیال کا بار کم ہو۔ ؎ افسوس کہ اس وقت میرے سامنے ابن کثیر کا عربی نسخہ نہیں میں عبارت دیکھتا کہ یہ ترجمہ صحیح بھی ہے یا غلط ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی ہمیشہ دعا فرماتے کہ مجھکو لوگوں کی نظر میں باعزت کر دیجئے ذلیل نہ کیجئے پھر یہ بات جو ابن کثیر نے نقل کی ہے کیسے صحیح ہو سکتی ہے، میں جہاں تک سمجھتا ہوں اصل عبارت یہ ہوگی کہ میں لوگوں میں اتنا شہرت یافتہ نہ ہو جاؤں جسکی بنا پر قلب میں کوئی کبر و غرور کا مادہ پیدا ہو کیونکہ عزت کی دعا کرنا۔ اسلام و ولایت کے ہرگز منافی نہیں ہے بہرحال مترجم سے اس موقعہ پر ترجمہ میں یقیناً فروگذاشت ہوئی ہے۔

موت جلدی آجا [illegible] راث بہت کم ہوتی ہے، اس پر رونے والیاں تھوڑی ہوتی ہیں۔ فرماتے ہیں اللہ کے سب سے زیادہ محبوب بندے غرباء [illegible] ہیں جہاں دین کے کمزور ہونے کا خطرہ ہوتا ہے وہاں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں، یہ قیامت کے دن حضرت [illegible] عیاضؒ کا قول ہے کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے بندے سے فرمائے گا کیا [illegible] انعام و [illegible] نے تجھے دیا نہیں! کیا میں نے تیرا جسم نہیں ڈھانپا؟ کیا میں نے یہ نہیں کیا؟ کیا یہ نہیں کیا؟ کیا لوگوں [illegible]ت نہیں دی تھی؟ [illegible] اگر ہو سکے تو جہاں تک ان سوالوں کا موقع کم ملے اچھا، کیا فائدہ کہ لوگ خوبیاں بیان کریں؟ اور اگر وہ مذمت بھی کریں تو ہمارا کیا بگڑے گا! ہمارے نزدیک تو وہ شخص زیادہ اچھا ہے جسے لوگ برا کہتے ہوں اور وہ خدا کے نزدیک اچھا ہو۔ ابن محیریزؒ تو دعا کرتے تھے کہ خدایا میری شہرت نہ ہو۔ خلیل بن احمدؒ اپنی دعا میں کہتے تھے خدایا مجھے اپنی بارگاہ میں تو بلندی عطا فرما اور خود میری نظر میں مجھے بہت حقیر کر دے اور لوگوں کی نگاہ میں مجھے درمیانہ درجہ کا رکھ۔ پھر شہرت کا باب باندھ کر امام صاحب اس حدیث کو لائے ہیں انسان کو یہی برائی کافی ہے کہ لوگ اس کی دینداری یا دنیا داری کو شہرت دینے لگیں اور اس کی طرف انگلیاں اٹھنے لگیں، اشارے ہونے لگیں بس اسی میں آکر بہت سے لوگ ہلاک ہو جاتے ہیں مگر جنہیں اللہ تعالیٰ بچا لے بیشک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ دلوں کو اور اعمال کو دیکھتا ہے۔ حضرت حسنؓ سے بھی یہی روایت مرسلاً مروی ہے جب آپ نے یہ روایت بیان کی تو کسی نے کہا آپ کی طرف بھی تو انگلیاں اٹھتی ہیں آپ نے فرمایا تم سمجھے نہیں مراد انگلیاں اٹھنے سے دینی بدعت یا دنیوی فسق و فجور ہے۔ حضرت علیؓ کا فرمان ہے کہ شہرت نہ چاہو۔ اپنے تئیں اونچا نہ کرو کہ لوگوں میں تذکرے ہونے لگیں۔ علم حاصل کرو لیکن چھپاؤ چپ رہو تا کہ سلامت رہو نیکوں کو خوش رکھو بدکاروں سے نفرت رکھو۔ حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں شہرت کا چاہنے والا خدا کا ولی نہیں ہوتا۔ حضرت ایوبؒ کا فرمان ہے جسے خدا دوست بنا لیتا ہے وہ تو لوگوں سے اپنا درجہ چھپاتا پھرتا ہے۔ محمد بن علاؒ فرماتے ہیں خدا دوست لوگ خود کو ظاہر نہیں کیا کرتے۔ سماک بن سلمہؒ کا قول ہے عام لوگوں کے میل جول سے اور احباب کی زیادتی سے پرہیز کرو حضرت ابان بن عثمانؒ فرماتے ہیں اگر اپنے دین کو سالم رکھنا چاہتے ہو تو لوگوں سے کم جان پہچان رکھو۔ حضرت ابو العالیہؒ کا قاعدہ تھا جب دیکھتے کہ ان کی مجلس میں تین سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے تو انہیں چھوڑ کر خود چل دیتے۔ حضرت طلحہ نے جب اپنے ساتھ بھیڑ دیکھی تو فرمانے لگے طمع کی مکھیاں اور آگ کے پروانے۔ حضرت حنظلہ کو لوگ گھیرے کھڑے تھے تو حضرت عمرؓ نے کوڑا تانا اور فرمایا اس میں تابع کی ذلت اور متبوع کے لئے فتنہ ہے۔ حضرت ابن مسعودؓ کے ساتھ جب لوگ چلنے لگے تو آپ نے فرمایا اگر میرے عیوب تم پر کھل جائیں تو تم میں کو دو بھی شاید میرے پیچھے چلنا پسند نہ کریں۔ حمادؒ بن زیدؒ کہتے ہیں جب ہم کسی مجلس کے پاس سے گذرتے اور ہمارے ساتھ ایوبؒ ہوتے تو سلام کرتے اور وہ سختی سے جواب دیتے۔ پس یہ ایک نعمت تھی۔ آپ لمبی قمیص پہنتے۔ اس پر لوگوں نے کہا تو آپ نے جواب دیا کہ لمبی قمیص اگلے زمانے میں شہرت کی چیز تھی۔ لیکن اب یہ شہرت اس کے اونچا کرنے میں ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے اپنی ٹوپیاں مسلون رنگ کی رنگوائیں کچھ دنوں پہن کر اتار دیں اور فرمایا میں نے دیکھا کہ عام لوگ انہیں نہیں پہنتے۔ حضرت ابراہیم نخعیؒ کا قول ہے کہ نہ تو ایسا لباس پہنو کہ لوگوں کی انگلیاں اٹھیں نہ اتنا گھٹیا پہنو کہ لوگ حقارت سے دیکھیں۔ ثوریؒ فرماتے ہیں عام سلف کا یہی معمول تھا کہ نہ بہت بڑھیا کپڑا پہنتے تھے نہ بالکل گھٹیا۔ ابو قلابہؒ کے پاس ایک شخص بہت ہی بہترین لباس پہنے ہوئے آیا تو آپ نے فرمایا اس آواز دینے والے گدھے سے بچو۔ حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگوں نے دلوں میں تو تکبر بھر رکھا ہے اور ظاہری لباس میں تواضع کر رکھی ہے گویا چادر ایک بھاری ہتوڑا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مقولہ ہے کہ آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا میرے سامنے تو درویشوں کی پوشاک میں آئے ہو حالانکہ تمہارے دل بھیڑیوں جیسے ہیں پہنو لباس چاہے بادشاہوں جیسا پہنو مگر دل خوف خدا سے نرم رکھو۔ **اچھے اخلاق کا بیان:** حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے بہتر اخلاق والے تھے آپ سے سوال ہوا کہ کونسا مؤمن بہتر ہے فرمایا سب سے اچھے اخلاق والا۔ آپ کا فرمان ہے کہ باوجود کم اعمال کے صرف اچھے اخلاق کی وجہ سے انسان بڑے بڑے درجے اور جنت کی اعلیٰ منزل حاصل کر لیتا ہے اور باوجود بہت ساری نیکیوں کے صرف اخلاق کی برائی کی وجہ سے

جہنم کے نیچے کے طبقے میں چلا جاتا ہے. فرماتے ہیں اچھے اخلاق ہی میں دنیا آخرت کی بھلائی ہے. فرماتے ہیں انسان [illegible] خوش خلقی کے باعث راتوں کو قیام کرنے والے اور دنوں کو روزے رکھنے والوں کے درجوں کو پا لیتا ہے. حضورؐ سے سوال ہوا کہ دخول [illegible] سے کیا ہے؟ فرمایا خدا کا ڈر اور اخلاق کی اچھائی. پوچھا گیا عام طور سے جہنم میں کونسی چیز لے جاتی ہے؟ فرمایا [illegible] شرمگاہ

ایک مرتبہ چند اعراب کے اس سوال پر کہ انسان کو سب سے بہتر عطیہ کیا ملا ہے؟ فرمایا حُسنِ خلق. [illegible] وزنی چیز اور کوئی نہیں. فرماتے ہیں تم میں سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق [illegible] فرماتے ہیں جس کو جو راہِ خدا میں جہاد کرتا ہے صبح شام اجر ملتا ہے اسی طرح اچھے اخلاق پر بھی خدا ثواب عطا فرماتا ہے ارشاد ہے تم میں سب سے زیادہ محبوب اور سب سے زیادہ قریب مجھ سے وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا ہو میرے نزدیک سب سے زیادہ بغض و لعنت کے قابل اور سب سے دُور مجھ سے جنت کی منزل میں وہ ہے جو بد خلق، بدگو، بدزبان ہو، فرماتے ہیں کامل ایمان دار اچھے اخلاق والے ہیں جو ہر ایک سے سلوک و محبت سے ملیں جُلیں. ارشاد ہے جس کی پیدائش اور اخلاق اچھے ہیں اُسے اللہ تعالےٰ جہنم کا لقمہ نہیں بنائے گا. ارشاد ہے دو خصلتیں مؤمن میں جمع نہیں ہوتیں بخل اور بد خُلقی. فرماتے ہیں بد خلقی سے زیادہ بڑا کوئی گناہ نہیں. اس لئے کہ بد اخلاق اور ایک سے ایک بڑے گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے. حضورؐ کا ارشاد ہے اللہ کے نزدیک بد خلقی سے بڑا کوئی گناہ نہیں. اچھے اخلاق سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں. بد اخلاقی نیک اعمال کو غارت کر دیتی ہیں جیسے شہد کو سرکہ خراب کر دیتا ہے حضورؐ فرماتے ہیں غلام خریدنے سے غلام نہیں بڑھتے لیکن خوش اخلاقی سے لوگ بہت سے گرویدہ اور فدائی ہو سکتے ہیں. امام محمد بن سیرینؒ کا قول ہے کہ اچھا خُلق دین کی مدد ہے. "تکبر کی مذمت کا بیان"

حضور علیہ السّلام فرماتے ہیں وہ جنت میں نہیں جائے گا جس کے دل میں رائی کے برابر تکبر ہو عہ۱ اور وہ جہنمی نہیں جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو. فرماتے ہیں جس دل میں ایک ذرّے کے برابر تکبر ہے وہ اوندھے منہ جہنم میں جائے گا ارشاد ہے کہ انسان اپنے غرور اور خود پسندی میں بڑھتے بڑھتے خدا کے ہاں جباروں میں لکھ دیا جاتا ہے پھر اپنی نافرمانی کے عذاب میں پھنس جاتا ہے. امام مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ایک دن حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السّلام اپنے تخت پر بیٹھے تھے. آپ کی دربار میں اُس وقت دو لاکھ انسان تھے اور دو لاکھ جن تھے آپ کو آسمان تک پہنچایا گیا یہاں تک کہ فرشتوں کی تسبیح کی آواز کان میں آنے لگی اور پھر زمین تک لایا گیا یہاں تک کہ سمندر کے پانی سے آپ کے قدم بھیگ گئے. پھر ہاتف غیب نے ندا دی کہ اگر اس کے دل میں ایک دانے کے برابر بھی تکبر ہوتا تو جتنا اونچا گیا تھا اس سے زیادہ نیچے دھنسا دیا جاتا. حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنے خطبے میں انسان کی پیدائش کا بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ یہ دو شخصوں کی پیشاب گاہ سے نکلتا ہے. اس طرح اسے بیان فرمایا کہ سننے والے گھِن کرنے لگے. امام شعبیؒ کا قول ہے جس نے دو شخصوں کو قتل کر دیا وہ بڑا ہی سرکش اور جبار ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ کَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَکُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ کیا تو مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے؟ جیسے کہ تُو نے کل ایک شخص کو قتل کیا ہے. تیرا ارادہ تو دنیا میں سرکش اور جبار بن کر رہنے کا معلوم ہوتا ہے عہ۲. حضرت حسنؒ کا مقولہ ہے وہ انسان جو ہر دن میں دو دو مرتبہ اپنا پاخانہ اپنے ہاتھ سے دھوتا ہے عہ۳ وہ کس بنا پر تکبر کرتا ہے اور اس کا وصف اپنے میں پیدا کرنا چاہتا ہے جس نے آسمانوں کو پیدا کیا ہے

عہ۱ ایک تو یہی مطلب ہو سکتا ہے کہ جنت میں ابتدائی داخلہ نہ ہوگا یعنی مومن اگر متکبر ہے تو جنت میں جائیگا تو ضرور لیکن ابتدا ہی میں چلا جائے ایسا نہ ہوگا گویا ابتدائی داخلہ کے امتیاز سے یہ متکبر محروم رہے گا اور ہو سکتا ہے کہ اس تکبر سے وہ تکبر مراد ہو جو کہ حق کو قبول کرنے سے باز رکھتا ہے، اگر ایسا کبر ہے تو ظاہر ہے کہ یہ کبر اور ایمان دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اور بلاشبہ ایسا متکبر، فردوس بریں سے محروم رہتا ہے. عہ۲ اس توجیہ کی حیثیت ایک لطیفے سے زیادہ نہیں اور بداہۃً یہ بات غلط ہے کہ آدمی اگر دو قتل کرے تو جبار ہوا اور اگر ایک کرے تو کچھ نہ ہوا حالانکہ قتل تو بڑا جرم ہے اسلام میں تو کسی کو زبان اور ہاتھ سے معمولی تکلیف پہنچانا بھی شدید جرم ہے عہ۳ یعنی قضائے حاجت کے بعد طہارت لیتا ہے.

اور اپنے قبضے میں [illegible] بن سفیان سے دنیا کی مثال اس چیز سے بھی دینا مروی ہے جو انسان سے نکلتی ہے۔ امام محمد بن حسین بن علی فرماتے ہیں جس قدر تکبر [illegible] اور گھمنڈ ہوتا ہے اتنی ہی عقل اس کی کم ہو جاتی ہے۔ یونس بن عبید فرماتے ہیں کہ سجدہ کرنے کے ساتھ [illegible] تو خیر [illegible] ہوا کرتا۔ بنی امیہ مار مار کر اپنی اولاد کو اکڑ کر چلنا سکھاتے تھے: حضرت عمر بن عبد العزیز کو آپ کی [illegible] چلتے دیکھکر حضرت طاؤس نے ان کے پہلو میں ایک چوکا مارا اور فرمایا یہ چال اس کی [illegible] پیٹ میں پاخانہ [illegible] حضرت عمر بہت شرمندہ ہوئے اور کہنے لگے معاف فرمائیے ہمیں مار مار کر اس چال کی عادت ڈلوائی گئی ہے۔ "فخر و گھمنڈ کی مذمت کا بیان" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص فخر و غرور سے اپنا کپڑا نیچے لٹکا کر گھسیٹے گا اللہ تعالے قیامت کے دن اس کی طرف نظر رحمت سے نہ دیکھے گا۔ فرماتے ہیں اس کی طرف اللہ تعالے قیامت کے دن نظر نہ ڈالے گا جو اپنا تہبند لٹکائے۔ ایک شخص دو عمدہ چادریں اوڑھے دل میں غرور لئے ہوئے اکڑتا ہوا جا رہا تھا کہ خدائے تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا۔ قیامت تک وہ دھنستا ہوا چلا جائے گا۔

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ

کیا تم لوگوں کو یہ پتا معلوم نہیں ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو تمہارے کام میں لگا رکھا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہیں اور اس نے تم پر اپنی نعمتیں ظاہری

ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا

اور باطنی پوری کر رکھی ہیں اور بعضے آدمی ایسے ہیں کہ اللہ تعالے کے بارے میں بدون واقفیت کے بدون دلیل

هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ① وَإِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَا أَنْزَلَ اللّٰهُ

اور بدون کسی روشن کتاب کے جھگڑا کرتے ہیں اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس چیز کا اتباع کرو جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے تو کہتے

قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا ۚ أَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ

ہیں کہ نہیں ہم اسکا اتباع کرینگے جس پر اپنے بڑوں کو پایا ہے کیا اگر شیطان انکے بڑوں کو عذاب دوزخ کی

إِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ②

طرف بلاتا رہا ہو تب بھی

انعام و اکرام اور پھر بے عنوانیاں

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی نعمتوں کا اظہار فرما رہا ہے کہ دیکھو آسمان کے ستارے تمہارے لئے کام میں مشغول ہیں چمک چمک کر تمہیں روشنی پہنچا رہے ہیں، بادل، بارش، اولے، خشکی سب تمہارے نفع کی چیزیں ہیں، خود آسمان تمہارے لئے محفوظ اور مضبوط چھت ہے زمین کی نہریں، چشمے، دریا، سمندر، درخت کھیتی، پھل پھول یہ سب نعمتیں بھی اسی نے دے رکھی ہیں پھر ان ظاہری بے شمار نعمتوں کے علاوہ باطنی بیشمار نعمتیں بھی اسی نے تمہیں دے رکھی ہیں مثلاً رسولوں کا بھیجنا، کتابوں کا نازل فرمانا شک و شبہ وغیرہ دلوں سے دور کرنا وغیرہ اتنی ساری نعمتیں جس نے دے رکھی ہیں حق یہ تھا کہ اس کی ذات پر سب کے سب ایمان لاتے لیکن افسوس کہ بہت سے لوگ اب تک خدا کے بارے میں ہی اُلجھ رہے ہیں اور محض جہالت سے ضلالت سے بغیر کسی سند اور دلیل کے اڑے ہوئے ہیں جب اُن سے کہا جاتا ہے کہ خدا کی وحی کی اتباع کرو تو بے حیائی کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اپنے اگلوں کی تقلید کریں گے گو اُن کے باپ دادے محض بے عقل اور بے ع۵ یعنی ہیچ۔

راہ تھے۔ شیطان کے پھندے میں پھنسے ہوئے تھے اور اس نے انہیں دوزخ کی راہ پر ڈال دیا تھا [illegible] کے سلف اور یہ ہیں ان کے خلف۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗٓ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْ[illegible] الْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى

اور جو شخص اپنا رخ اللہ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو تو اس نے [illegible] اور اخیر سب کا[illegible]

وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ③ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ

اللہ ہی کی طرف پہنچے گا اور جو شخص کفر کرے سو آپ کے لئے اس کا کفر باعث غم نہ ہونا چاہئے۔ ان سب کو ہمارے ہی پاس لوٹنا

فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ④ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ

ہے سو ہم جتلا دیں گے جو جو کچھ وہ کیا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کو دلوں کی باتیں خوب معلوم ہیں ہم ان کو چند روزہ عیش دیئے ہوئے ہیں پھر ہم

نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ⑤

انکو کشاں کشاں ایک سخت عذاب کی طرف لے آویں گے

عروۃ الوثقی

فرماتا ہے کہ جو اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرے جو خدا کا سچا فرمانبردار بن جائے جو شریعت کا تابعدار ہو جائے خدا کے حکموں پر عمل کرے، خدا کے منع کردہ کاموں سے باز آجائے اس نے مضبوط دستاویز لے لیا گویا خدا کا وعدہ لے لیا کہ عذابوں سے وہ نجات یافتہ ہے۔ کاموں کا انجام خدا کے ہاتھ ہے۔ اے پیارے پیغمبرؐ کافروں کے کفر سے آپ غمگین نہ ہوں۔ اللہ کی تقدیر یونہی ہو چکی ہے سب کا لوٹنا خدا کی طرف ہے۔ اس وقت اعمال کے بدلے ملیں گے اس خدا پر کوئی بات پوشیدہ نہیں۔ دنیا میں مزے کرلیں پھر تو ان عذابوں کو بے بسی سے برداشت کرنا پڑے گا جو بہت سخت اور نہایت گھبراہٹ والے ہیں۔ جیسے اور آیت میں ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ۝ خدا پر جھوٹ افترا کرنے والے فلاح سے محروم رہ جاتے ہیں فائدہ دنیا تو خیر الگ چیز ہے لیکن ہمارے ہاں آ چکنے کے بعد تو اپنے کفر کی سخت سزا بھگتنی پڑے گی۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ آسمانوں و زمین کو کس نے پیدا کیا ہے تو ضرور یہی جواب دیں گے کہ اللہ نے آپ کہئے کہ الحمد للہ بلکہ ان میں

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ⑥ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

اکثر نہیں جانتے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں موجود ہے سب اللہ ہی کا ہے اور بیشک اللہ تعالےٰ

هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ⑦

بے نیاز سب خوبیوں والا ہے

ایک سوال

اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ یہ مشرک اس بات کو مانتے ہیں کہ سب خالق اکیلا ایک اللہ ہی ہے پھر بھی دوسروں کی عبادت کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی نسبت خود جانتے ہیں کہ یہ خدا کے پیدا کئے ہوئے اور اس کے ماتحت ہیں ان سے اگر پوچھا جائے کہ خالق کون ہے؟ تو ان کا جواب بالکل سچا ہوتا ہے کہ اللہ! تو کہہ کہ خدا کا شکر ہے اتنا تو تمہیں اقرار ہے بات یہ ہے کہ اکثر مشرک بے علم ہوتے ہیں۔ زمین و آسمان کی ہر چھوٹی بڑی چھپی کھلی چیز خدا کی پیدا کردہ اور اسی کی ملکیت ہے وہ

سب سے بے نیاز [illegible] سب اس کے محتاج ہیں وہی سزاوار حمد ہے وہی خوبیوں والا ہے۔ پیدا کرنے میں بھی احکام مقرر کرنے میں بھی وہ قا[illegible]

وَ[illegible] مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ

[illegible] زمین بھر [illegible] اگر وہ سب قلم بن جاویں اور یہ جو سمندر ہے اس کے علاوہ سات سمندر

سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ۝۸ مَا خَلْقُكُمْ

اور ہو جاویں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں بے شک خدا تعالیٰ زبردست حکمت والا ہے تم سب کا پیدا کرنا

وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ۝۹

اور زندہ کرنا بس ایسا ہی ہے جیسا ایک شخص کا بیشک اللہ تعالےٰ سب کچھ سنتا ہے سب کچھ دیکھتا ہے

کلمات اللہ

اللہ رب العالمین اپنی عزت کبریائی، بڑائی، بزرگی، جلالت شان اپنی پاک صفتیں، اپنے بلند ترین نام اور اپنے بے شمار کلمات کا ذکر فرما رہا ہے جنہیں نہ کوئی گن سکے نہ شمار کر سکے نہ اُن پر کسی کا احاطہ ہو نہ اُن کی حقیقت کو کوئی پا سکے۔ سید البشر خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے لَا اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْکَ کَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ خدایا میں تیری نعمتوں کا اتنا شمار بھی نہیں کر سکتا جتنی ثنا تُو نے اپنی آپ بیان فرمائی ہے پس یہاں جناب باری ارشاد فرماتا ہے کہ اگر روئے زمین کے تمام درخت قلمیں بن جائیں اور تمام سمندروں کا پانی سیاہی بن جائے اور ان کے ساتھ ہی سات سمندر اور بھی ملائے جائیں اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وصفات، جلالت وبزرگی کے کلمات لکھنے شروع کئے جائیں تو یہ تمام قلم گھس جائیں ختم ہو جائیں، سب سیاہیاں ختم ہو جائیں لیکن خدا تعالےٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی تعریف ختم نہ ہوگی یہ نہ سمجھا جائے کہ سات سے زیادہ سمندر ہوں تو پھر خدا کے پورے کلمات لکھنے کے لئے کافی ہو جائیں، نہیں یہ گنتی تو زیادتی دکھانے کے لئے ہے[ع] اور یہ بھی نہ سمجھا جائے کہ سات سمندر موجود ہیں اور وہ عالم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ البتہ بنو اسرائیل کی ان سات سمندروں کی بابت ایسی روایتیں ہیں لیکن نہ تو انہیں سچ کہا جا سکتا ہے اور نہ جھٹلایا جا سکتا ہے۔ ہاں جو تفسیر ہم نے کی ہے اس کی تائید اس آیت سے بھی ہوتی ہے قُلْ لَّوْ کَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا الخ یعنی اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور رب کے کلمات کا لکھنا شروع ہو تو کلماتِ خداوندی کے ختم ہونے سے پہلے ہی سمندر ختم ہو جائے اگرچہ ایسا ہی اور سمندر اس کی مدد میں لائیں۔ پس یہاں بھی مُراد صرف اسی جیسا ایک ہی سمندر لانا نہیں بلکہ ویسا ایک پھر ایک اور بھی ویسا ہی پھر ویسا ہی پھر ویسا ہی الغرض خواہ کتنے ہی آجائیں لیکن خدا کی باتیں ختم نہیں ہو سکتیں۔ حسن بصریؒ فرماتے ہیں اگر اللہ تعالےٰ لکھوانا شروع کرے کہ میرا یہ امر اور یہ امر تو تمام قلمیں ٹوٹ جائیں اور تمام سمندروں کے پانی ختم ہو جائیں۔ مشرکین کہتے تھے کہ یہ کلام اب ختم ہو جائے گا جس کا رَد اس آیت میں ہو رہا ہے کہ نہ رب کے عجائبات ختم ہوں نہ اس کی حکمت انتہا نہ اس کی صفت اور اس کے علم آخر۔ تمام بندوں کے علم خدا کے مقابلہ میں ایسے ہیں جیسے سمندر کے مقابلہ میں ایک قطرہ۔ اللہ کی باتیں فنا نہیں ہوتیں نہ اُسے کوئی ادراک کر سکتا ہے ہم جو کچھ اس کی تعریفیں کریں وہ اُن سے سوا ہے۔ یہود کے علماء نے مدینے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا تھا کہ

[ع] گویا کہ یہ بھی ایک محاورہ ہے۔ اس سے مقصود تحدید نہیں جیسا کہ ہمارے یہاں کہتے ہیں کہ میاں، تم ہزار بار بھی کہو تو میں نہ مانونگا۔ اس کا مطلب یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک ہزار بار کہو تو تسلیم نہیں اور اس سے کچھ زائد مرتبہ کہو گے تو مان جاؤں گا بلکہ عرف عام میں ایک محاورہ سے زیادہ اس کی حیثیت نہیں ہے۔

یہ جو آپ قرآن میں پڑھتے ہیں وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا یعنی تمہیں بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔ اس [illegible] ہم یا آپ کی قوم؟ آپ نے فرمایا۔ سب۔ انہوں نے کہا پھر آپ کلام اللہ شریف کی اس آیت کو کیا کریں گے؟ جہاں [illegible] کا بیان ہے۔ آپ نے فرمایا سنو وہ اور تمہارے پاس جو کچھ بھی ہے وہ سب اللہ کے کلمات کے [illegible] ہو اتنا اللہ تعالےٰ نے نازل فرمادیا ہے۔ اس پر یہ آیت اتری لیکن اس سے معلوم ہوتا [illegible] یہ ہے کہ یہ آیت مکی ہے واللہ اعلم۔ اللہ تعالےٰ ہر چیز پر غالب ہے تمام اشیا اس کے سامنے [illegible] کوئی اس کے ارادہ کے خلاف نہیں جاسکتا۔ وہ اپنے افعال اقوال، شریعت، حکمت اور تمام صفتوں میں سب سے اعلیٰ اور سب پر غالب وقہار ہے۔ پھر فرماتا ہے تم تمام لوگوں کا پیدا کرنا اور انہیں مار ڈالنے کے بعد جلا دینا مجھ پر ایسا ہی آسان ہے جیسے شخص واحد کا۔ اس کا تو کسی بات کا حکم فرما دینا کافی ہے۔ ایک آنکھ جھپکاتے جتنی دیر بھی نہیں لگتی۔ نہ دوبارہ کہنا پڑے نہ اسباب اور مادے کی ضرورت۔ ایک فرمان میں قیامت قائم ہو جائے گی ایک ہی آواز کے ساتھ سب جی اٹھیں گے اللہ تعالےٰ تمام باتوں کا سننے والا ہے سب کے کاموں کا جاننے والا ہے ایک شخص کی باتیں اور اس کے کام جیسے اس پر مخفی نہیں اسی طرح تمام جہان کے۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ وَسَخَّرَ

اے مخاطب کیا تجھکو یہ معلوم نہیں کہ اللہ تعالےٰ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کر دیتا ہے اور اس نے سورج

الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِىْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

اور چاند کو کام میں لگا رکھا ہے کہ ہر ایک مقرر وقت تک چلتا رہے گا اور اللہ تعالےٰ تمہارے سب عملوں کی پوری

خَبِيْرٌ ⑩ ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ

خبر رکھتا ہے یہ اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی ہستی میں کامل ہے اور جن چیزوں کی اللہ کے سوا یہ لوگ عبادت کر رہے ہیں بالکل لچر ہیں

وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِىُّ الْكَبِيْرُ ⑪

اور اللہ ہی عالیشان اور بڑا ہے

گردش لیل ونہار

رات کو کچھ گھٹا کر دن کو کچھ بڑھانے والا اور دن کو کچھ گھٹا کر رات کو کچھ بڑھانے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے جاڑوں کے دن چھوٹے اور راتیں بڑی، گرمیوں کے دن بڑے اور راتیں چھوٹی اسی کی قدرت کا ظہور ہے۔ سورج، چاند اسی کے تحت فرمان ہیں۔ جو جگہ مقرر ہے وہیں چلتے ہیں، قیامت تک برابر اسی چال پہ چلتے رہیں گے، اپنی جگہ سے ادھر ادھر نہیں ہو سکتے صحیحین میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت فرمایا کہ جانتے ہو یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول خوب جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ جا کر خدا کے عرش کے نیچے سجدے میں گر پڑتا ہے اور اپنے رب سے اجازت چاہتا ہے۔ قریب ہے کہ ایک دن اس سے کہدیا جائے جہاں سے آیا ہے وہیں کو لوٹ جا۔ ابن عباسؓ کا قول ہے کہ سورج بمنزلہ ساقیہ کے ہے دن کو اپنے دوران میں جاری رہتا ہے غروب ہو کر رات کو پھر زمین کے نیچے گردش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اپنی مشرق سے ہی طلوع ہو۔ اسی طرح چاند بھی۔ اللہ تعالےٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے جیسے فرمان ہے کیا تو نہیں جانتا کہ زمین آسمان میں جو کچھ ہے سب کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے۔ سب کا خالق سب کا عالم اللہ ہی ہے جیسے ارشاد ہے اللہ نے ساتؔ آسمان پیدا کئے اور انہی کے مثل زمینیں بنائیں۔ الخ یہ نشانیاں پروردگار عالم اس لئے ظاہر فرماتا ہے کہ تم ان سے خدا کے حق ہونے پر ایمان لاؤ

اور اس کے سوا سب کو [illegible] وہ سب سے بے نیاز اور بے پرواہ ہے۔ سب کے سب اس کے محتاج اور اس کے در کے فقیر ہیں۔ سب اس کی مخلوق، اور [illegible] کو ایک ذرّے کے حرکت میں لانے کی قدرت نہیں اگر ساری مخلوق مل کر ارادہ کرے کہ ایک مکھی پیدا کریں تو سب عاجز آجائیں [illegible] بھی دبائیں گے وہ سب سے بلند ہے جس پر کوئی چیز نہیں وہ سب سے بڑا ہے جس کے سامنے کسی کو [illegible] تو خیر [illegible] پست ہے۔

[illegible] اَنَّ الْفُلْكَ [illegible] الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ

[illegible] مخاطب کیا تجھ کو یہ دلیل توحید کی معلوم نہیں کہ اللہ ہی کے فضل کی کشتی دریا میں چلتی ہے تاکہ تم کو اپنی نشانیاں دکھلائے اس میں نشانیاں ہیں

لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ① وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ

ہر ایک شخص کے لئے جو صابر اور شاکر ہو اور جب ان لوگوں کو موجیں سائبانوں کی طرح گھیر لیتی ہیں تو وہ خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو

لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ

پکارنے لگتے ہیں پھر جب انکو نجات دیکر خشکی کیطرف لے آتا ہے سو بعضے تو ان میں اعتدال پر رہتے ہیں اور ہماری آیتوں کے بس وہی لوگ منکر ہوتے ہیں جو بد عہد

كَفُوْرٍ ②

اور ناشکر ہیں۔

یہ سمندر اور تیرتے جہاز

اللہ کے حکم سے سمندروں میں جہاز رانی ہو رہی ہے اگر وہ پانی میں کشتی کو تھامنے کی اور کشتی میں پانی کو کاٹنے کی قوت نہ رکھتا تو پانی میں کشتیاں کیسے چلتیں؟ وہ تمہیں اپنی قدرت کی نشانیاں دکھلا رہا ہے۔ مصیبت میں صبر اور راحت میں شکر کرنے والے ان سے کچھ عبرتیں حاصل کر سکتے ہیں۔ جب ان کفار کو سمندروں میں موجیں گھیر لیتی ہیں اور ان کی کشتی ڈگمگانے لگتی ہے اور موجیں پہاڑوں کی طرح ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر کشتیوں کے ساتھ اٹھکھیلیاں کرنے لگتی ہیں تو اپنا شرک کفر سب بھول جاتے ہیں اور گریہ وزاری سے ایک خدا کو پکارنے لگتے ہیں جیسے اور جگہ ہے وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ الخ دریا میں جب تمہیں ضرر پہنچتا ہے تو بجز خدا کے سب کو کھو بیٹھتے ہو اور آیت میں ہے فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ الخ ان کی اس وقت کی حالت پر اگر ہمیں رحم آگیا اور انہیں سمندر سے پار کر دیا تو تھوڑے سے کافر ہو جاتے ہیں۔ مجاہد نے یہی تفسیر کی ہے جیسے فرمان کہ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لفظی معنیٰ یہ ہیں کہ ان میں سے بعض متوسط درجے کے ہوتے ہیں، ابن زید یہی کہتے ہیں جیسے فرمان ہے فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ الخ ان میں سے بعض ظالم ہیں بعض میانہ رو ہیں الخ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں ہی مراد ہوں تو مطلب یہ ہوگا کہ جسنے ایسی حالت دیکھی ہو جو اس مصیبت سے نکلا ہو اُسے تو چاہئے کہ نیکیوں میں پوری طرح کوشش کرے لیکن تاہم یہ بیچ میں ہی رہ جاتے ہیں اور کچھ تو پھر کفر پر چلے جاتے ہیں۔ ختار کہتے ہیں غدار کو جو عہد شکن ہو۔ ختر کے معنیٰ پوری عہد شکنی کے ہیں۔ کفور کہتے ہیں منکر کو جو نعمتوں کا منکر ہو جائے۔ شکر تو ایک طرف بھول جائے اور ذکر بھی نہ کرے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ نہ کوئی بیٹا وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو اور اس دن سے ڈرو جس میں نہ کوئی باپ اپنے بیٹے کی طرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکیگا اور نہ کوئی ... بیٹا اپنے

ع مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ [illegible]

باپ کی طرف سے ذرا بھی مطالبہ ادا کر دے یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے [illegible]

الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ

اور نہ تم دھوکہ باز شیطان اللہ سے دھوکہ میں ڈالے۔

وہ دن

اللہ تعالےٰ لوگوں کو قیامت کے دن سے ڈرا رہا ہے اور تقوے کا حکم فرما رہا ہے۔ ارشاد ہے اس دن باپ اپنے بچے کو یا بچہ اپنے باپ کو کچھ کام نہ آئے گا۔ ایک دوسرے کا فدیہ نہ ہو سکے گا۔ تم دنیا پر اعتماد نہ کر لو اور آخرت کو فراموش نہ کر جاؤ، شیطان کے فریب میں نہ آجاؤ، وہ تو صرف ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا جانتا ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے حضرت عزیر علیہ السلام نے جب اپنی قوم کی تکلیف ملاحظہ کی اور غم و رنج بہت بڑھ گیا نیند اچاٹ ہو گئی تو اپنے رب کی طرف جھک پڑے۔ فرماتے ہیں میں نے نہایت تضرع وزاری کی، خوب رویا گڑگڑایا، نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، دعائیں مانگیں ایک مرتبہ رو رو کر تضرع کر رہا تھا کہ میرے سامنے ایک فرشتہ آگیا میں نے اس سے پوچھا کیا نیک لوگ مجرموں کی شفاعت کریں گے؟ یا باپ بیٹوں کے کام آئیں گے؟ اس نے فرمایا قیامت کا دن جھگڑوں کے فیصلوں کا دن ہے اس دن اللہ تعالےٰ خود سامنے ہوگا کوئی بغیر اس کی اجازت کے لب نہ ہلا سکے گا کسی کو دوسرے کے بارے میں نہ پکڑا جائے گا نہ باپ بیٹے کے بدلے نہ بیٹا باپ کے بدلے نہ بھائی بھائی کے بدلے نہ غلام آقا کے بدلے نہ کوئی کسی غم و رنج کرے گا نہ کسی کی طرف سے کسی کو خیال ہو گا نہ کوئی کسی پر رحم کرے گا نہ کسی کو کسی سے شفقت و محبت ہو گی۔ نہ ایک دوسرے کی طرف سے پکڑا جائے گا، ہر شخص اپنی ہی فکر میں ہو گا۔ ہر ایک کو اپنا رونا پڑا ہو گا، ہر ایک اپنا بوجھ اٹھائے ہوئے ہو گا نہ کسی اور کا۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ

بیشک اللہ ہی کو قیامت کی خبر ہے اور وہی مینھ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ رحم میں ہے اور کوئی

نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ

شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا عمل کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ سب باتوں کا جاننے

عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ (۴) ع ۱۳

والا باخبر ہے

یہ معلومات

یہ غیب کی وہ کنجیاں ہیں جن کا علم بجز خدائے تعالےٰ کے کسی اور کو نہیں۔ مگر یہ کہ کسی کو اللہ تعالیٰ معلوم کرا دے۔ قیامت کے آنے کا صحیح وقت نہ تو کوئی نبی مرسل جانے نہ کوئی مقرب فرشتہ اس کا وقت صرف اللہ ہی جانتا ہے۔ اسی طرح بارش کب کہاں اور کتنی برسے گی اس کا علم بھی کسی کو نہیں ہاں جب ان فرشتوں کو حکم ہوتا ہے جو اس پر مقرر ہیں تب وہ جانتے ہیں اور جسے خدا معلوم کرائے۔ اسی طرح حاملہ کے پیٹ میں کیا ہے؟ اسے بھی صرف خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ ہاں جب

جناب باری [illegible] ہوتا ہے جو اسی کام پر مقرر ہیں تب انہیں پتہ چلتا ہے کہ نر ہو گا یا مادہ، لڑکا ہو گا یا لڑکی، نیک ہو گا [illegible] تو خیر د[illegible] نہیں کہ کل وہ کیا کرے گا؟ نہ کسی کو یہ علم ہے کہ وہ کہاں مرے گا؟ اور آیت میں ہے وَعِنْدَهٗ [illegible] اسی کے پاس ہیں جنہیں بجز اس کے اور کوئی نہیں جانتا اور حدیث میں ہے کہ غیب کی [illegible] پانچ چیزیں ہیں جن [illegible] اللّٰہَ عِنْدَهٗ [illegible] یہ ہے مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ بخاری کی حدیث کے الفاظ تو یہ ہیں۔ کہ پانچ غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا الخ۔ مسند احمد میں حضورؐ کا فرمان ہے مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئی ہیں مگر پانچ یہی آیت آپ نے پڑھی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں حضورؐ ہماری مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے جو ایک صاحب تشریف لائے پوچھنے لگے یا رسول اللہؐ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ کو فرشتوں کو، کتابوں کو، رسولوں کو، آخرت کو، مرنے کے بعد جی اٹھنے کو مان لینا۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ فرمایا ایک اللہ کی عبادت کرنا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، نمازیں پڑھنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا۔ اس نے دریافت کیا احسان کیا ہے؟ فرمایا تیرا اس طرح خدا کی عبادت کرنا گویا تو اُسے دیکھ رہا ہے اور اگر تو نہیں دیکھتا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس نے کہا حضورؐ قیامت کب ہے؟ فرمایا اس کا علم نہ مجھے نہ تجھے، ہاں میں اس کی نشانیاں بتلاتا ہوں جب لونڈی اپنے آقا کو جنےؔ اور جب ننگے پیروں، اور ننگے بدنوں والے لوگوں کے سردار بن جائیں علم قیامت ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ وہ شخص واپس چلا گیا۔ آپ نے فرمایا جاؤ اسے بلا لاؤ۔ لوگ دوڑ پڑے لیکن وہ کہیں بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے فرمایا یہ جبرئیل تھے لوگوں کو دین سکھانے آئے تھے (بخاری) ہم نے اس حدیث کا مطلب شرح صحیح بخاری میں خوب بیان کر دیا ہے۔ مسند میں ہے کہ حضرت جبرئیل نے اپنی ہتھیلیاں حضورؐ کے گھٹنوں پر رکھ کر یہ سوالات کئے تھے کہ اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ کہ تو اپنا چہرہ خدا کی طرف متوجہ کر دے اور خدا کے واحد ولا شریک ہونے کی گواہی دے اور محمدؐ کے عبد و رسولؐ ہونے کی۔ جب تو یہ کرلے تو تو مسلمان ہو گیا۔ پوچھا اچھا ایمان کس کا نام ہے؟ فرمایا اللہ پر آخرت کے دن پر، فرشتوں پر آسمانی کتب پر، نبیوں پر عقیدہ رکھنا۔ موت اور موت کے بعد کی زندگی کو ماننا، جنت دوزخ، حساب میزان اور تقدیر کی بھلائی برائی پر ایمان رکھنا۔ پوچھا جب میں ایسا کرلوں تو کیا میں مؤمن ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر احسان کے متعلق پوچھا اور وہ جواب پایا جو اوپر مذکور ہوا۔ پھر قیامت کا پوچھا آپ نے فرمایا سبحان اللہ! یہ ان پانچ چیزوں میں سے ہے جنہیں صرف اللہ تعالےٰ ہی جانتا ہے۔ پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ پھر علامات قیامت میں یہ بھی ذکر ہے کہ لوگ اونچی چوڑی عمارتیں بنانے لگیں گے۔ ایک صحیح سند کے ساتھ مسند احمد میں ہے کہ بنو عامر قبیلے کا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہنے لگا میں آؤں؟ آپ نے اپنے خادم کو بھیجا کہ جاکر انہیں ادب سکھاؤ، یہ اجازت مانگنا نہیں جانتے۔ ان سے کہو کہ پہلے سلام کرو۔ پھر دریافت کرو کہ میں آسکتا ہوں؟ انہوں نے سن لیا اور اسی طرح سلام کیا اور اجازت چاہی یہ گئے اور جاکر کہا کہ آپ ہمارے لئے کیا لیکر آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا بھلائی ہی بھلائی۔ سنو تم ایک اللہ کی عبادت کرو۔ لات وعزیٰ کو چھوڑ دو۔ دن رات میں پانچ نمازیں پڑھا کرو۔ سال بھر میں ایک مہینے کے روزے رکھو۔ اپنے مالداروں سے زکوٰۃ لیں وصول کرکے اپنے فقیروں پر تقسیم کرو۔

ؔ حدیث کے اس ٹکڑے کا مطلب متعین کرنے میں کافی اختلاف ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اولاد سرکش اور نافرمان ہوگی گویا کہ ماں اپنے پیٹ سے جنے گی اولاد اور آخر میں وہ سرکش حکومت ماں پر کریں گے اور فرمانبردار اولاد کیطرح اس کے ساتھ معاملہ کریں گے، اور یہ بھی مطلب بیان کرتے ہیں کہ غلامی کا رواج عام ہو جائے گا، داشتہ گھر میں ہوگی اس سے بچہ پیدا ہوگا اور وہی بچہ اس کا آقا بن جائے گا لیکن اس توجیہ سے زیادہ بہتر پہلی توجیہ ہے۔

انہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہؐ کیا علم میں سے کچھ ایسا بھی باقی ہے جسے آپ د جانتے ہوں [illegible] علم ہو) ہے جسے بجز اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا. پھر آپ نے یہی آیت پڑھی. مجاہدؒ فرماتے ہیں گاؤں کے [illegible] دریافت کیا کہ میری عورت حمل سے ہے بتلایئے کیا ہوگا؟ ہمارے شہر میں قحط ہے فر[illegible] کب پیدا ہوا اب یہ آپ بتا دیجئے کہ کب مروں گا؟ اس کے جواب میں یہ آیت اتری کہ مجھے الل[illegible] نہیں. مجاہدؒ فرما[illegible] غیب کی کنجیاں ہیں جن کی نسبت فرمانِ باری ہے کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں حضرت صدیقہؓ فرماتی ہیں جو تم سے کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل کی بات جانتے تھے تو سمجھ لینا کہ وہ بڑا جھوٹا ہے اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا کرے گا؟ قتادہ کا قول ہے کہ بہت سے چیزیں ہیں جن کا علم اللہ نے کسی کو نہیں کرایا. نہ نبیؐ کو نہ فرشتہ کو اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے کوئی نہیں جانتا کہ کس سال کس مہینے کس دن یا کس رات میں وہ آئے گی ایسے ہی بارش کا علم بھی اس کے سوا کسی کو نہیں کہ کب آئے؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ حاملہ کے پیٹ کا بچہ نر ہوگا یا مادہ، سُرخ ہوگا یا سیاہ؟ اور کوئی نہیں جانتا کہ کل وہ نیکی کرے گا یا بدی؟ مرے گا یا جئے گا بہت ممکن ہے کل موت یا آفت آجائے. نہ کسی کو یہ خبر ہے کہ کس زمین میں وہ دبا جائے گا یا سمندر میں بہایا جائے گا، یا جنگل میں مرے گا یا نرم یا سخت زمین میں جائے گا. حدیث شریف میں ہے جب کسی کی موت دوسری زمین میں ہوتی ہے تو اس کا وہیں کا کوئی کام نکل آتا ہے اور وہیں موت آجاتی ہے اور روایت میں ہے کہ یہ فرما کر رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت پڑھی. اعشیٰ ہمدان کے شعر ہیں جن میں اس مضمون کو نہایت خوبصورتی سے ادا کیا ہے. ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے دن زمین اللہ تعالےٰ سے کہے گی کہ یہ ہیں تیری امانتیں جو تو نے مجھے سونپ رکھی تھیں. طبرانی وغیرہ میں بھی یہ حدیث ہے:

(سورۂ لقمان کی تفسیر ختم ہوئی. والحمد للہ رب العٰلمین وحسبنا اللہ ونعم الوکیل)

تفسیر سورۂ الٓمّٓ سجدہ مکیہ

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الجمعہ میں حدیث ذکر کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن صبح کی نماز میں الٓمّٓ السَّجْدَةَ اور هَلْ أَتٰى عَلَى الْإِنْسَانِ الخ پڑھا کرتے تھے. مسند احمد میں ہے کہ حضور ہمیشہ سونے سے پہلے سورۂ الم سجدہ اور سورۂ تبارک الذی بیدہ الملک پڑھ لیا کرتے تھے.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

الٓمّٓ ① تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ② اَمْ يَقُوْلُوْنَ

الم یہ نازل کی ہوئی کتاب ہے اس میں کچھ شبہ نہیں یہ رب العالمین کی طرف سے ہے کیا یہ لوگ یوں کہتے ہیں

ف۵ مقطعات پر تو کافی بحث ہو چکی آج بعد مغرب ۲۹ ذیقعدہ ۸۱ھ کو یہی حواشی زیر قلم تھے کہ الم سجدہ شروع ہوئی قلب پر ایک عجیب حقیقت وارد ہوئی وہ یہ کہ سورہ بقرہ کی ابتدا بھی الم سے تھی اور سورہ لقمان میں بھی آغاز اسی الم سے کیا گیا اور الم سجدہ کے (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱ پر ملاحظہ ہو)

افترٰہ [illegible] الحق من ربک لتنذر قوما ما اتٰھم من نذیر من

[illegible] تو خیر [illegible] کتاب ہے تاکہ آپ ایسے لوگوں کو ڈرائیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانیوالا

قبلک لعلھم یھتدون ③

نہیں آیا تاکہ وہ لوگ راہ پر آجاویں۔

یہ کتاب سورتوں کے شروع میں جو مقطعات حروف ہیں ان کی پوری بحث ہم سورۂ بقرہ کی تفسیر کے شروع میں کرچکے ہیں۔ یہاں دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہ کتاب قرآن حکیم بے شک وشبہ اللہ رب العالمین کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ مشرکین کا یہ قول غلط ہے کہ حضور نے خود اسے گھڑ لیا ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ یہ تو یقیناً خدا کا کلام ہے اس لئے نازل ہوا ہے کہ حضورؐ اس قوم کو آگاہ کردیں جن کے پاس آپ سے پہلے کوئی اور پیغمبر نہیں آیا تاکہ وہ حق کی اتباع کرکے نجات حاصل کرلیں۔

اللہ الذی خلق السمٰوٰت والارض وما بینھما فی ستۃ ایام ثم استوی

اللہ ہی ہے جس نے آسمان اور زمین کو اور اس مخلوق کو جو ان دونوں کے درمیان میں ہے چھ روز میں پیدا کیا پھر تخت پر قائم ہوا

علی العرش ما لکم من دونہ من ولی ولا شفیع افلا تتذکرون ④

اس کے سوا تمہارا کوئی مددگار ہے اور نہ سفارش کرنے والا سو کیا تم سمجھتے نہیں ہو

یدبر الامر من السماء الی الارض ثم یعرج الیہ فی یوم کان مقدارہ

وہ آسمان سے لیکر زمین تک ہر امر کی تدبیر کرتا ہے پھر ہر امر اسی کے حضور میں پہنچ جاوے گا ایک ایسے دن میں جس کی مقدار

الف سنۃ مما تعدون ⑤ ذٰلک علم الغیب والشھادۃ العزیز الرحیم ⑥

تمہارے شمار کے موافق ایک ہزار برس کی ہوگی وہی ہے جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر چیزوں کا زبردست رحمت والا

چھ روز تمام چیزوں کا خالق اللہ ہے۔ اس نے چھ دن میں زمین وآسمان بنائے پھر عرش پر قرار پکڑا۔ اس کی تفسیر گذرچکی ہے۔ مالک خالق وہی ہے ہر چیز اسی کے ہاتھ میں ہے۔ تدبیریں سب کاموں کی وہی کرتا ہے، ہر چیز پر وہی غالب ہے۔ اس کے سوا مخلوق کا کوئی والی نہ اس کی اجازت کے بغیر کوئی سفارشی۔ اے وہ لوگو جو اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہو، دوسروں پر بھروسہ کرتے ہو کیا تم اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ ایسی بڑی قدرت والا کیوں کسی کو اپنا شریک کار بنانے لگا؟ وہ نظیر سے وزیر و مشیر سے شریک سہیم سے پاک اور مبرا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں نہ اس کے علاوہ کوئی پالنہار ہے۔ نسائی میں ہے حضرت ابوہریرہؓ فرماتے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶ ملاحظہ ہو) شروع میں بھی یہی حروف مقطعات آئے اور ہر سورت میں بحث قرآن مجید ہی سے متعلق ہے اور اسی کے آسمانی کتاب ہونے کی حیثیت اجاگر کرتا ہے، کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حروف مقطعات کے استعمال میں خدا تعالےٰ کی خاص حکمتیں کارفرما ہیں گویا کہ ہر مضمون سے متعلق، مقطعات کا انتخاب کرلیا گیا مثلاً یہی کہ قرآن مجید کی حیثیت واضح کرنے کا مسئلہ جب سامنے آتا ہے تو عموماً گفتگو کا آغاز الٓمٓ سے ہوتا ہے یہ لطیف نکتہ اہل علم کے لئے خاص طور پر قابل توجہ ہے۔

ایک سو دا یر

ہیں میرا ہاتھ تھام کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالےٰ نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی تمام [illegible] ہوا وہ دن گا پر گیا ساتویں دن عرش پر قیام کیا مٹی ہفتے کے دن بنی، پہاڑ اتوار کے دن، درخت پیر کے دن، برائیاں منگل کے دن، نور بدھ [illegible] اور جمعہ کے دن کے عصر کے بعد دن کی آخری گھڑی میں سے تمام روئے زمین کی مٹی سے پیدا کیا جس میں سرخ سیاہ اچھی [illegible] مختلف خصوصیات کی حامل ہوئی لیکن امام بخاریؒ اس حدیث کو صحیح نہیں سمجھتے اور وہ فرماتے ہیں ایک [illegible] اخلاق [illegible] ہے کہ حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ نے اسے کعب احبار کے واسطے سے بیان کیا ہے۔ اور حضرات محدثینؒ نے بھی اسے ناقابل اعتبار بتلایا ہے۔ واللہ [illegible] ں آسمانوں کے اوپر سے اترتا ہے اور ساتوں زمینوں کے نیچے تک پہنچتا ہے جیسے اور آیت میں ہے اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ اللہ تعالےٰ نے سات آسمان بنائے اور انہی کے مثل زمینیں[عہ]، اس کا حکم ان سب کے درمیان اترتا ہے۔ اعمال اپنے دیوان کی طرف اٹھائے اور چڑھائے جاتے ہیں جو آسمانِ دنیا کے اوپر ہے۔ زمین سے آسمانِ اول پانچ سو سال کے فاصلہ پر ہے اور اتنی ہی اس کی جسامت ہے۔ اتنا اترنا چڑھنا خدا کی قدرت سے فرشتہ ایک آنکھ جھپکنے میں کر لیتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی کے اعتبار سے ایک ہزار سال کی ہے۔ ان امور کا مدبر خدا ہے وہ اپنے بندوں کے اعمال سے باخبر ہے۔ سب چھوٹے بڑے عمل اس کی طرف چڑھتے ہیں۔ وہ غالب ہے جس نے ہر چیز کو اپنا ماتحت کر رکھا ہے، کل بندے اور سب کی گردنیں اس کے سامنے جھکی ہوئی ہیں[عہ] وہ اپنے مومن بندوں پر بہت ہی مہربان ہے، عزیز ہے اپنی رحمت میں اور رحیم ہے اپنی عزت میں؛

الَّذِیْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ خَلَقَهٗ وَ بَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِیْنٍ ۞ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ

جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی اور انسان کی پیدائش مٹی سے شروع کی پھر اس کی نسل کو خلاصہ

مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِیْنٍ ۞ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَ نَفَخَ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَ جَعَلَ

اخلاط یعنی ایک بے قدر پانی سے بنایا پھر اس کے اعضا درست کئے اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تم کو کان

لَكُمُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَ الْاَفْـِٕدَةَ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۹

اور آنکھیں اور دل دیئے تم لوگ بہت کم شکر کرتے ہو (یعنی نہیں کرتے)

ہر چیز میں خوبی

فرماتا ہے خدائے تبارک و تعالیٰ نے ہر چیز کو قرینے سے بہترین طور سے بہترین ترکیب پر خوبصورت بنایا ہے۔ ہر چیز کی پیدائش کتنی عمدہ کیسی مستحکم اور مضبوط ہے۔ آسمان و زمین کی پیدائش ساتھ ہی خود انسان کی پیدائش پر غور کرو۔ اس کا شروع دیکھو کہ مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السّلام مٹی سے پیدا ہوئے۔ پھر ان کی نسل نطفے سے جاری رکھی جو مرد کی پیٹھ اور عورت کے سینے سے نکلتا ہے۔ پھر اُسے یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کرنے کے بعد ٹھیک ٹھاک اور درست کیا اور اس میں اپنے پاس سے روح پھونکی۔ تمہیں کان، آنکھ، سمجھ عطا فرمائی۔ افسوس لیکن یہ عجیب بات ہے کہ پھر بھی تم شکر نہیں کرتے۔ نیک انجام اور خوش فرجام وہ شخص ہے جو خدا کی دی ہوئی طاقتوں کو اسی کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔ جَلَّ شَانُہٗ وَعَمَّ اِسْمُہٗ

[عہ] ممکن ہے کہ اس مماثلت سے مراد تعداد کی یکسانیت ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جسطرح آسمان ایک دوسرے کے اوپر نیچے ہیں ایسے ہی زمین کے مختلف طبقات بھی ایک دوسرے کے اوپر نیچے آئے ہوئے ہیں۔ [عہ] گردن جھکنے کا مطلب یہ نہیں کہ محسوس طور پر گردنیں جھکی ہوئی ہیں بلکہ یہ ایک محاورہ ہے جسکا مطلب۔ اطاعت اور انقیاد ہے اور یہ اطاعت بھی بعض جگہ اضطراری اور بعض میں اختیاری ہے۔

وَقَالُوٓا ءَاِذَا [illegible]لَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ ۵ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ [illegible]

اور یہ لوگ [illegible] میں نیست و نابود ہو گئے تو کیا ہم پھر نئے جنم میں آویں گے بلکہ وہ لوگ اپنے رب سے ملنے [illegible]

[illegible] تَوَفّٰكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰی رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑪

[illegible] جان موت کا فرشتہ قبض کرتا ہے جو تم پر متعین ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹا کر لائے جاؤ گے ۔

ایک بیہودہ خیال

[illegible] کا عقیدہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد جینے کے قائل نہیں اور اسے وہ محال جانتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں کہ جب ہمارے ریزے ریزے ہو جائیں گے اور مٹی میں مل کر مٹی ہو جائیں گے پھر بھی کیا ہم نئے سرے سے بنائے جا سکتے ہیں۔ افسوس یہ لوگ اپنے اوپر خدا کو بھی قیاس کرتے ہیں اور اپنی محدود قدرت پر خدا کی غیر محدود قدرت کا اندازہ کرتے ہیں۔ مانتے ہیں جانتے ہیں کہ خدا نے اول بار پیدا کیا ہے۔ تعجب ہے کہ پھر دوبارہ پیدا کرنے پر اسے قادر کیوں نہیں مانتے؟ حالانکہ اس کا تو صرف فرمان چلتا ہے۔ جہاں کہا یوں ہو جا ویسے ہی ہو گیا۔ اسی لئے فرمایا کہ انہیں اپنے پروردگار کی ملاقات سے انکار ہے اس کے بعد کی آیت میں فرمایا کہ ملک الموت جو تمہاری روح کے قبض کرنے پر مقرر ہیں تمہیں فوت کر دیں گے۔ اس آیت سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملک الموت ایک فرشتہ کا لقب ہے۔ حضرت براء کی وہ حدیث جس کا بیان سورۂ ابراہیم میں گذر چکا ہے اس سے بھی پہلی بات یہی سمجھ میں آتی ہے اور بعض آثار میں ان کا نام عزرائیل بھی ہے اور یہی مشہور ہے۔ ہاں ان کے ساتھی اور ان کے ساتھ کام کرنے والے اور فرشتے بھی ہیں جو جسم سے روح کو نکالتے ہیں اور نرخرے تک پہنچ جانے کے بعد ملک الموت اسے لے لیتے ہیں۔ ان کے لئے زمین سمیٹ دی گئی ہے اور ایسی ہے جیسے ہمارے سامنے کوئی سینی رکھی ہوئی ہو کہ جو چاہا اٹھا لیا۔ ایک مرسل حدیث بھی اس مضمون کی ہے اور ابن عباسؓ کا مقولہ بھی ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک انصاری کے سرہانے ملک الموت کو دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملک الموت میرے صحابی کے ساتھ آسانی کیجئے آپ نے جواب دیا کہ اے نبی اللہ اطمینان رکھئے اور دل خوش کیجئے واللہ میں خود با ایمان اور نہایت ہی نرمی کرنے والا ہوں سنو! یا رسول اللہؐ قسم ہے خدا کی تمام دنیا کے ہر کچے پکے گھر میں خواہ وہ خشکی میں ہو یا تری میں ہر دن میں میرے پانچ پھیرے ہوتے ہیں۔ ہر چھوٹے بڑے کو میں اس سے بھی زیادہ جانتا ہوں جتنا وہ خود اپنے آپ کو جانتے ہوں یا رسول خداؐ یقین مانئے خدا کی قسم میں تو ایک مچھر کی جان قبض کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا جب تک مجھے خدا کا حکم نہ ہو لے۔ حضرت جعفر کا بیان ہے کہ ملک الموت علیہ السلام کا دن میں پانچ وقت ایک ایک شخص کی دیکھ بھال کرنا یہی ہے کہ آپ پانچوں نمازوں کے وقت دیکھ لیا کرتے ہیں اگر وہ نمازوں کی حفاظت کرنے والا ہے تو فرشتے اس کے قریب رہتے ہیں اور شیطان اس سے دور رہتا ہے اور اس کے آخری وقت فرشتہ اُسے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی تلقین کرتا ہے۔ مجاہدؒ فرماتے ہیں ہر دن ہر گھر پر ملک الموت دو دفعہ آتے ہیں۔ کعب احبار اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہر دروازے پر ٹھیر کر دن بھر میں سات مرتبہ نظر مارتے ہیں کہ اسمیں کوئی وہ تو نہیں جس کی رُوح نکالنے کا حکم ہو چکا ہو۔ پھر قیامت کے دن سب کا لوٹنا اللہ کیطرف ہے قبروں سے نکلکر میدان محشر میں خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی اپنی کرنی کا پھل پائیں گے ؛

وَلَوْ تَرٰٓی اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَ

اور اگر آپ دیکھیں تو عجب حال دیکھیں جبکہ یہ مجرم لوگ اپنے رب کے سامنے سر جھکائے ہوں گے کہ اے ہمارے پروردگار ہماری آنکھیں اور

سَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ۝ وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ

کان کھل گئے سو ہم کو پھر بھیج دیجئے ہم نیک کام کیا کریں گے ہمکو پورا یقین آ گیا اور اگر ہمکو منظور ہوتا تو ہم ہر شخص کو اس کا رستہ عطا فرماتے

هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(ولیکن میری یہ بات محقق ہو چکی ہے کہ میں جہنم کو جنات اور انسان دونوں سے ضرور بھر دوں گا)

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا [illegible]

تو اب اس کا مزہ چکھو کہ تم اپنے اس دن کے آنے کو بھول رہے تھے ہم نے بھی تمکو بھلا دیا اور اپنے [illegible] اعمال

كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ③

مزہ چکھو

وہ منظر

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جب یہ گنہگار اپنا دوبارہ جینا خود اپنی آنکھوں دیکھ لیں گے اور نہایت ذلت وحقارت کے ساتھ نادم ہو کر گردنیں جھکائے خدا کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس وقت کہیں گے کہ خدایا ہماری آنکھیں بینا ہو گئیں، کان کھل گئے۔ اب ہم تیرے احکام کی بجاآوری کے لئے ہر طرح تیار ہیں اس دن خوب سوجھ بوجھ والے دانا بینا ہو جائیں گے اندھاپن اور بہراپن جاتا رہے گا خود اپنے آپ کو ملامت کرنے لگیں گے اور جہنم میں جاتے ہوئے کہیں گے کہ اگر کانوں اور آنکھوں سے دنیا میں کام لیتے تو آج جہنمی نہ بنتے۔ اب اللہ تعالےٰ سے عرض کریں گے کہ ہمیں پھر سے دنیا میں بھیجدے تو ہم نیک اعمال کر آئیں ہمیں اب یقین آگیا کہ تیری ملاقات یقینی ہے تیرا کلام حق ہے لیکن خدا کو خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ اگر دوبارہ بھی بھیجے جائیں تو یہی لچھن کریں گے پھر سے خدا کی آیتوں کو جھٹلائیں گے دوبارہ نبیوں کو ستائیں گے جیسے کہ خود قرآن کریم کی آیت وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ میں ہے۔ اسی لئے یہاں فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دیدیتے جیسے فرمان ہے اگر تیرا رب چاہتا تو زمین کا ایک ایک رہنے والا مومن بن جاتا۔ عہ لیکن خدا کا فیصلہ صادر ہو چکا ہے کہ انسان اور جنات سے جہنم پُر ہونی ہے عہ یہ اٹل امر ہے۔ اللہ کی ذات سے اور اس کے پورے پورے کلمات سے ہم اس کے تمام عذابوں سے پناہ چاہتے ہیں جہنمیوں سے بطور سرزنش کے کہا جائے گا کہ اس دن کی ملاقات کی فراموشی کا مزہ چکھو اور اس کے جھٹلانے کا خمیازہ بھگتو۔ اسے محال سمجھ کر تم نے وہ معاملہ کیا کہ جو ایک بھولنے والا کرتا ہے۔ اب ہم بھی تمہارے ساتھ یہی سلوک کریں گے خدا کی ذات حقیقی نسیان اور بھول سے پاک ہے۔ یہ تو صرف بدلے کے طور پر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ اور روایت میں ہے اَلْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا الخ آج ہم تمہیں بھول جاتے ہیں جیسے تم اس دن کی ملاقات کو بھولے بیٹھے تھے۔ اپنے کفر و تکذیب کی وجہ سے اب دائمی عذاب کا مزہ اٹھاؤ۔ جیسے اور آیت میں ہے لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا بَرْدًا وَّلَا شَرَابًا ۝ الخ وہاں ٹھنڈک اور پانی نہ رہے گا سوائے گرم پانی اور لہو پیپ کے اور کچھ نہ ہو گا الخ۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

(پس ہماری آیتوں پر تو وہ لوگ ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو وہ آیتیں یاد دلائی جاتی ہیں تو وہ سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرنے لگتے ہیں)

عہ لیکن یہ ایمان اضطراری ہوتا اختیاری نہ ہوتا حالانکہ مطلوب وہ ایمان ہے جو اپنے اختیار سے لایا گیا ہو وہ ایمان کس کام کا جو جبراً و قہراً اختیار کیا گیا ہو۔ عہ یقیناً پُر ہو گی جب اپنے اختیار سے ایمان اور اچھے اعمال نہ کریں گے حالانکہ ایمان لانے اور نیک کام کرنے کا موقع بھی تھا اور اختیار بھی۔

وَهُمْ لَا يَسْتَ[illegible]رُوْنَ ⑮ سجدہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ

[illegible] ان کے پہلو خوابگاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اس طور پر کہ وہ لوگ اپنے رب کو امید

[illegible] فَهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⑯ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ

[illegible] چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں سو کسی شخص کو خبر نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ایسے لوگوں

[illegible] اَعْيُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑰

کے لئے خزانہ غیب میں موجود ہے ان کے اعمال کا صلہ ملا ہے

سربسجود

سچے ایمانداروں کی نشانی [illegible] کہ وہ دل کے کانوں سے ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ان پر عمل کرتے ہیں۔ زبانی حق مانتے ہیں اور دل سے بھی برحق جانتے ہیں۔ سجدہ کرتے ہیں اور اپنے رب کی تسبیح اور حمد بیان کرتے ہیں، اور اتباعِ حق سے جی نہیں چراتے نہ اکڑتے اینٹھتے ہیں۔ یہ بدعادت کافروں کی ہے جیسے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ یعنی میری عبادت سے تکبر کرنے والے ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جائیں گے۔ ان سچے ایمانداروں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ راتوں کو نیند چھوڑ کر اپنے بستروں سے الگ ہو کر نمازیں ادا کرتے ہیں تہجد پڑھتے ہیں۔ مغرب عشاء کے درمیان کی نماز بھی بعضوں نے مراد لی ہے کوئی کہتا ہے مراد اس سے عشا کی نماز کا انتظار ہے اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عشا کی اور صبح کی نماز باجماعت اس سے مراد ہے۔ وہ خدا سے دعائیں کرتے ہیں اس کے عذاب سے نجات پانے کے لئے اور اس کی نعمتیں حاصل کرنے کے لئے ساتھ ہی صدقہ خیرات بھی کرتے رہتے ہیں۔ اپنی حیثیت کے مطابق راہ حق میں دیتے رہتے ہیں۔ وہ نیکیاں بھی کرتے ہیں جن کا تعلق انہی کی ذات سے ہے اور وہ نیکیاں بھی ہاتھ سے جانے نہیں دیتے جن کا تعلق دوسروں سے ہے۔ ان بہترین نیکیوں میں سب سے بڑھے ہوئے وہ ہیں جو درجات میں بھی سب سے آگے ہیں۔ یعنی سید اولادِ آدم فخرِ دوجہاں حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم جیسا کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شعروں میں ہے ؎

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهٗ ⁘ اِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِّنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ⁘ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

یعنی ہم میں اللہ کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم ہیں جو صبح ہوتے ہی خدا کی پاک کتاب کی تلاوت کرتے ہیں۔ راتوں کو جبکہ مشرکین گہری نیند میں سوتے ہیں حضورؐ کی کروٹ آپ کے بستر سے الگ ہوتی ہے۔ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ دو شخصوں سے بہت ہی خوش ہوتا ہے ایک تو وہ جو رات کو میٹھی نیند سویا ہوا ہے لیکن دفعۃً اپنے رب کی نعمتیں اور اس کی سزائیں یاد کر کے اٹھ بیٹھتا ہے اپنے نرم وگرم بستر کو چھوڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو کر نماز شروع کر دیتا ہے۔ دوسرا وہ شخص جو ایک غزوے میں ہے کافروں سے لڑتے لڑتے مسلمانوں کا پالہ کمزور پڑ جاتا ہے لیکن یہ شخص یہ سمجھ کر کہ بھاگنے میں خدا کی ناراضگی ہے اور آگے بڑھنے میں رب کی رضامندی ہے میدان کی طرف لوٹتا ہے اور کافروں سے جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اپنا سر اس کے نام پر قربان کر دیتا ہے، اللہ تعالےٰ فخر سے اپنے فرشتوں کو اسے دکھاتا ہے اور ان کے سامنے اس کے عمل کی تعریف کرتا ہے۔ مسند احمد میں ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا صبح کے وقت میں آپ کے قریب ہی چل رہا تھا میں نے پوچھا اے اللہ کے پیغمبر مجھے کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھے جنت میں پہنچا دے اور جہنم سے الگ کر دے۔ آپ نے فرمایا تو نے سوال تو بڑے کام کا کیا لیکن اللہ جس پر آسان کر دے اس پر بہت

سہل ہے سُن تو اللہ کی عبادت کرتا رہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کر، نمازوں کی پابندی کر رمضا[illegible] روزے رکھ بیت اللہ کا حج کر زکوٰۃ ادا کرتا رہ۔ آ اب میں تجھے بھلائیوں کے دروازے بتلاؤں۔ روزہ ڈھال ہے۔ صدقہ گ[illegible] اور انسان کی آدھی رات کی نماز۔ پھر آپ نے آیت تَتَجَافٰی کی یَعْمَلُوْنَ تک تلاوت فرمائی۔ پھر ف[illegible] ستون اور اس کے کوہان کی بلندی بتلاؤں اس تمام کام کا سر تو اسلام ہے اس کا [illegible] کی راہ کا جہاد ہے پھر فرمایا اب میں تجھے ان تمام کاموں کے سردار کی خبر دوں؟ پھر اپنی [illegible] سے روک کے رکھ [illegible] کہا کیا ہم اپنی بات چیت پر بھی پکڑے جائیں گے؟ آپ نے فرمایا اے معاذ افسوس ہے [illegible] ہیں کہ انسان کو اوندھے منہ جہنم میں ڈالنے والی چیز تو اس کی زبان کے کنارے ہی ہیں۔[عہ] یہی حدیث کئی سندوں سے مروی ہے ایک میں یہ بھی ہے کہ اس آیت تَتَجَافٰی کو پڑھ کر حضورؐ نے فرمایا اس سے مراد بندے کا رات کی نماز پڑھنا ہے اور روایت میں حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ انسان کا آدھی رات کو قیام کرنا۔[عہ] پھر حضورؐ کا اسی آیت کو تلاوت کرنا مروی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن جبکہ اوّل و آخر سب لوگ میدان محشر میں جمع ہوں گے تو ایک منادی فرشتہ باوازِ بلند ندا کرے گا جسے تمام مخلوق سنے گی وہ کہے گا کہ آج سب کو معلوم ہو جائیگا کہ سب سے زیادہ ذی عزت خدا کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر آواز لگائے گا کہ تہجد گزار لوگ اُٹھ کھڑے ہوں گے اور گنتی میں بہت کم ہوں گے حضرت بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت اُتری ہم لوگ مجلس میں بیٹھے تھے اور بعض صحابہؓ مغرب بعد سے لیکر عشا تک نماز میں مشغول رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اس حدیث کی یہی ایک سند ہے پھر فرماتا ہے ان کے لئے جنت میں کیا کیا نعمتیں اور لذتیں پوشیدہ پوشیدہ بنا رکھی ہیں اس کا کسی کو علم نہیں۔ چونکہ یہ لوگ بھی پوشیدہ طور پر عبادت کرتے تھے اسی طرح ہم نے بھی پوشیدہ طور پر ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور ان کے دل کا سُکھ تیار کر رکھا ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کے دل میں گذرا، بخاری کی حدیث قدسی میں ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ رحمتیں اور نعمتیں مہیا کر رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ کے دیکھنے میں آئیں نہ کسی کان کے سُننے میں۔ نہ کسی دل کے سوچنے میں۔ اس حدیث کو بیان فرما کر حضرت ابو ہریرہؓ راوی حدیث نے کہا قرآن کی اس آیت کو پڑھ لو۔ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ اس روایت میں قُرَّةِ کے بجائے قُرَّاتِ پڑھنا بھی مروی ہے اور روایت میں فرمانِ رسولؐ ہے کہ جنت کی نعمتیں جسے ملیں وہ کبھی بھی بے نعمت نہیں ہونے کا۔ ان کے کپڑے پُرانے نہ ہوں گے۔ ان کی جوانی ڈھلے گی نہیں، ان کے لئے جنت میں وہ ہے جو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی انسان کے دل پر اُن کا وہم و گمان ہوا (مسلم) ایک حدیث میں ہے کہ حضورؐ نے جنت کا وصف بیان کرتے ہوئے آخر میں یہی فرمایا اور پھر یہ آیت تَتَجَافٰی سے یَعْمَلُوْنَ تک تلاوت فرمائی۔ حدیث قدسی میں ہے میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی نعمتیں تیار کی ہیں جو نہ آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ کانوں نے سنی ہیں بلکہ تم ان کا اندازہ بھی نہیں کر سکتے صحیح مسلم شریف میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ تعالےٰ رب العالمین عز وجل سے عرض کیا کہ اے باری تعالیٰ ادنیٰ جنتی کا درجہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ ادنیٰ جنتی وہ شخص ہے جو کل جنتیوں کے جنت میں چلے جانے کے بعد آئے گا اس سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہے گا خدایا کہاں جاؤں؟ ہر ایک نے اپنی جگہ پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنی چیزیں سنبھال لی ہیں۔ اس سے کہا جائے گا کہ کیا تو اس پر خوش ہے؟ کہ تیرے لئے اتنا ہو جتنا دنیا کے کسی بہت بڑے بادشاہ کے پاس تھا وہ کہے گا پروردگار میں اس پر خوش ہوں۔ اللہ فرمائے گا تیرے لئے اتنا ہے اور اتنا ہی اور اتنا ہی اور اور اتنا ہی اور پانچ گنا یہ کہے گا بس بس اے رب میں راضی ہو گیا اللہ تع

[عہ] ظاہر ہے کہ حدیث کا مطلب یہ تو نہیں ہو سکتا کہ آدمی گونگا بنکر بیٹھ جائے نہ کچھ کہے اور نہ کچھ سنے یہ تو رہبانیت ہوگی جو کہ اسلام کے مخالف ہے بلکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ زبان کو بیہودہ گوئی میں صرف نہ کرے۔ بلکہ اس سے وہ کام لے جو خدا تعالیٰ کو مطلوب ہو جو خدا تعالیٰ سے قریب کرائے

[عہ] یعنی تہجد کی نماز پڑھنا۔

فرمائے گا یہ سب ہم نے [illegible] اس کا دس گنا اور بھی دیا اور اور بھی جس چیز کو تیرا دل چاہے اور جس سے تیری آنکھیں ٹھنڈی رہیں [illegible] باچھیں کھل گئیں جی خوش ہوگیا۔ حضرت موسیٰؑ نے کہا پھر خدایا اعلیٰ درجہ کے جنتی کی کیا کیفیت ہے؟ فرمایا [illegible] تو خیر [illegible] نے ہاتھ سے بوئی اور اس پر اپنی مہر لگا دی پھر نہ تو وہ کسی کے دیکھنے میں آئی نہ کسی کے سننے میں، [illegible] کی آیت فَلَا تَعْلَمُ الخ ہے۔ حضرت عباسؒ بن عبدالواحدؒ فرماتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ [illegible] اپنی حور کے ساتھ [illegible] گا کسی دوسری چیز کی طرف اس کا التفات ہی نہیں ہوگا پھر جو دوسری طرف التفات ہوگا تو دیکھے گا کہ [illegible] وہ خوبصورت اور نورانی شکل کی ایک اور حور ہے وہ اسے اپنی طرف متوجہ دیکھکر خوش ہو کر کہے گی کہ اب میری مراد بھی پوری ہوئی [illegible] کون ہے؟ وہ جواب دے گی میں مزید میں سے ہوں اب یہ سراپا اس کی طرف متوجہ ہو جائے گا پھر ستر سال تک دوسری طرف دیکھے [illegible] اتنی مدت کے بعد پھر جو اس کا التفات اور [illegible] ہوگا تو دیکھے گا کہ اس سے بھی اچھی ایک اور حور ہے وہ کہے گی کہ اب وقت آگیا [illegible] پوچھے گا تم کون ہو؟ [illegible] میں سے ہوں جن کی نسبت جناب باری نے فرمایا ہے کوئی نہیں جانتا کہ اُن کے [illegible] تیار رکھی ہے۔ حضرت سعید بن جبیرؓ فرماتے ہیں فرشتے جنتیوں کے پاس دنیا کے [illegible] کے خدائی تحفے لے کر جائیں گے جو ان کی جنت میں نہیں ہوں گی یہی بیان اس آیت میں ہے [illegible] حضرت ابوالیمان فزاری یا کسی اور سے نقل ہے کہ جنت کے سو درجے ہیں پہلا درجہ چاندی کا [illegible] بھی چاندی کے اس کی مٹی مشک ہے، دوسرا درجہ سونے کا ہے زمین بھی سونے کی مکانات بھی سونے کے، برتن [illegible] ہے۔ تیسری موتی کی زمین بھی موتی کی گھر بھی موتی کے برتن بھی موتی کے اور مٹی مشک کی۔ اور باقی ستانوے [illegible] نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا نہ کسی انسان کے دل میں گذرا [illegible] پھر اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ ابن جریر میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت روح الامین سے روایت کرتے ہیں کہ انسان کی نیکیاں بدیاں لائی جائیں گی۔ بعض بعض سے کم کی جائیں گی پھر اگر ایک نیکی بھی باقی بچ گئی تو اللہ تعالیٰ اُسے بڑھا دے گا اور جنت میں کشادگی عطا فرمائے گا۔ راوی نے یزدر سے پوچھا کہ نیکیاں کہاں چلی گئیں؟ تو انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی کہ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ نَتَقَبَّلُ عَنْهُمْ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا وَنَتَجَاوَزُ عَنْ سَيِّاٰتِهِمْ الخ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال ہم نے قبول فرما لئے اور اُن کی برائیوں سے ہم نے درگذر فرما لیا۔ راوی نے کہا پھر اس آیت کے کیا معنی ہیں؟ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ الخ فرمایا بندہ جب کوئی نیکی لوگوں سے چھپا کر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ بھی قیامت کے دن اس کے آرام کی چیزیں جو اس کے لئے پوشیدہ رکھ چھوڑی تھیں عطا فرمائے گا۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا لَا يَسْتَوٗنَ ۝ اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

تو جو شخص مومن ہو گیا وہ اس شخص جیسا ہو جاوے گا جو بے حکم ہو وہ آپس میں برابر نہیں ہو سکتے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے

فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى نُزُلًا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمْ

سو ان کیلئے ہمیشہ کا ٹھکانا جنتیں ہیں جو ان کے اعمال کے بدلے میں بطور انکی مہمانی کے ہیں اور جو لوگ بے حکم تھے سو ان کا ٹھکانا

---

۵ اور ظاہر ہے کہ نہ تو یہ حدیث ہے کہ آپ اس کو ماننے پر مجبور ہوں اور نہ کسی صحابی کا قول جس کا انکار ٹھیک نہیں، بات ایک صاحب کو پہونچی کہاں سے پہونچی پہونچانے والے کون تھے خبر کو صحیح یا غلط کہنے کی کوئی وجہ موجود نہیں۔ بس جی چاہے قبول کر لیجئے اور اگر دل نہیں مانتا تو مت مانئے مضائقہ کچھ نہیں۔

النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا [illegible]ـيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا

دوزخ ہے وہ لوگ جب اس سے باہر نکلنا چاہیں گے تو پھر اسی میں دھکیل دیے جاویں گے

عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ⑨ وَلَنُ[illegible]

کا وہ عذاب چکھو جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے [illegible]

الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ⑩ [illegible] ظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ

اس بڑے عذاب سے پہلے چکھا دیں گے تاکہ یہ لوگ باز آویں اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جس کو اس کے رب کی

بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ [illegible] اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ [illegible]ـوْنَ ⑪ ع

آیتیں یاد دلائی جاویں [illegible] منادی فرشتہ باوازِ بلند ندا کرے گا [illegible] تمام مخلوق [illegible] سے بدلہ لیں گے

ع ٢ ١١ ١٥

برابر تو نہیں ہوسکتے

[illegible] کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر [illegible] ہے کہ اس کے نزدیک نیک کار اور بدکار برابر [illegible] رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ الخ یعنی [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی [illegible] ہے کہ ہم انہیں مثل ایماندار اور نیک عمل والوں کے کر دیں گے ان کی موت زیست برابر، لذتیں پوشیدہ پوشیدہ [illegible] رہے ہیں اور آیت میں ہے اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ [illegible] ایماندار نیک عمل لوگوں کو کیا ہم زمین کے فسادیوں کے برابر کر دیں؟ پرہیزگاروں کو گنہگاروں کے برابر کر دیں؟ اور آیت میں ہے لَا يَسْتَوِيْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ الخ دوزخی اور جنتی برابر نہیں یہاں بھی فرمایا کہ مومن اور کافر قیامت کے دن ایک مرتبے کے نہیں کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علیؓ اور عقبہ بن ابی معیط کے بارے میں نازل ہوئی ہے پھر ان دونوں قسموں کا تفصیلی بیان فرمایا کہ جس نے اپنے دل سے کلامِ خدا کی تصدیق کی اور اس کے مطابق عمل بھی کیا تو انہیں وہ جنتیں ملیں گی جن میں مکانات ہیں بلند بالاخانے ہیں اور رہائشی آرام کے تمام سامان ہیں۔ یہ ان کی خوش عملی کے بدلے کی مہمانداری ہوگی اور جن لوگوں نے اطاعت چھوڑ دی ان کی جگہ جہنم میں ہوگی جس میں سے وہ نکل نہ سکیں گے۔ جیسے اور آیت میں ہے كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا مِنْ غَمٍّ اُعِيْدُوْا فِيْهَا یعنی جب کبھی وہاں کے غم سے چھٹکارا چاہیں گے دوبارہ وہیں جھونک دیے جائیں گے حضرت فضیل بن عیاضؒ فرماتے ہیں واللہ ان کے ہاتھ پاؤں بندھے ہوئے ہوں گے آگ کے شعلے انہیں اوپر نیچے لے جا رہے ہوں گے فرشتے انہیں سزائیں دے رہے ہوں گے اور جھڑک کر فرماتے ہوں گے کہ اس جہنم کے عذاب کا لطف اٹھاؤ جسے تم جھوٹا جانتے تھے عذابِ ادنیٰ سے مراد دنیوی مصیبتیں آفتیں دکھ درد اور بیماریاں ہیں یہ اس لئے ہوتی ہیں کہ انسان ہوشیار ہو جائے اور خدا کی طرف جھک جائے اور بڑے عذابوں سے نجات حاصل کرلے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد گناہوں کی وہ مقرر کردہ سزائیں ہیں جو دنیا میں دی جاتی ہیں جنہیں شرعی اصطلاح میں حدود کہتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ اس سے مراد عذابِ قبر ہے۔ نسائی میں ہے کہ اس سے مراد قحط سالیاں ہیں۔ حضرت ابیؓ فرماتے ہیں چاند کا شق ہو جانا، دھوئیں کا آنا اور پکڑ اور بربادکن عذاب۔ اور بدر والے دن ان کفار کا قید ہونا اور قتل کیا جانا۔ کیونکہ بدر کی اس شکست نے مکے کے گھر گھر کو ماتم کدہ بنا دیا تھا۔ ان عذابوں کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے پھر فرماتا ہے جو خدا کی آیتیں سن کر اس کی وضاحت کو پا کر پھر ان سے منہ موڑے بلکہ ان کا انکار کر جائے اس سے بڑھ کر ظالم اور کون ہوگا؟ حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں اللہ کے ذکر سے اعراض نہ کرو ایسا کرنے والے بے عزت، بے وقعت اور بڑے گنہگار ہیں۔ یہاں بھی فرمان ہوتا ہے کہ ایسے گنہگاروں سے ہم ضرور انتقام لیں گے جناب رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے تین

نے کئے وہ مجر [illegible] جس نے بے وجہ کوئی جھنڈا باند [illegible] ماں باپ کی نا فرمانی کی جس نے ظالم کے ظلم میں اس کا

دیا۔ یہ مجرم لوگ ہیں [illegible] کا فرمان ہے کہ ہم مجرموں سے [illegible] کریں گے اور اُن سے پورا بدلا لیں گے (ابن ابی حاتم)

[illegible] مُوسٰی [illegible] فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى

ہم نے موسیٰ کو کتاب [illegible] ملنے میں کچھ شک نہ کیجئے اور ہم نے اس کو بنی اسرائیل کے

لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْ [illegible] جَعَلْ [illegible] اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا

لئے موجب ہدایت بنایا تھا۔ ا [illegible] ان میں جبکہ انہوں نے صبر کیا بہت سے پیشوا بنا دیئے تھے جو ہمارے حکم سے ہدایت

صَبَرُوْا وَكَا [illegible] نَا يُوْقِنُوْنَ ② اِنَّ [illegible] هُوَ [illegible] بَيْنَهُمْ

کیا کرتے تھے اور وہ لوگ ہماری آیتوں [illegible] آپس میں فیصلہ

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْ [illegible] ③

ان امور میں کر دے گا جن میں [illegible]

یوم فصل

ارشاد فرماتا ہے ہم نے موسیٰ کو تورات دی تو [illegible] میں ذرہ۔ قتادہ فرماتے ہیں یعنی معراج والی رات میں۔ حدیث میں ہے میں نے معر [illegible] موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ گندم گوں رنگ کے لمبے قد کے گھونگریالے بالوں والے تھے ایسے جیسے قبیلہ شنوءہ کے آدمی ہوتے ہیں۔ اسی رات میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی دیکھا وہ درمیانہ قد کے سرخ وسفید تھے سیدھے بال تھے میں نے اسی رات حضرت مالک کو دیکھا جو جہنم کے داروغہ ہیں اور دجال کو دیکھا یہ سب اُن نشانیوں میں سے ہیں جو خدائے تعالےٰ نے آپ کو دکھائیں پس تو اس کی ملاقات میں شک وشبہ نہ کر آپ نے یقیناً حضرت موسیٰ کو دیکھا اور ان سے ملے جس رات آپ کو معراج کرائی گئی موسیٰ کو ہم نے بنی اسرائیل کا ہادی بنا دیا اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کتاب کو ہم نے اسرائیلیوں کی ہدایت بنائی۔ جیسے سورۂ اسرائیل میں ہے وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ الخ یعنی ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور اس کتاب کو بنو اسرائیل کے لئے ہادی بنایا کہ تم میرے سوا کسی کو کارساز نہ سمجھو۔ پھر فرماتا ہے کہ چونکہ وہ اللہ تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری اور اس کی نافرمانیوں کے ترک اور اس کی باتوں کی تصدیق اور اس کے رسولوں کی اتباع پر صبر سے جمے رہے ہم نے ان میں سے ہدایت کے پیشوا بنا دیئے جو اللہ کے احکام لوگوں کو پہنچاتے ہیں بھلائی کی طرف بلاتے ہیں برائیوں سے روکتے ہیں۔ لیکن جب ان کی حالت بدل گئی انہوں نے کلام اللہ میں تبدیل تحریف تاویل شروع کر دی تو اللہ تعالےٰ نے بھی ان سے یہ منصب چھین لیا اور ان کے دل سخت کر دیئے عمل صالح اور اعتقاد صحیح سے وہ محروم ہو گئے۔ پہلے تو یہ دنیا سے بچے ہوئے تھے۔ حضرت سفیانؒ فرماتے ہیں۔ یہ لوگ ایسے ہی تھے انسان کو لائق ہے کہ اسکا کوئی پیشوا ہو جس کی یہ اقتدا کرکے دنیا سے بچا ہوا رہے۔ آپ فرماتے ہیں دین کے لئے علم ضروری ہے جیسے جسم کے لئے غذا ضروری ہے۔ حضرت سفیانؒ سے حضرت علیؓ کے اس قول کے بارے میں سوال ہوا کہ صبر کا درجہ ایمان میں کیسا ہے؟ فرمایا ایسا ہے جیسا سر کا جسم میں۔ کیا تو نے خدا کے اس فرمان کو نہیں سنا؟ ہم نے اُن کے صبر کی وجہ سے ایسا پیشوا بنا دیا کہ وہ ہمارے حکم کی ہدایت کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا مطلب یہ ہے کہ چونکہ انہوں نے تمام کاموں کے سر کو لے لیا اللہ نے بھی انہیں پیشوا بنا دیا۔ چنانچہ فرمان ہے ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب حکمت اور نبوت دی اور حلال روزیاں

عنایت فرمائیں اور جہاں والوں پر فضیلت دی [illegible] کے آخر میں فرمایا کہ جن عقائد [illegible] میں ان کا اختلاف [illegible] ہے اُن کا فیصلہ قیامت کے دن خود خدا کردے گا۔

اَوَلَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ [illegible] فِیْ مَ[illegible] اِنَّ فِیْ [illegible]

کیا ان کو یہ امر موجب رہنمائی نہیں ہوا کہ ہم ان سے پہلے کتنی اُمتیں ہلاک کر [illegible] ؟ [illegible] لوگ آتے جاتے ہیں [illegible]

اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ④ اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ [illegible] اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ

نشانیاں ہیں، کیا یہ لوگ سنتے نہیں ہیں۔ کیا انہوں نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible] پہنچاتے ہیں پھر اسی کے ذریعہ

زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ⑤

سے کھیتی پیدا کرتے ہیں جس کو [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] ندا کرے گا [illegible] تمام مخلوق [illegible] ہیں۔

آیات مبینات

[illegible] کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر [illegible] ؟ کہ ان سے پہلے بھی گمراہوں کو ہم نے تہ و بالا [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] بھی رسولوں کو جھٹلایا خدا کی باتوں سے بے پرواہی کی۔ اب نہ جھٹلانے [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت [illegible] ان کی ویرانی ان کے اگلے مالکوں کی ہلاکی ان کے سامنے ہے۔ لیکن تاہم یہ عبرت [illegible] لذتیں پوشیدہ پوشیدہ [illegible] جگہ بیان فرمایا ہے کہ یہ غیر آباد کھنڈر یہ اُجڑے ہوئے محلات تو تمہاری آنکھوں کو اور تمہارے [illegible] کے لئے اپنے اندر بہت سی نشانیاں رکھتے ہیں۔ دیکھ لو کہ خدا کی باتیں نہ ماننے کا رسولوں کی حقارت کرنے کا کتنا برا انجام ہوا۔ کیا تمہارے کان اُن کی خبروں سے ناآشنا ہیں؟ پھر جناب باری اپنے لطف و کرم کو احسان و انعام کو بیان فرمارہا ہے کہ وہ آسمان سے پانی اُتارتا ہے پہاڑوں سے اونچی جگہوں سے سمٹ کر نالوں کے ندیوں کے دریاؤں کے ذریعہ وہ اِدھر پھیل جاتا ہے۔ بنجر غیر آباد زمین اس سے ہریالی والی ہوجاتی ہے۔ گو مفسرین کا قول یہ بھی ہے کہ جُرُز مصر کی زمین ہے لیکن یہ ٹھیک نہیں ہاں مصر میں بھی ایسی زمین ہو تو ہو آیت میں مُراد تمام وہ حصے ہیں جو سُوکھ گئے ہوں جو پانی کے محتاج ہوں سخت ہوگئے ہوں، زمین پیوست کے مارے پھٹنے لگی ہو۔ بیشک مصر کی زمین بھی ایسی ہے دریائے نیل سے وہ سیراب کی جاتی ہے۔ حبش کی بارشوں کا پانی اپنے ساتھ سُرخ رنگ کی مٹی کو بھی گھسیٹتا جاتا ہے اور مصر کی زمین جو شور اور ریتیلی ہے وہ اس پانی اور اس مٹی سے کھیتی کے قابل بن جاتی ہے اور ہر سال ہر فصل کا غلہ تازہ پانی سے انہیں میسر آتا ہے جو اِدھر اُدھر کا ہوتا ہے اس حکیم و کریم، منان و رحیم کی یہ سب مہربانیاں ہیں۔ اُسی کی ذات قابلِ تعریف ہے۔ روایت ہے کہ جب مصر فتح ہوا تو مصر والے بوُنہ مہینے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہماری قدیمی عادت ہے کہ اس مہینے میں دریائے نیل کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بارھویں تاریخ کو ہم ایک باکرہ لڑکی کو لیتے ہیں جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی ہو اس کے والدین کو دے دلا کر رضامند کر لیتے ہیں اور اسے بہت عمدہ کپڑے اور بہت قیمتی زیور پہنا کر بنا سنوار کر اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اس کا بہاؤ چڑھتا ہی نہیں۔ بس سپہ سالارِ اسلام حضرت عمرو بن عاصؓ فاتح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلانہ اور احمقانہ رسم ہے۔ اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا اسلام تو ایسی عادتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے تم اب ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ باز رہے لیکن دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا ایک ماہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک پڑا ہوا ہے لوگ تنگ آکر ارادے کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں یہاں کی بود و باش ترک کر دیں اب فاتح مصر کو تشویش ہوئی اور دربارِ خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں اسی وقت خلیفۃ المسلمین امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھیجتا ہوں

ے کر دریائے [illegible] نے ا[illegible] [illegible] تو اس میں تحریر تھا کہ یہ خط ہے خدا کے بندے
امیر المومنین عمرؓ کی طرف [illegible] مصر کے [illegible] نیل کی طرف [illegible] مقصد یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے اور اپنی مرضی
سے [illegible] تو خیر د[illegible] اللہ تعالیٰ وا[illegible] ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے رواں کر دے
[illegible] حضرت امیر [illegible] نے نہیں [illegible] آئی تھی جو دریائے نیل میں سولہ ہاتھ گہرا پانی چلنے
لگا اور اسیوقت [illegible] کے ساتھ [illegible] خطہ سرسبز ہوگیا اور دریا پوری [illegible]
سے بہتا رہا۔ اس سے [illegible] [illegible] کے لئے خاتمہ ہوا۔ (کتاب السنة
للحافظ ابوالقاسم اللا[illegible] [illegible] فلینظر الا[illegible] [illegible] طعامہ الخ یعنی انسان اپنی غذا کو دیکھے
کہ ہم نے بارش کی اور زمین [illegible] پیدا [illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما[illegible] اسے نہیں دیکھتے۔ حضرت ابن عباسؓ
فرماتے ہیں جرز وہ زمین ہے [illegible] نالوں اور نہر[illegible] [illegible] فرماتے
ہیں یہ زمین یمن میں ہے۔ حسنؓ فرماتے ہیں ایسی [illegible] وہ زمین ہے جس میں
پیداوار نہ ہو اور غبار آلود ہو۔ اسی کو اس [illegible] علیہ وسلم [illegible] الخزان کے لئے مردہ زمین
بھی ایک نشانی ہے جیسے ہم زندہ کر دیتے [illegible] کرے تو آ[illegible]

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ [illegible] الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ

اور یہ لوگ کہتے ہیں کہ اگر تم سچے ہو تو یہ فیصلہ کب ہوگا [illegible] فیصلے کے دن کافروں کو

الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۷﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ

ان کا ایمان لانا نفع نہ دیگا اور اُن کو مہلت بھی نہ ملیگی سو ان کی باتوں کا خیال نہ کیجئے اور آپ منتظر رہیے

مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۸﴾ ع

یہ بھی منتظر ہیں

یوم الفتح کا فراعتراضاً کہا کرتے تھے کہ اے نبیؐ تم جو کہا کرتے ہو اور اپنے ساتھیوں کو بھی مطمئن کر دیا ہے کہ تم ہم پر فتح پاؤ گے اور ہم سے بدلے لوگے وہ وقت کب آئے گا؟ ہم تو مدتوں سے تمہیں مغلوب زیر اور بے وقعت دیکھ رہے ہیں چھپ رہے ہو ڈر رہے ہو اگر سچے ہو تو اپنے غلبے کا اور اپنی فتح کا وقت تو بتلاؤ۔ اللہ فرماتا ہے کہ جب عذاب خدا آجاتا ہے اور جب اس کا غصہ اور غضب اتر پڑتا ہے خواہ دنیا میں ہو خواہ آخرت میں اس وقت کا نہ ایمان نفع دیتا ہےعــہ نہ مہلت ملتی ہے جیسے فرمان ہے فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ الخ یعنی جب ان کے پاس خدا کے پیغمبر دلیلیں لے کر آئے تو یہ اپنے ہر علم پر نازاں ہونے لگے پوری دو آیتوں تک اس سے فتح مکہ مراد نہیں فتح مکہ والے دن تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافروں کا اسلام لانا قبول فرمایا تھا اور تقریباً دو ہزار آدمی اس دن مسلمان ہوئے تھے اگر اس آیت میں یہی فتح مکہ مراد ہوتی تو چاہئے تھا کہ خدا کے پیغمبر علیہ السلام ان کا اسلام قبول نہ فرماتے جیسے اس آیت میں ہے کہ اس دن کافروں کا اسلام لانا غیر مقبول ہوگا

عــہ یعنی خدا تعالےٰ کے غضب کے آثار مشاہدہ کرنے کے بعد جو ایمان لایا جاتا ہے وہ خدا تعالےٰ کے یہاں مقبول نہیں کیونکہ یہ ایمان تو اضطراری ہوگا اختیاری نہیں، اور اجر و ثواب یا نجات اختیاری ایمان ہی پر مرتب ہوسکتی ہے اضطراری پر نہیں۔

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ ہے جیسے قرآن میں ہے [illegible] فرمایا کہ جن عقائد [illegible] فیصلہ کرا مد [illegible] مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا [illegible] پھر ہمارے [illegible] ہیں کے فیصلے فرما دے [illegible] آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ [illegible] يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا [illegible] سے پہلے [illegible] مِّنَ الْقُرُونِ يَمْشُونَ فِي [illegible] فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ [illegible] اگر تم فیصلے کے آرزو سے پہلے تو [illegible] ہلاک کر [illegible] خبر دوں؟ [illegible] لوگ آتے [illegible] جو رب نے اتارا ہے اُسے پہنچاتے رہے۔ جیسے [illegible] لِتُنذِرُوا [illegible] پھر فرمایا تم اپنے رب کے وعدوں کو سچا مان لو اس [illegible] کرے گا وہ وعدہ خلافی سے پاک ہے [illegible] تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کو بھولتا [illegible] سورہ کی آیت کو تلاوت [illegible] وہ تائید ایزدی سے کیسے محروم کر دیئے جائیں گے؟ [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] ندا کرے گا [illegible] تمام مخلوق [illegible] واویلا میں گرفتار کئے جائیں گے خدائے قہار کے عذاب کا [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر [illegible] ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور لطف و رحم سے سورہ سجدہ کی تفسیر [illegible] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible]

ایسی بات پر نظر نہیں کی کہ ہم خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible]

[illegible] نَفْسُهُمْ أَفَلَا يُبْصِرُونَ [illegible] قیامت [illegible]

[illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل ہوئی [illegible]

لذتیں پوشیدہ پوشیدہ [illegible]

تفسیر سورۂ احزاب مدنیہ

حضرت زرؓ سے حضرت اُبی بن کعبؓ نے پوچھا کہ سورۂ احزاب کی کتنی آیتیں شمار ہوتی ہیں؟ آپ نے فرمایا تہتر۔ حضرت اُبیؓ نے فرمایا نہیں نہیں میں نے تو دیکھا ہے کہ یہ سورت سورۂ بقرہ کے قریب قریب تھی اسی میں یہ آیت بھی پڑھی جاتی تھی اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ۝ یعنی جب بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت بدکاری کریں تو انہیں ضرور سنگسار کر دو یہ سزا خدا کی طرف سے ہے اللہ بڑا غالب اور حکمت والا ہے۔ (مسند احمد) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سورۃ کی کچھ آیتیں خدا کے حکم سے منسوخ کر دی گئیں۔ (واللہ اعلم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑے رحم والے ہیں

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تُطِعِ الْكَافِرِينَ وَالْمُنَافِقِينَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا ①

اے نبی اللہ سے ڈرتے رہیے اور کافروں اور منافقوں کا کہنا نہ مانئے بیشک اللہ تعالیٰ بڑا علم والا بڑی حکمت والا ہے

وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ② وَتَوَكَّلْ

اور آپ کے پروردگار کی طرف سے جو حکم آپ پر وحی کیا جاتا ہے اس پر چلئے بیشک تم لوگوں کے سب اعمال کی اللہ تعالیٰ پوری خبر رکھتا ہے اور آپ اللہ

[illegible] کفی [illegible] یلا ③

وکا [illegible]

[illegible] ے تا کہ [illegible] تقوی اسے کہتے

کر خدا سے [illegible] فرمانِ باری کے مطابق

اس کے عذاب سے بچنے [illegible] ے فلینظر الیکم [illegible] ان کے مشوروں پر کاربند

ہونا نہ ان کی باتیں قبولیت [illegible] پیدا ہم [illegible] سی طرح یہاں بھی فرما [illegible] کام کا

نتیجہ جانتا ہے اور اپنی بے پایاں [illegible] کھیر نا [illegible] اور نہ [illegible] شر [illegible] انجام

سے اور بگاڑ سے بچا رہے جو [illegible] سنت [illegible] علیہ وسلم [illegible] تی نہیں۔ اپنے تمام

امور و احوال میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہی [illegible] کرے تو آ [illegible] ہو کہ تمام کارسازی پردہ

قادر ہے اس کی طرف جھکنے والا کامیاب ہی کا [illegible] تو نو [illegible] بہنانے آیا [illegible]

[illegible] ور [illegible] آخر [illegible] ایک ایک [illegible] نے والیس بلا [illegible]

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ [illegible] ئِيْ تُظٰهِرُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں بنائے اور تمہاری ان بیبیوں [illegible] سے تم ظہار کر لیتے ہو

مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ۭ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ۭ

تمہاری ماں نہیں بنا دیا اور تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (اپنا سچ مچ کا) بیٹا نہیں بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ④ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ

اور اللہ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا رستہ بتلاتا ہے۔ تم ان کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو یہ اللہ کے

عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ۭ وَلَيْسَ

نزدیک راستی کی بات ہے اور اگر تم ان کے باپوں کو نہ جانتے ہو تو وہ تمہارے دین کے بھائی ہیں اور تمہارے دوست ہیں اور تم کو

عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ

اس میں جو بھول چوک ہو جاوے تو اس سے تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا لیکن ہاں جو دل سے ارادہ کر کے کرو اور اللہ تعالیٰ

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ⑤

غفور رحیم ہے

دل تو ایک ہی ہے

مقصود کو بیان کرنے سے پہلے بطور مقدمے اور ثبوت کے مثالاً ایک وہ بات بیان فرمائی جسے سب محسوس کرتے ہیں اور پھر اس کی طرف سے ذہن ہٹا کر اپنے مقصود کی طرف لے گئے۔ بیان فرمایا کہ یہ تو ظاہر ہے کہ کسی انسان کے دل دو نہیں ہوتے۔ اسی طرح تم سمجھ لو کہ اپنی جس بیوی کو تم ماں کہہ دو

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ [illegible] قرآن میں ہے [illegible] فرمایا کہ جن عقاب [illegible] فیصلہ کر [illegible]
مقام پر [illegible] کے فیصلے فرمائے [illegible]
يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا [illegible] سے پہلے [illegible]
فَقَدْ [illegible] فیصلے کے [illegible] سے پہلے تو [illegible] ہلاک کر [illegible] لوگ آتے ہیں جو رب لے اتا [illegible]
[illegible] جسے اپنا متبنّی بنا رکھا تھا [illegible] بیٹے یا اس حورت
کے اشنا ہیں ہے ما کا [illegible] علم، نہیں ہیں بلکہ وہ
خدا کے رسول و نبیوں [illegible] صرف تمہاری ایک زبانی بات
ہے جو [illegible] کو تلاوت [illegible] ہے کہ قیامت [illegible] کی پیٹھ سے یہ نکلا۔ یہ ناممکن ہے
کہ ایک [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] ندا کرے گا [illegible] تمام مخلوق [illegible] جاننے والا اور سیدھی راہ دکھانے
والا ہے بعض لوگ [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ پھر لوٹ کر [illegible] نے مشہور [illegible] رکھا تھا کہ اس کے دو دل ہیں اور
دونوں عقل و فہم [illegible] رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں [illegible] کا بیان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں تھے
آپ کو کچھ خطرہ گذرا [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] کے دو دل ہیں ایک تمہارے ساتھ ایک اُن کے
ساتھ اس پر یہ [illegible] پوشیدہ [illegible] کے دو دل نہیں بنائے۔ زہریؒ فرماتے ہیں یہ تو صرف بطور مثال
کے فرمایا گیا ہے [illegible] دو دل نہیں ہوتے اسی طرح کسی بیٹے کے دو باپ نہیں ہوتے۔ اسی کے مطابق ہم نے بھی
اس آیت کی تفسیر کی ہے۔ واللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اعلم۔ پہلے تو رخصت تھی کہ لے پالک لڑکے کو پالنے والے کی طرف نسبت کر کے اس کا
بیٹا کہہ کر پکارا جائے لیکن اب اسلام اس کو منسوخ کر رہا ہے اور فرما رہا ہے کہ اُن کے اپنے حقیقی باپ جو ہیں اُن کی طرف منسوب
کر کے انہیں پکارو۔ عدل نیکی انصاف اور راستی یہی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس آیت کے اُترنے
سے پہلے ہم حضرت زید کو زید بن محمد کہا کرتے تھے لیکن اس کے نازل ہونے کے بعد ہم نے یہ کہنا چھوڑ دیا بلکہ پہلے تو ایسے لے پالک
کے وہ تمام حقوق ہوتے تھے جو صلبی اولاد کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس آیت کے اترنے کے بعد حضرت سہلہ بنت سہیلؓ حاضرِ خدمت
نبویؐ ہو کر عرض کرتی ہیں کہ یا رسول اللہ ہم نے سالم کو منہ بولا بیٹا بنا رکھا تھا اب قرآن نے ان کے بارے میں فیصلہ کر دیا۔ میں
اس سے اب تک پردہ نہیں کرتی وہ آتے جاتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ میرے خاوند حضرت حذیفہ ان کے اس طرح آنے سے کچھ
بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر کیا ہے جاؤ سالم کو اپنا دودھ پلا دو اس پر حرام ہو جاؤ گی الغرض یہ حکم منسوخ ہو گیا اب صاف
لفظوں میں ایسے لڑکوں کی بیویوں کی بھی حلت انہیں لڑکا بنانے والے کے لئے بیان فرما دی اور جب حضرت زیدؓ نے اپنی بیوی صاحبہ
حضرت زینب بنت جحشؓ کو طلاق دے دی تو آپ نے خود اپنا نکاح اُن سے کر لیا اور مسلمان اس ایک مشکل سے بھی چھوٹ گئے۔
فالحمد للہ۔ اسی کا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں حرام عورتوں کا ذکر کیا وہاں فرمایا وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ یعنی
تمہاری اپنی صُلب سے جو لڑکے ہوں اُن کی بیویاں تم پر حرام ہیں۔ ہاں رضاعی لڑکا نسبی اور صلبی لڑکے کے حکم میں ہے جیسے کہ بخاری

---

[1] یوں تو ساری اُمت آپؐ کی اولاد اور آپؐ اُن کے باپ کی جگہ ہیں کیونکہ نبی اپنی اُمت کا باپ ہی ہوتا ہے۔ مگر مطلب اس کا
یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حقیقی اولاد نہیں اور سب جانتے ہیں کہ اولاد ذکور جو کچھ آپ کے یہاں پیدا ہوئی ان کو
اس دنیاوی زندگی گذارنے کا کوئی موقع نہ مل سکا۔

حضرت [illegible] ہے کہ حضرت
نس رضی [illegible] ے پالک لڑکوں کو
ن کے باپ کی طرف [illegible] تاکہ [illegible] جی نہ ہو تو وہ تمہارے
ی بھائی اور اسلامی [illegible] پیدا ہم [illegible] طرح یہاں بھی فرما [illegible] عنہ
ی صاحبزادی چچا چچا کہتی ہوئی آپ کے [illegible] پھر نا [illegible] اور نہ [illegible] عنہا
و دے دیا اور فرمایا یہ تمہاری [illegible] علیہ وسلم [illegible] کے حقدار ہم
یں ہم انہیں پالیں گے۔ حضرت علی فرماتے تھے [illegible] کرے تو آ [illegible] کی لڑکی ہیں۔ حضرت زیدؓ
فرماتے ہیں میرے بھائی کی لڑکی ہے۔ جعفر بن ابی طالب [illegible] لو تو دیا [illegible] بہنانے آیا ہوں [illegible] گھر میں ہیں
جی حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ آخر حضور صلے اللہ [illegible] تھے ایک ایک [illegible] کیونکہ خالہ ماں
کے قائم مقام ہے۔ حضرت علیؓ سے فرمایا تو میرا ہے اور میں تیرا ہوں۔ حضرت جعفر رضی اللہ [illegible] نے واپس بلا [illegible] مشابہ ہے۔
حضرت زیدؓ سے فرمایا تو ہمارا بھائی اور ہمارا مولیٰ ہے۔ اس حدیث میں بہت سے احکام ہیں۔ [illegible] ہے کہ حضور نے حکم حق
سنا کر اور دعویداروں کو بھی ناراض نہیں ہونے دیا اور آپ نے اسی آیت پر عمل کرتے ہوئے حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
فرمایا تم ہمارے بھائی اور ہمارے دوست ہو۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اسی آیت کے ماتحت میں تمہارا بھائی ہوں۔ اُبی فرماتے ہیں
واللہ اگر یہ بھی معلوم ہوتا کہ ان کے والد کوئی ایسے ویسے ہی تھے تو بھی یہ ان کی طرف منسوب ہوتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص
جان بوجھ کر اپنی نسبت اپنے باپ کی طرف سے دوسرے کی طرف کرے اس نے کفر کیا۔ اس کی سخت وعید ہے اور ثابت ہوتا ہے
کہ صحیح نسب سے اپنے کا ہٹانا بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ پھر فرماتا ہے جب تم نے اپنے طور پر جتنی طاقت تم میں ہے تحقیق کرکے
کسی کو کسی کی طرف نسبت کیا اور فی الحقیقت وہ نسبت غلط ہے تو اس خطا پر تمہاری پکڑ نہیں۔ چنانچہ خود پروردگار نے ہمیں دعا
تعلیم کی کہ ہم اس کی جناب میں کہیں رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا خدایا ہماری بھول چوک اور غلطی نہ پکڑ۔ صحیح مسلم
کی حدیث میں ہے کہ جب مسلمانوں نے یہ دعا پڑھی جناب باری عز اسمہٗ نے فرمایا میں نے یہ دعا قبول فرمائی۔ صحیح بخاری شریف
میں ہے جب حاکم اپنی کوشش میں کامیاب ہو جائے اپنے اجتہاد میں صحت کو پہنچ جائے تو اُسے دُوہرا اجر ملتا ہے اور اگر خطا
کر جائے تو اسے ایک اجر ملتا ہے اور حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے میری اُمت کو اُن کی خطائیں بھول چوک اور جو کام
ان سے زبردستی کرائے جائیں ان سے درگذر فرمالیا ہے یہاں بھی یہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہاں جو کام تم قصدِ قلب سے
عمداً کرو وہ بیشک قابلِ گرفت ہیں۔ قسموں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے اوپر جو حدیث بیان ہوئی کہ نسب بدلنے والا کفر کا مرتکب
ہے وہاں بھی یہ لفظ ہیں کہ باوجود جاننے کے آیتِ قرآن جواب تلاوتاً منسوخ ہے اس میں تھا فَاِنَّ كُفْرًا بِكُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ
اٰبَآئِكُمْ یعنی تمہارا اپنے باپ کی طرف سے نسبت ہٹانا کفر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا آپ کے ساتھ کتاب نازل فرمائی اس میں رجم کی بھی آیت تھی حضور نے خود بھی رجم کیا (یعنی شادی شدہ زانیوں
کو سنگسار کیا) اور ہم نے بھی آپ کے بعد رجم کیا۔ ہم نے قرآن میں یہ آیت بھی پڑھی ہے کہ اپنے باپ سے اپنا سلسلۂ نسب نہ ختم کرو کیونکہ

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ [illegible] فرمایا کہ جن عقائد [illegible] کا فیصلہ کرا دو [illegible]

مقام پر ہے قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا [illegible] پھر ہمارے [illegible] جس کے فیصلے فرما [illegible]

آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ [illegible]

[illegible] تو [illegible] ہلاک کر [illegible] لوگ آتے [illegible]

[illegible] اَنْتُمْ [illegible] فَلَا یُبْصِرُوْنَ [illegible]

وہ واقعی مار [illegible] افتادہ زمین کی طرف [illegible]

بحالت غفلت [illegible] ولایت میں رہتے ہیں [illegible] ہجرت تھا [illegible] اپنے دشمنوں سے

[illegible] یعنی ایسی آیت کو تلاوت [illegible] قیامت [illegible] ہوگا ⑥

[illegible] فرشتہ [illegible] تمام مخلوق [illegible] نزدیک کون ہے؟ [illegible]

شفیق ورحیم [illegible]

[illegible] رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] اُمت پر خود ان کی انکی جانوں سے بھی زیادہ [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] سے بھی ان کا زیادہ اختیار دیا۔ یہ خود اپنے لئے کوئی تجویز نہ کریں بلکہ ہر حکم [illegible] لَا یُؤْمِنُوْنَ الخ تیرے رب کی قسم یہ مؤمن نہ ہوں گے جبتک کہ اپنے آپس [illegible] حکم نہ مان لیں۔ اور تیرے تمام احکام اور فیصلوں کو بدل وجان بکشادہ پیشانی قبول نہ کرلیں صحیح حدیث شریف میں ہے اُس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی باایمان نہیں ہو سکتا جبتک کہ میں اُسے اُس کے نفس سے اُس کے مال سے اس کی اولاد سے اور دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ ایک اور صحیح حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ آپ مجھے تمام جہان سے زیادہ محبوب ہیں لیکن ہاں خود میرے اپنے نفس سے نہیں آپ نے فرمایا نہیں نہیں عمرؓ جب تک کہ میں تجھے خود تیرے نفس سے بھی زیادہ محبوب نہ بن جاؤں۔ یہ سُن کر جناب فاروق رضی اللہ تعالے عنہ فرمانے لگے قسم خدا کی یارسول اللہ آپ اب مجھے ہر چیز سے یہاں تک کہ میری اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آپ نے فرمایا اب ٹھیک ہے بخاری شریف میں اس آیت کی تفسیر میں ہے حضور فرماتے ہیں تمام مؤمنوں کا زیادہ حقدار دنیا اور آخرت میں خود ان کی اپنی جانوں سے بھی میں ہوں۔ اگر تم چاہو تو پڑھ لو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ سنو جو مسلمان مال چھوڑ کر مرے اُس کا مال تو اس کے وارثوں کا حصہ ہے اور اگر کوئی مرجائے اور اُس کے ذمہ قرض ہو یا اس کے چھوٹے چھوٹے بال بچے ہوں تو اس قرض کی ادائے گی کا میں ذمہ دار ہوں اور ان بچوں کی پرورش میرے ذمہ ہے۔ پھر فرماتا ہے حضورؐ کی ازواج مطہرات حُرمت اور احترام میں، عزت اور اکرام میں، بزرگی اور عظمت میں تمام مسلمانوں میں ایسی ہیں جیسی خود ان کی اپنی مائیں۔ ہاں ماں کے اور احکام مثلاً خلوت یا ان کی لڑکیوں اور بہنوں سے نکاح کی حرمت یہ یہاں ثابت نہیں گو بعض علماء نے ان کی بیٹیوں کو بھی مسلمانوں کی بہنیں لکھا ہے جیسے کہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے مختصر میں نصًّا فرمایا ہے لیکن یہ عبارت کا اطلاق ہے نہ کہ حکم کا اثبات۔ حضرت معاویہؓ وغیرہ کو جو کسی نہ کسی ام المؤمنین کے بھائی تھے انہیں ماموں کہا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعیؒ نے تو کہا ہے کہ کہہ سکتے ہیں۔ رہی یہ بات کہ حضورؐ کو ابو المؤمنین بھی کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟ یہ خیال رہے کہ ابو المومنین کہنے میں مسلمان عورتیں بھی آجائیں گی جمع مذکر سالم میں باعتبار تغلیب کے مؤنث بھی شامل ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا کا فرمان ہے کہ نہیں کہہ سکتے۔ امام شافعیؒ کے دو قولوں میں بھی زیادہ صحیح قول یہی ہے۔ اُبی بن کعب اور ابن عباس رضی اللہ عنہم کی قرأت میں اُمَّهَاتُهُمْ کے بعد یہ لفظ ہیں وَهُوَ اَبٌ لَّهُمْ یعنی آپ اُن کے والد ہیں۔

[illegible] پیارے [illegible] حرام [illegible] ہو جائے [illegible]

[illegible] کے چھوٹے [illegible] کے ہیں [illegible] ہوئے رہ [illegible]

[illegible] اور آسانی [illegible] کر [illegible]

[illegible] لیکن [illegible] پیدا [illegible]

[illegible] وقت کی [illegible] حرام [illegible] فلینظر [illegible] ہوتے تھے [illegible]

[illegible] سی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible] خاص ہم [illegible]

[illegible] پھر نا ہوا اور نہ [illegible] شر [illegible] ے بھائی چارہ کیا یہ بہتر [illegible]

[illegible] ہوئے [illegible]

حضرت ابو بکرؓ کا بھ [illegible] علیہ وسلم [illegible] ان کا ایک زرقی شخص کے

ساتھ۔ خود میر [illegible] بن مالک [illegible] کرے تو آ [illegible] ان کا انتقال ہوجاتا تو میں بھی

ان کا وارث بنتا۔ پھر یہ آیت اتری اور میراث ک [illegible] پہنائے آیا ہوں کا نہیں لیکن ویسے

اگر تم اپنے ان مخلص احباب کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تو [illegible] ہو۔ پھر فرماتا ہے خدا

کا یہ حکم پہلے ہی سے اس کتاب میں لکھا ہوا تھا جس میں کوئی ترمیم و تبدیلی نہیں ہوتی [illegible] پر ورثہ بٹتا تھا یہ صرف

ایک خاص مصلحت کی بنا پر خاص وقت تک کے لئے تھا اب یہ ہٹا دیا گیا اور اصلی حکم دے دیا گیا۔ واللہ اعلم:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُّوْحٍ وَّاِبْرٰهِیْمَ وَمُوْسٰی

اور جبکہ ہم نے تمام پیغمبروں سے ان کا اقرار لیا اور آپ سے بھی اور نوحؑ اور ابراہیمؑ اور موسیٰ

وَعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۷ لِّیَسْـَٔلَ الصّٰدِقِیْنَ

اور عیسیٰؑ ابن مریم سے بھی اور ہم نے اُن سے خوب پختہ عہد لیا تاکہ ان سچوں سے ان کے سچ کی

عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۸ ع

تحقیقات کرے اور کافروں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

ایک عہد

فرمان ہے کہ ان پانچوں اولوالعزم پیغمبروں سے اور عام نبیوں سے سب سے ہم نے عہد لیا کہ وہ میرے دین کی تبلیغ کریں گے اس پر قائم رہیں گے۔ آپس میں ایک دوسرے کی مدد امداد اور تائید کریں گے اور اتفاق و اتحاد رکھیں گے۔ اسی عہد کا ذکر اس آیت میں ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَاۤ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ

ـه کیونکہ حدیث میں ایسی چیزوں پر تنبیہ کی گئی تھی جو بظاہر بہت ہی معمولی معلوم ہوتی ہیں اس لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں تمہارا باپ ہوں اور جس طرح ایک شفیق باپ اپنی اولاد کو چھوٹی سی چھوٹی چیز۔ پر بھی متنبہ کرتا ہے ایسے ہی میں بھی تم کو آگاہ کرتا ہوں۔

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ [illegible] یں فرمایا کہ جن عقائد [illegible] فیصلہ کر [illegible]
مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا [illegible] پھر [illegible] بس کے فیصلے [illegible]
آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ [illegible]

[illegible] اخلاق [illegible] لوگ آتے [illegible]
[illegible] نَسُوْقُ [illegible] اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ [illegible]
[illegible] خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible]
[illegible] اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ [illegible] قیامت [illegible]

وہ واقعی مال [illegible] ہے جیسے [illegible]
بحالت عفیہ [illegible] اس آیت کو تلاوت یعنی [illegible]
ہیں دیکھے [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] اصل مقصد [illegible] تمام مخلوق [illegible] اسلام نازل فرمائے
اس آیت کی تفسیر میں حضور [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ [illegible] نے کے اعتبار سے
سب سے آخر ہوں۔ پس مجھے [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] راوی [illegible] ضعیف ہیں اور
سند سے یہ مُرسل ہے [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] ہے واللہ اعلم حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں
حضرت آدم علیہ السلام [illegible] باتیں پوشیدہ پوشیدہ [illegible] پانچ پیغمبر ہیں نوحؑ، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم
ہیں اس آیت میں ایک راوی [illegible] کہا گیا ہے کہ اس آیت سے جس عہد ومیثاق کا ذکر ہے یہ وہ ہے جو روز ازل میں حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے تمام انسانوں کو نکال کر لیا تھا۔ حضرت اُبی بن کعبؓ سے نقل ہے کہ حضرت آدمؑ کو بلند کیا گیا آپ نے اپنی اولاد کو دیکھا ان میں مالدار مفلس خوبصورت اور ہر طرح کے لوگ دیکھے تو کہا کہ خدایا کیا اچھا ہوتا کہ تُو نے ان سب کو برابر ہی رکھا ہوتا اللہ تعالےٰ جل جلالہٗ نے فرمایا کہ یہ اس لئے ہے کہ میرا شکر ادا کیا جائے ان میں جو انبیاء کرام علیہم السّلام تھے انہیں بھی آپ نے دیکھا وہ مثل روشنی کے نمودار تھے ان پر نُور برس رہا تھا ان سے نبوت ورسالت کا ایک اور خاص عہد لیا گیا تھا جس کا بیان اس آیت میں ہے صادقوں سے اُن کے صدق کا سوال ہو یعنی ان سے جو احادیث رسولؐ پہنچانے والے تھے۔ ان کی اُمتوں میں سے جو بھی ان کو نہ مانے اُسے سخت عذاب ہوگا۔ اے اللہ تو گواہ رہ ہماری گواہی ہے ہم دل سے مانتے ہیں کہ بیشک تیرے رسولوں نے تیرا پیغام تیرے بندوں کو بلا کم وکاست پہنچادیا۔ انہوں نے پوری خیرخواہی کی اور حق کو صاف طور پر نمایاں طریقے سے واضح کردیا جس میں کوئی پوشیدگی کوئی شبہ کسی طرح کا شک نہ رہا گو بدنصیب ضدی جھگڑالو لوگوں نے انہیں نہ مانا ہمارا ایمان ہے کہ تیرے رسولوں کی تمام باتیں سچ اور حق ہے اور جس نے ان کی راہ نہ پکڑی وہ گمراہ اور باطل پر ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا

اے ایمان والو اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب تم پر بہت سے لشکر چڑھ آئے پھر ہم نے

عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ اِذْ جَآءُوْكُمْ

ان پر ایک آندھی بھیجی جو تم کو دکھائی نہ دیتی تھی اور اللہ تمہارے اعمال کو دیکھتے تھے جبکہ وہ لوگ

مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ

تم پر آچڑھے اوپر کی طرف سے بھی اور نیچے کی طرف سے بھی اور جبکہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئی تھیں اور کلیجے منہ کو آنے لگے تھے

[illegible] جائے [illegible] تمام [illegible] پیارے [illegible] کر چھوٹے [illegible] ہیں [illegible] ور آسمان [illegible] لیکن [illegible] پیدا [illegible] دیا [illegible] ی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible] تمام عرب [illegible]

آگ لگا کر سب [illegible] علیہ وسلم [illegible] ن کا سردار عیینہ بن حصن بن بدر مقرر ہو [illegible] ر کو جب اس لشکر کشی کی خبریں پہنچیں تو آپ [illegible] حضرت سلمان فا [illegible] خندق کے کھودنے میں تمام صحابہ مہاجرین و انصار شامل تھے اور خود آپ بھی بہ نفس [illegible] یں بھی اور حصہ لینے میں بھی۔ مشرکین کا لشکر بلا مزاحمت مدینے شریف تک پہنچ گیا اور مدینے کے مشرقی [illegible] کے متصل اپنا پڑاؤ جمایا یہ تھا مدینے کا نچلا حصہ۔ اوپر کے حصے میں انہوں نے اپنی ایک بڑی بھاری جمعیت بھیجدی جس نے اعالی مدینہ میں لشکر کا پڑاؤ ڈالا اور نیچے اوپر سے مسلمانوں کو محصور کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ کے صحابہ کو جو تین ہزار سے نیچے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ صرف سات سو تھے لے کر ان کے مقابلہ پر آئے۔ سلع پہاڑی کو آپ نے اپنی پشت پر کیا اور دشمنوں کی طرف متوجہ ہو کر فوج کی ترتیب دی خندق جو آپ نے کھودی اور کھدوائی تھی اس میں پانی وغیرہ نہ تھا وہ صرف ایک گڑھا تھا جو مشرکین کے ریلے کو بے روک آنے نہیں دیتا تھا۔ آپ نے بچوں اور عورتوں کو مدینے کے ایک محلے میں کر دیا تھا۔ یہودیوں کی ایک جماعت بنو قریظہ مدینے میں بھی تھی مشرقی جانب ان کا محلہ تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کا معاہدہ صلح مضبوط تھا ان کا بھی بڑا گروہ تھا تقریباً آٹھ سو جنگجو لڑنے کے قابل مرد ان میں موجود تھے۔ مشرکین اور یہود نے ان کے پاس حُیَی بن اخطب نضری کو بھیجا اس نے انہیں بھی شیشے میں اتار کر سبز باغ دکھلا کر اپنی طرف کر لیا اور انہوں نے بھی ٹھیک موقعہ پر مسلمانوں کے ساتھ بدعہدی کی اور علانیہ طور پر صلح توڑ دی۔ باہر سے دس ہزار کا وہ لشکر جو گھیرا ڈالے پڑا ہے اندر سے ان یہودیوں کی بغاوت جو بغلی گھونسے کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے۔ بتیس دانتوں میں زبان یا آٹے میں نمک کی طرح مسلمان ہو گئے۔ یہ کل سات سو آدمی کر ہی کیا سکتے تھے یہ وہ وقت تھا جس کا نقشہ قرآن کریم نے کھینچا ہے کہ آنکھیں پتھرا گئیں دل پریشان طرح طرح کے خیالات پریشان کرنے لگے جھنجھوڑ دیئے گئے اور سخت امتحان میں مبتلا ہو گئے مہینہ بھر تک محاصرہ کی یہی تلخ صورت قائم رہی گو مشرکین کی یہ جرأت تو نہیں ہوئی کہ خندق سے پار ہو کر دست بدست لڑائی لڑتے لیکن ہاں گھیرا ڈالے پڑے رہے اور مسلمانوں کو تنگ کر دیا۔ البتہ عمرو بن عبدود عامری جو عرب کا مشہور شجاع پہلوان اور فن سپہ سالاری میں یکتا تھا ساتھ ہی بہادر جیوٹ اور قوی تھا ایک مرتبہ ہمت کر کے اپنے ساتھ چند جانباز پہلوانوں کو لے کر خندق سے اپنے گھوڑوں کو کدا لایا۔ یہ حال دیکھ کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے سواروں کی طرف اشارہ کیا لیکن کہا جاتا ہے کہ انہیں تیار نہ پا کر آپ نے حضرت علیؓ کو حکم دیا کہ تم اس کے مقابلہ پر آ جاؤ آپ گئے تھوڑی دیر تک دونوں

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ [illegible] فرمایا کہ جن عقاب [illegible] کا فیصلہ کرا دے [illegible]
مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا [illegible] پھر [illegible] جس کے فیصلے فرما [illegible]
آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ [illegible]

[illegible] لوگ آتے [illegible] اخلاق [illegible] ہلاک کر [illegible]
اَنَّا نَسُوْقُ [illegible] الْجُرُ [illegible]
[illegible] اسی طرح [illegible] خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible]
وہ واقعی مال [illegible] جیسے [illegible] دولت میں [illegible] عبرت تمہ [illegible] کے بیچ
[illegible] اَنْعَامُهُمْ [illegible] اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ
بحالت عفیف [illegible] ایت کو تلاوت یعنی [illegible] ہے کہ قیامت [illegible] پھر

جو مسلمان بلا [illegible] کی منادی فرشتہ آواز اصل مقرر ہے کا [illegible] تمام مخلوق [illegible] اسلام نازل [illegible] سے کبھی نے پیچھے مڑ کر بھی نہیں دیکھا [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ [illegible] پاؤں پر گر پڑا جسے میں نے [illegible] رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] کی انکی جماعت نے مشرکین کے دل اور سینے خوف [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] اپنے ماتحت [illegible] حضرت [illegible] اپنے پاس بلا بلا کر کہنے لگے نجات کی صورت [illegible] میں پوشیدہ ہو پوشیدہ [illegible] کا ڈالا ہوا ڈر اور رعب اور یہی وہ لشکر ہے جس کا بیان اس آیت میں ہے کہ اس لشکر کو تم نے نہیں [illegible] حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالے عنہ سے ایک نوجوان شخص نے جو کوفے کے رہنے والے تھے کہا کہ اے ابو عبد اللہ تم بڑے خوش نصیب ہو کہ تم نے اللہ کے رسول کو دیکھا اور آپ کی مجلس میں بیٹھے بتاؤ تو تم کیا کرتے تھے؟ حضرت حذیفہ رض نے فرمایا واللہ ہم جاں نثاریاں کرتے تھے۔ نوجوان فرمانے لگے سنئے چچا اگر ہم حضورؐ کے زمانے کو پاتے تو واللہ آپ کو قدم بھی زمین پر نہ رکھنے دیتے اپنی گردنوں پر اٹھا کرے جاتے۔ آپ نے فرمایا بھتیجے لو ایک واقعہ سنو جنگ خندق کے موقعہ پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بڑی رات تک نماز پڑھتے رہے۔ فارغ ہو کر دریافت فرمایا کوئی ہے۔ جو جا کر لشکر کفار کی خبر لا دے؟ اللہ کے نبی اس سے شرط کرتے ہیں کہ وہ جنت میں داخل ہو گا۔ کوئی کھڑا نہ ہوا کیونکہ خوف کی بھوک کی اور سردی کی انتہا تھی۔ پھر آپ دیر تک نماز پڑھتے رہے پھر فرمایا ہے کوئی جو جا کر یہ خبر لا دے کہ مخالفین نے کیا کیا؟ اللہ کے رسول اسے مطمئن کرتے ہیں کہ وہ ضرور واپس آئے گا اور میری دعا ہے کہ اللہ تعالے اسے جنت میں میرا رفیق کرے۔ اب کے بھی کوئی کھڑا نہ ہوا اور کھڑا ہوتا کیسے؟ بھوک کے مارے پیٹ کمر سے لگ رہا تھا سردی کے مارے دانت سے دانت بج رہا تھا۔ خوف کے مارے پتے پانی ہو رہے تھے۔ بالآخر میرا نام لے کر سردار رسول نے آواز دی اب تو بے کھڑے ہوئے چارہ ہی نہ تھا۔ فرمانے لگے حذیفہ تو جا اور دیکھ کہ وہ اس وقت کیا کر رہے ہیں، دیکھ جب تک میرے پاس واپس نہ پہنچ جا کوئی کام نہ کرنا میں نے بہت خوب کہہ کر اپنی راہ لی اور جرأت کے ساتھ مشرکوں میں گھس گیا وہاں جا کر عجیب حال دیکھا کہ دکھائی نہ دینے والے خدا کے لشکر اپنا کام پھرتی سے کر رہے ہیں۔ چولھوں پر سے دیگیں ہوا نے الٹ دی ہیں۔ خیموں کی چوبیں اکھڑ گئی ہیں آگ جلا نہیں سکتے۔ کوئی چیز اپنے ٹھکانے نہیں رہی۔ اسی وقت ابو سفیان کھڑا ہوا اور باآواز بلند منادی کی کہ اے قریشیو! اپنے اپنے ساتھی سے ہوشیار ہو جاؤ۔ اپنے ساتھی کو دیکھ بھال لو ایسا نہ ہو کوئی غیر کھڑا ہوا ہو۔ میں نے یہ سنتے ہی میرے پاس جو ایک قریشی جوان تھا اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس سے پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا اب ہوشیار رہنا۔ پھر ابو سفیان نے کہا قریشیو بخدا ہم اس وقت کسی ٹھیرنے کی جگہ پر نہیں ہیں۔ ہمارے مویشی ہمارے اونٹ ہلاک ہو رہے ہیں بنو قریظہ نے ہم سے وعدہ خلافی کی اس نے ہمیں بڑی تکلیف پہنچائی پھر اس ہوا نے تو ہمیں پریشان کر رکھا ہے ہم پکا کھا نہیں سکتے آگ تک جلا نہیں سکتے

جائے [illegible] نے اپنا ارادہ
ترک کردیا۔ جب [illegible] علیہ وسلم [illegible] کرے تو آ [illegible] جب حضور
کے پاس پہنچ گیا تو [illegible] پہنانے آیا [illegible] ی۔ اور صبح
تک پڑا سوتا رہا، صبح خود حضور [illegible] یہ کہکر جگایا کہ اے [illegible] ایک ایک مسلم کہا کر کاش کہ ہم رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور آپ کے زمانے کو پاتے تو خدیفہؓ نے کہا کاش تم جیسا [illegible] نے والیس [illegible] حضور نہ دیکھنے کے پیدا
اور کچھ عقیدہ رکھتے ہو۔ برادر زادے جو تمنا تم کرتے ہو یہ تمنا ہی ہے نہ جانے ہوتے تو کیا کرتے؟ ہم پر تو ایسے کٹھن وقت آئے ہیں
یہ کہکر پھر آپ نے مندرجہ بالا لیلۃ الخندق کا واقعہ بیان کیا۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ہوا تیز تھی اور آندھی کے ساتھ بارش بھی تھی اور روایت
میں ہے کہ حضرت خذیفہؓ حضور کیساتھ کے واقعات کو بیان فرما رہے تھے جو اہل مجلس نے کہا اگر ہم اس وقت موجود ہوتے تو یوں اور یوں
کرتے، اس پر آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ باہر سے تو دس ہزار کا لشکر گھیرے ہوئے ہے اندر سے بنو قریظہ کے آٹھ سو یہودی
بگڑے ہوئے ہیں بال بچے اور عورتیں مدینے میں ہیں خطرہ لگا ہوا ہے اگر بنو قریظہ نے اس طرف کا رُخ کیا تو ایک ساعت میں ہی
عورتوں بچوں کا فیصلہ کردیں گے۔ واللہ اس رات جیسی خوف دہراس کی حالت کبھی ہم پر نہیں گذری پھر وہ ہوائیں چلتی ہیں آندھیاں تھی
ہیں اندھیرا چھاتا ہے کڑک گرج اور بجلی ہوتی ہے کہ العظمۃ للہ۔ ساتھی کو دیکھتا تو کہاں؟ اپنی انگلیاں بھی نظر نہ آتی تھیں جو منافق ہمارے
ساتھ تھے وہ ایک ایک ہو کر یہ بہانا بنا کر کہ ہمارے بال بچے اور عورتیں وہاں ہیں اور گھر کا نگہبان کوئی نہیں حضور سے آآ کر اجازت
چاہنے لگے اور آپ نے بھی کسی ایک کو نہ روکا جس نے کہا کہ میں جاؤں؟ آپ نے فرمایا شوق سے جاؤ وہ ایک ایک ہو کر سرکنے لگے
اور ہم صرف تین سو کے قریب رہ گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اب تشریف لائے ایک ایک کو دیکھا میری عجیب حالت تھی نہ میرے پاس
دشمن سے بچنے کے لئے کوئی ہتھیار تھا نہ سردی سے محفوظ رہنے کے لئے کوئی کپڑا تھا۔ صرف میری بیوی کی ایک چھوٹی سی چادر جو میرے
گھٹنوں تک بھی نہیں پہنچتی تھی۔ جب حضورؐ میرے پاس پہنچے اس وقت میں اپنے گھٹنوں میں سر ڈالے ہوئے دبک کر بیٹھا ہوا کپکپا رہا تھا
آپ نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میں نے کہا حذیفہ فرمایا حذیفہ سن! واللہ مجھ پر تو زمین تنگ ہو گئی کہ کہیں حضورؐ مجھے کھڑا نہ کریں میری تو درگت
ہو رہی ہے لیکن کرتا کیا حضورؐ کا فرمان تھا میں نے کہا حضور سن رہا ہوں ارشاد؟ آپ نے فرمایا دشمنوں میں ایک نئی بات ہونے والی ہے

عہ گویا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا، کی برکت تھی اور آپؐ کا معجزہ کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ، شدید سردی میں بھی کوئی تکلیف محسوس نہیں کر رہے تھے۔

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ [illegible] فرمایا کہ جن عقائد [illegible] فیصلہ کر اور منتظر رہ
مقام پر ہے قل یجمع بیننا [illegible] پھر ہمارے [illegible] کے فیصلے فرما
آیت میں ہے واستفتحوا وخاب [illegible]

[illegible] لوگ آتے ہیں [illegible] ہلاک کر [illegible]

[illegible] اَلَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَی الْاَرْضِ الْجُرُزِ [illegible]

وہ واقعی مار [illegible] کو ہم خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible] سے [illegible] کا
بحالت غضب [illegible] ان کے [illegible] دولت میں [illegible] مرت تم اپنے کے بیچ
[illegible] اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ [illegible] قیامت [illegible] پھر
پانی اسکا [illegible] منادی فرشتہ باواز [illegible] اسلام نازل [illegible] ہے
انھیں اللہ [illegible] کے نزدیک کون ہے [illegible] نے پچھ لیا تھا کہ
بھی نہیں دیکھا [illegible]
اب کی لڑائی [illegible] رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] ان کی جانب ہو رہے تھے کہ
ہم قیصر و کسریٰ کی [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] حضرت ابو حذیفہ یمان مختلف لوگوں
کے تھے مسلمان تو [illegible] میں پوشیدہ پوشیدہ ہے [illegible] قرآن ہے ولما رأ المؤمنون الخ لیکن منافقین کہتے تھے کہ اب کی مرتبہ
سارے مسلمان مع آنحضرت [illegible] کاٹ کر رکھ دیئے جائیں گے صحابہؓ نے عین اس گھبراہٹ اور پریشانی کے وقت رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ حضور اس وقت ہمیں اس سے بچاؤ کی کوئی دعا تلقین کریں، آپ نے فرمایا یہ دعا مانگو اللھم استر
عوراتنا وآمن روعاتنا اللہ ہماری پردہ پوشی کر اللہ ہمارے خوف و ڈر کو امن وامان سے بدل دے۔ ادھر مسلمانوں کی یہ دعائیں
بلند ہوئیں ادھر خدائی لشکر ہواؤں کی شکل میں آیا اور کافروں کا تیاپانچا کر دیا۔ فالحمد للہ۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُونَ وَزُلْزِلُوا زِلْزَالًا شَدِيدًا ⑪ وَإِذْ يَقُولُ الْمُنٰفِقُونَ
اس موقع پر مسلمانوں کا امتحان کیا گیا اور سخت زلزلے میں ڈالے گئے اور جبکہ منافقین اور وہ لوگ جن کے
وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ إِلَّا غُرُورًا ⑫ وَإِذْ قَالَتْ
دلوں میں مرض ہے یوں کہہ رہے تھے کہ ہم سے تو اللہ نے اور اس کے رسول نے محض دھوکہ ہی کا وعدہ کر رکھا ہے اور جبکہ ان میں سے
طَّآئِفَةٌ مِنْهُمْ يٰأَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوا ۚ وَيَسْتَأْذِنُ فَرِيقٌ مِنْهُمُ
بعض لوگوں نے کہا کہ اے یثرب کے لوگو تمہارے لئے ٹھہرنے کا موقع نہیں سو لوٹ چلو اور بعض لوگ ان میں نبی سے اجازت مانگتے تھے
النَّبِيَّ يَقُولُونَ إِنَّ بُيُوتَنَا عَوْرَةٌ ۛ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۛ إِنْ يُرِيدُونَ إِلَّا
کہتے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں ہیں یہ محض بھاگنا ہی
فِرَارًا ⑬
چاہتے ہیں۔

پیارے [illegible] عام [illegible]

کر چھوٹے [illegible] ہیں [illegible]

[illegible] اور آسان [illegible] کرد [illegible] [illegible] ہوئے ر [illegible]

[illegible] پیدا [illegible]

[illegible] دیا [illegible]

[illegible] جب قیلنظی [illegible]

[illegible] سی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible]

[illegible] پھیر تا اور نہ [illegible]

[illegible] علیہ وسلم [illegible] بن جبیر [illegible] بھی قول ہے

تورات شریف [illegible] کرے تو آ [illegible] کعب احبار

فرماتے ہیں کہ ہم [illegible] ہو تو زمانہ بہانے آیا [illegible] زمانوں میں

مبتلا نہ ہو تمام بستیوں پر [illegible] تک ایک ایک مس نہیں اپنے گھروں

کو لوٹ چلو۔ بنو حارثہ کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے گھروں میں چوری ہو جانے کا خطرہ [illegible] نے واپس بلا لیا [illegible] واپس جانے کی

اجازت ملنی چاہیئے۔ اوس بن قیظی نے بھی یہی کہا تھا کہ ہمارے گھر دیں دشمن کے گھس جانے کا اندیشہ ہے ہمیں جانے کی اجازت دیجئے۔

اللہ تعالےٰ نے ان کے دل کی بات بتلادی کہ یہ تو دھوکہ ہے حقیقت میں عذر کچھ بھی نہیں نامردی سے بھگوڑا پن دکھلاتے ہیں۔ لڑائی سے جی چرا کر سرکنا چاہتے ہیں۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِم مِّنْ أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا (٦)

اور اگر مدینہ میں اس کے اطراف سے ان پر کوئی آگھسے پھر ان سے فساد کی درخواست کی جاوے تو یہ اسکو منظور کرلیں اور ان گھروں میں بہت ہی کم ٹھہریں

وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِن قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا (٧)

حالانکہ یہی لوگ پہلے خدا سے عہد کرچکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ سے جو عہد کیا جاتا ہے اسکی بازپرس ہوگی

قُل لَّن يَنفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِن فَرَرْتُم مِّنَ الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَّا تُمَتَّعُونَ

آپ فرما دیجئے کہ تم کو بھاگنا کچھ نافع نہیں ہو سکتا اگر تم موت سے یا قتل سے بھاگتے ہو اور اس حالت میں بجز تھوڑے دنوں کے اور زیادہ

إِلَّا قَلِيلًا (٨) قُلْ مَن ذَا الَّذِي يَعْصِمُكُم مِّنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ

متمتع نہیں ہوسکتے یہ بھی فرما دیجئے کہ وہ کون ہے جو تم کو خدا سے بچاسکے۔ اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کرنا چاہے یا وہ کون ہے جو خدا کے فضل کو

أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ وَلَا يَجِدُونَ لَهُم مِّن دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا (٩)

تم سے روک سکے اگر وہ تم پر فضل کرنا چاہے اور خدا کے سوا نہ کوئی اپنا حامی پائیں گے۔ اور نہ کوئی مددگار۔

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ [illegible] فرمایا کہ جن عذاب [illegible] فیصلہ کرا [illegible]

مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا [illegible] ان کے فیصلے فرما [illegible]

آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ [illegible]

[illegible] لوگ آئے [illegible]

[illegible] يَسْأَلُونَ عَنْ [illegible]

وہ واقعی [illegible] اسی طرح [illegible] خشک [illegible]

بحالت [illegible] اَفَلَا يُبْصِرُونَ [illegible] قیامت [illegible]

قَدْ يَعْلَمُ [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] اصل مقولہ [illegible] اسلام نازل [illegible]

اللہ تعالیٰ تم میں [illegible] نزدیک کون ہے؟ [illegible]

الْبَأْسَ [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] ان کی انکی [illegible] بہت

[illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت نازل [illegible] حضرت ابی [illegible] يَنْظُرُونَ

ہیں [illegible] پوشیدہ [illegible] خوف پیش آتا ہے تو ان کو دیکھتے ہو کہ وہ آپ کی

إِلَيْكَ تَدُورُ أَعْيُنُهُمْ كَالَّذِي يُغْشَىٰ عَلَيْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۖ فَإِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ

طرف اس طرح دیکھنے لگتے ہیں کہ انکی آنکھیں چکرائی جاتی ہیں جیسے کسی پر موت کی بیہوشی طاری ہو پھر جب وہ خوف دور ہو جاتا ہے تو تم کو تیز تیز

سَلَقُوكُم بِأَلْسِنَةٍ حِدَادٍ أَشِحَّةً عَلَى الْخَيْرِ ۚ أُولَٰئِكَ لَمْ يُؤْمِنُوا فَأَحْبَطَ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ

زبانوں سے طعنے دیتے ہیں. مال پر حرص لئے ہوئے یہ لوگ ایمان نہیں لائے تو ان کے تمام اعمال اللہ نے بیکار کر رکھے ہیں

وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ⑪

اور یہ بات اللہ کے نزدیک بالکل آسان ہے۔

خالی خولی باتیں اور در پردہ فریب کارانہ سازشیں

اللہ تعالےٰ اپنے محیط علم سے انہیں خوب جانتا ہے جو دوسروں کو بھی جہاد سے روکتے ہیں۔ اپنے ہم جلیسوں سے یار دوستوں سے کنبے قبیلے والوں سے کہتے ہیں کہ آؤ تم بھی ہمارے ساتھ رہو اپنے گھروں کو اپنے آرام کو اپنی زمین کو اپنے اہل و عیال کو نہ چھوڑو۔ خود بھی جہاد میں آتے نہیں یہ اور بات ہے کہ کسی کسی وقت منہ دکھا جائیں اور نام لکھا جائیں یہ بڑے بخیل ہیں نہ ان سے تمہیں کوئی مدد پہنچے نہ ان کے دل میں تمہاری ہمدردی۔ نہ مال غنیمت میں تمہارے حصے پر یہ خوش۔ خوف کے وقت تو ان نامردوں کے ہاتھوں کے طوطے اڑ جاتے ہیں۔ مایوسانہ نگاہوں سے تکنے لگتے ہیں۔ لیکن خوف دور ہوا کہ انہوں نے لمبی لمبی زبانیں نکال ڈالیں اور بڑے چڑھے دعوے کرنے لگے۔ ہیں دو ہیں دو کا غل مچا دیتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھی ہیں۔ ہم نے جنگی خدمات انجام دی ہیں ہمارا حصہ ہے اور جنگ کے وقت صورتیں بھی نہیں دکھاتے بھاگتوں کے آگے اور لڑتوں کے پیچھے رہا کرتے ہیں۔ مال کی طمع میں مکھیوں کی طرح چمٹنے لگتے ہیں۔ بھلا جھوٹ اور نامردی دونوں عیب جس میں جمع ہوں اس جیسا بے خیر انسان اور کون ہوگا؟ امن کے وقت عیاری بد خلقی بد زبانی اور لڑائی کے

[illegible]

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [illegible] اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

تم لوگوں کے لئے یعنی ایسے لوگوں کے لئے جو اللہ سے اور روز آخرت سے ڈرتا ہو اور کثرت سے ذکر الٰہی کرتا ہو رسول اللہ کا

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ① وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا

ایک عمدہ نمونہ موجود تھا اور جب ایمان داروں نے ان لشکروں کو دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ وہی ہے

مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّا

جس کی ہم کو اللہ و رسول نے خبر دی تھی اور اللہ و رسول نے سچ فرمایا تھا اور اس سے ان کے ایمان اور

اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ②

اطاعت میں اور ترقی ہو گئی۔

اسوہ حسنہ

یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کل اقوال، افعال، احوال اقتداپیروی اور تابعداری کے لائق ہیں۔ جنگ احزاب میں بھی جو صبر و تحمل اور عدیم المثال شجاعت کی مثال حضورؐ نے قائم کی جیسی راہ خدا کی تیاری شوقِ جہاد اور تنگی کے وقت بھی رب سے آسانی کی امید اس وقت آپ نے دکھائی یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزوِ عظیم بنالیں اور اپنے پیارے پیغمبر حبیبِ خدا احمد مجتبٰی محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے لئے بہترین نمونہ بنالیں اور ان اوصاف سے خود کو بھی متصف کریں۔ اسی لئے قرآنِ کریم لوگوں کو جو اس وقت سٹ پٹا رہے تھے اور گھبراہٹ پریشانی کا اظہار کرتے تھے فرماتا ہے کہ تم نے میرے نبیؐ کی تابعداری کیوں نہ کی؟ میرے رسول تو تم میں موجود تھے اُن کا نمونہ تمہارے سامنے تھا تمہیں صبر و استقلال کی دعوت تلقین تھی بلکہ ثابت قدمی استقلال اور اطمینان کا پہاڑ تمہاری نگاہوں کے سامنے تھا۔ تم

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ [illegible] یں فرمایا کہ جن عقائد [illegible] فیصلہ کرادو میں [illegible]

مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا [illegible] جمع کر [illegible] پھر [illegible] ہی کے فیصلے فرمائے

آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ [illegible]

[illegible] لوگ آئے [illegible] اخلاق [illegible] بیٹھ تو [illegible]

[illegible] يَسْأَلُونَ [illegible]

وہ واقعی [illegible] ہے جیسے [illegible] تشنگ افتادہ زمین [illegible] ہیں

بحالت عفیف [illegible] ہوتی ہیں [illegible] أَفَلَا يُبْصِرُونَ [illegible] قیامت [illegible]

[illegible] کا ایمان [illegible] منادی فرشتہ آواز اصل مقرر ہے کا [illegible] اسلام نازل [illegible]

اور بڑھ گئی۔ اس [illegible] کبھی نہیں دیکھا [illegible] کے نزدیک کون ہے [illegible]

کرام کا بھی [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں [illegible] قرآن کی انکی جمع ہے وَ لِلّٰهِ

الْحَمْدُ وَ الْمِنَّةُ [illegible] رہتے تھے۔ پس یہ آیت [illegible] حضرت ابو سفیان خدا پر چھا آئے

اور بڑھا دیا اور حمد [illegible] پوشیدہ [illegible] اور ان پر غالب تھے۔ اس اطاعت میں اور بڑھ گئے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ

ان مومنین میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ انہوں نے جس بات کا اللہ سے عہد کیا تھا اس میں سچے اُترے پھر بعضے تو ان میں وہ ہیں جو اپنی نذر پوری

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ۙ ③ لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ

کر چکے اور بعضے اُن میں مشتاق ہیں اور انہوں نے ذرا تغیر تبدل نہیں کیا یہ واقعہ اس لئے ہوا تا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو ان کے سچ کا صلہ

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ ④

اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔

ایفاء عہد

منافقوں کا ذکر ہو چکا کہ وقت سے پہلے تو جاں نثاری کے لیے چوڑے دعوے کرتے تھے لیکن وقت آنے پر پورے بزدل اور نامرد ثابت ہوئے، سارے دعوے اور وعدے رکھے کے رکھے رہ گئے اور بجائے ثابت قدمی کے پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ یہاں مومنوں کا ذکر ہو رہا ہے کہ انہوں نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے۔ بعض نے تو جام شہادت نوش فرما لیا اور بعض اس کے انتظار میں بے چین ہیں۔ صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم نے قرآن لکھنا شروع کیا تو ایک آیت مجھے نہیں ملتی تھی حالانکہ سورۂ احزاب میں وہ آیت میں نے خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنی تھی۔ آخر حضرت خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس یہ آیت ملی۔ یہ وہ صحابی ہیں جن کی اکیلے کی گواہی کو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے دو گواہوں کے برابر کر دیا تھا۔ وہ آیت مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ الخ ہے۔ یہ آیت حضرت انس بن نضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ جنگِ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے جس کا انہیں سخت افسوس تھا کہ سب سے پہلی جنگ میں جس میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنفسِ نفیس شریک تھے میں شامل نہ ہو سکا اب جو جہاد کا موقع

[illegible] پیارے [illegible] کر چھوٹے [illegible] اور آسمان [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible] پیدا [illegible]

جب [illegible] ظاہر کی جو [illegible] علیہ وسلم [illegible] ہو گئے [illegible] لوگوں کا اس آیت میں ذکر [illegible] کرے تو آ [illegible] نے میری طرف اشارہ کر کے [illegible] پہنائے [illegible] ایک ایک [illegible] معاویہ کے دربار میں گئے جب وہاں سے واپس آنے لگے دروازے سے باہر نکلے ہی تھے [illegible] نے واپس بلایا اور فرمایا آؤ مجھ سے ایک حدیث سنتے جاؤ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ تمہارے والد طلحہ ان میں سے ہیں جن کا بیان اس آیت میں ہے کہ انہوں نے اپنا عہد اور نذر پوری کر دی۔ رب العالمین ان کا بیان فرما کر فرماتا ہے کہ بعض اس دن کے منتظر ہیں کہ پھر لڑائی ہو اور وہ اپنی کارگذاری خدا کو دکھائیں اور جام شہادت نوش فرمائیں۔ پس بعضوں نے تو سچائی اور وفاداری ثابت کر دی اور بعض موقعہ کے منتظر ہیں انہوں نے نہ عہد بدلا نہ نذر کو پوری نہ کرنے کا انہیں خیال گذرا بلکہ وہ اپنے وعدے پر قائم ہیں وہ منافقوں کی طرح وقت پر بہانے بنانے والے نہیں۔ یہ خوف اور یہ زلزلہ محض اس واسطے تھا کہ خبیث و طیب کی تمیز ہو جائے اور برے بھلے کا حال ہر ایک پر کھل جائے۔ کیونکہ خدا تو عالم الغیب ہے اس کے نزدیک تو چھپا کھلا برابر ہے جو نہیں ہوا اُسے بھی وہ اُسی طرح جانتا ہے جس طرح اُسے جو ہو چکا لیکن اُس کی عادت ہے کہ جب تک مخلوق عمل نہ کرے انہیں صرف اپنے علم کی بنا پر جزا سزا نہیں دیتا جیسے اس کا فرمان ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ الخ ہم تمہیں خوب پرکھ کر مجاہدین صابرین کو تم میں سے ممتاز کر دیں گے الخ پس وجود سے پہلے کا علم پھر وجود کے بعد کا علم دونوں خدا کو ہیں اور اس کے بعد جزا سزا۔ جیسے فرمایا مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ الخ یعنی اللہ تعالے جس حال پر تم ہو اسی پر مومنوں کو چھوڑ دے ایسا نہیں جب تک کہ وہ بھلے برے کی تمیز نہ کرے۔ نہ اللہ ایسا ہے کہ تمہیں غیب پر مطلع کر دے۔ پس یہاں بھی فرماتا ہے کہ یہ اس لئے کہ سچوں کو ان کی سچائی کا بدلہ دے اور عہد شکن منافقوں کو سزا دے۔ یا انہیں توفیق توبہ دے کہ یہ اپنی روش بدل دیں اور سچے دل سے خدا کی طرف جھک جائیں تو اللہ بھی ان پر مہربان ہو جائے اور ان کی خطائیں معاف فرما دے۔ اس لئے کہ وہ اپنی مخلوق کی خطائیں معاف فرمانے والا اور ان پر مہربانیاں کرنے والا ہے۔ اس کی رافت و رحمت غضب و غصہ سے بھی ہوئی ہے۔

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ ہے [illegible] ہیں فرمایا کہ جن عقائد [illegible] کا فیصلہ کر [illegible]
مقام پر ہے قُلْ یَجْمَعُ بَیْنَنَا [illegible] پھر [illegible] ہیں کے فیصلے فرمائے
آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ کُلُّ [illegible]

[illegible] اخلاقی [illegible] لوگ آتے [illegible]

وہ واقعی [illegible] ہے جیسے [illegible] قدرت میں [illegible]
بحالت عقب [illegible] کہ قیامت [illegible]

کا مزہ چکھا دیا [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] اصل مقرر ہے کا [illegible] اسلام نازل [illegible]
نے ہی انہیں نہیں دیکھا [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ [illegible]
ملتے دانت [illegible] رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت [illegible] ان کی [illegible]
[illegible] وہ الگ ہوا۔
آخرت کا وبال الگ [illegible] رہتے تھے پس یہ آیت نازل [illegible] حضرت [illegible]
[illegible] تو پھر وہ اس میں کامیاب

ہو یا نہ ہو گنہگار تو ہو ہی گیا پس رسول اللہ [illegible] کے قتل اور آپ کے دین کو فنا کرنے کی آرزو پھر اہتمام پھر اقدام سب کچھ انہوں نے کر لیا۔ لیکن قدرت نے دونوں جہان کا بار ان پر لاد کر انہیں جلے دل واپس کیا۔ اللہ تعالےٰ نے خود ہی مؤمنوں کی طرف سے ان کا مقابلہ کیا۔ نہ مسلمان ان سے لڑے نہ انہیں ہٹایا بلکہ مسلمان اپنی جگہ رہے اور وہ بھاگتے بنے۔ اللہ نے اپنے لشکر کی لاج رکھ لی اور اپنے بندے کی مدد کی اور خود ہی کافی ہو گیا اسی لئے حضور فرمایا کرتے تھے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنے وعدے کو سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی، اپنے لشکر کی عزت کی۔ تمام دشمنوں سے آپ ہی نمٹ لیا اور سب کو شکست دیدی۔ اس کے بعد اور کوئی بھی نہیں (بخاری و مسلم) حضورؐ نے جنگِ احزاب کے موقعہ پر جناب باری سے جو دعا کی تھی وہ بھی بخاری مسلم میں موجود ہے کہ آپ نے فرمایا اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ سَرِیْعَ الْحِسَابِ اھْزِمِ الْاَحْزَابَ وَزَلْزِلْھُمْ اے اللہ اے کتاب کے اتارنے والے جلد حساب کے لینے والے ان لشکروں کو شکست دے اور انہیں ہلا ڈال اس فرمان وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ یعنی خدا نے مؤمنوں کی کفایت جنگ سے کر دی۔ اس میں ایک نہایت لطیف بات یہ ہے کہ نہ صرف اس جنگ سے ہی مسلمان چھوٹ گئے ہیں نہیں بلکہ آئندہ ہمیشہ ہی صحابہ اس سے بچ گئے کہ مشرکین ان پر چڑھ دوڑیں۔ چنانچہ آپ تاریخ دیکھ جائیے جنگِ خندق کے بعد کافروں کی ہمت پڑی ہی نہیں کہ وہ مدینے پر یا حضورؐ پر کسی جگہ خود چڑھائی کرتے۔ ان کے منحوس قدموں سے خدا نے اپنے نبی کے مسکن و آرام گاہ کو محفوظ کر لیا۔ فالحمد للہ۔ بلکہ برخلاف اس کے مسلمان ان پر چڑھ گئے یہاں تک کہ عرب کی سرزمین سے خدا نے شرک و کفر کو کھو دیا۔ جب اس جنگ سے کافر لوٹے اسی وقت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے بطور پیشگوئی فرما دیا تھا کہ اس سال کے بعد قریش تم سے جنگ نہیں کریں گے بلکہ تم ان سے جنگ کرو گے چنانچہ یہی ہوا۔ یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا۔ اللہ کی قوت کا مقابلہ بندے کے بس کا نہیں۔ اللہ کو کوئی مغلوب نہیں کر سکتا اسی نے اپنی مدد و قوت سے ان بپھرے ہوئے اور بکھرے ہوئے لشکروں کو پسپا کیا۔ انہیں برائے نام بھی کوئی نفع نہ پہنچا اس نے اسلام اور اہل اسلام کو غالب کیا اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور اپنے عبد و رسولؐ کی مدد فرمائی۔ فللہ الحمد۔

[illegible] پیارے [illegible] کہ چھوٹے [illegible] اور آسمان [illegible]

[illegible] پیدا [illegible]

[illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible]

[illegible] علیہ وسلم [illegible] کے وفا کی
ی اور عہد کو [illegible] کرے تو آپ [illegible] آمادہ
کر دیا پہلے تو یہ [illegible] ذلت پہنانے آیا ہے [illegible] اور ان کے
ساتھی، غطفان اور ان [illegible] جب تک ایک ایک مسلمان کا قیمہ نہ کر لیں گے
یہاں سے نہیں ہٹنے کے۔ کعب جو کہ جہاں دیدہ شخص تھا اس نے جواب دیا کہ تمہارا خیال غلط ہے۔ یہ تمہارے بس کے نہیں تو ہمیں ذلت
کا طوق پہنانے آیا ہے۔ تو بڑا منحوس شخص ہے میرے سامنے سے ہٹ جا اور مجھے اپنی مکاری کا شکار نہ بنا۔ لیکن حیی پھر بھی نہ ملا
اور اُسے سمجھاتا بجھاتا رہا آخر میں کہا اگر بالفرض قریش اور غطفان بھاگ بھی جائیں تو میں مع اپنی جماعت کے تیری گڑھی
میں آ جاؤں گا اور جو کچھ تیرا اور تیری قوم کا حال ہو گا وہی میرا اور میری قوم کا حال ہو گا۔ بالآخر کعب پر حیی کا جادو چل گیا اور
بنو قریظہ نے صلح توڑ دی جس سے حضورؐ کو اور صحابہؓ کو سخت صدمہ ہوا اور ان کا یہ اقدام آپکو بہت ہی بھاری پڑا پھر جب اللہ
تعالیٰ نے اپنے مخلص بندوں کی مدد کی اور حضورؐ مع اصحاب کے مظفر و منصور مدینے شریف کو واپس آئے صحابہؓ نے ہتھیار
کھول دیئے اور حضورؐ بھی ہتھیار اتار کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں گرد و غبار سے پاک صاف ہونے کے
لئے غسل کرنے کو بیٹھے ہی تھے کہ حضرت جبرئیلؑ ظاہر ہوئے، آپ کے سر پر ریشمی عمامہ تھا خچر پر سوار تھے جس پر ریشمی گدی
تھی فرمانے لگے کہ یا رسول اللہؐ کیا آپ نے کمر کھول لی؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا لیکن فرشتوں نے ابتک
اپنے ہتھیار الگ نہیں کئے۔ میں کافروں کے تعاقب سے ابھی ابھی آ رہا ہوں۔ سنیئے اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنو قریظہ کی طرف
چلئے اور ان کی پوری گوشمالی کیجئے۔ مجھے بھی خدا کا حکم مل چکا ہے کہ میں اُنہیں تھرا دوں۔ حضورؐ اسی وقت اُٹھ کھڑے ہوئے
تیار ہو کر صحابہؓ کو کوچ کا حکم کیا اور فرمایا کہ تم میں سے ہر ایک عصر کی نماز بنو قریظہ ہی میں پڑھے۔ ظہر کے بعد یہ حکم ملا تھا۔ بنو قریظہ
کا قلعہ یہاں سے کئی میل پر تھا۔ نماز کا وقت صحابہؓ کو راستہ ہی میں آ گیا تو بعضوں نے تو نماز ادا کر لی اور فرمایا حضورؐ کے
اس فرمان کا مطلب یہی تھا کہ ہم بہت تیز چال چلیں اور بعضوں نے کہا ہم تو وہاں پہنچے بغیر نماز نہیں پڑھیں گے جب آپ کو یہ بات
معلوم ہوئی تو آپ نے دونوں میں سے کسی کو ڈانٹ ڈپٹ نہیں کی۔[ع] آپ نے مدینہ میں حضرت ابن اُم مکتوم رضی اللہ عنہ کو خلیفہ

[ع] کیونکہ ایک جماعت پر آپؐ کی اطاعت کا غلبہ تھا۔ اور دوسری جماعت آپکے حکم کی تعمیل کر رہی تھی۔ لیکن اپنی رائے سے ایک بنیاد تلاش کرنے کے بعد خود کو معذور بھی سمجھتی تھی۔

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ ہے [illegible] فرمایا کہ جن عقاب [illegible] فیصلہ کر اور میں [illegible]
مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا [illegible] ہیں کے فیصلے فرما [illegible]
آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ [illegible]

[illegible] لوگ آتے [illegible] اخلاق [illegible]

وہ واقعی مال [illegible] بحالت عقبہ [illegible]

[illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] اسلام نازل [illegible]
کرتے ہیں اُدھر [illegible] نہیں دیکھا [illegible] کے نزدیک کون ہے؟ [illegible] رسول خدا
صلے اللہ علیہ [illegible] فرماتے ہیں [illegible] ان کی انکی جگہ سے پر سوار
کرالئے گئے اور سارا قبیلہ اوس لپٹ [illegible] یہ آیت نازل [illegible] حضرت [illegible] نے آپ پر بھروسہ
کیا ہے وہ آپ کے حلیف ہیں آپ کی قوم کے [illegible] سی ہیں۔ آپ ان پر رحم فرمایئے گا۔ اُن کے ساتھ نرمی سے پیش آیئے
گا۔ دیکھئے اس وقت ان کا کوئی نہیں وہ آپ کے بس میں ہیں وغیرہ لیکن حضرت سعدؓ محض خاموش تھے، کوئی جواب نہیں دیتے
تھے۔ ان لوگوں نے مجبور کیا کہ جواب دیں پیچھا ہی نہ چھوڑا۔ آخر آپ نے فرمایا وقت آگیا ہے کہ سعدؓ اس بات کا ثبوت دے کہ
اُسے خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں۔ یہ سنتے ہی ان لوگوں کے تو دل ڈوب گئے اور سمجھ گئے کہ بنو قریظہ کی خیر
نہیں۔ جب حضرت سعدؓ کی سواری اس خیمے کے قریب پہنچ گئی جس میں جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تھے تو آپ نے فرمایا لوگو اپنے
سردار کے استقبال کے لئے اُٹھو چنانچہ مسلمان اُٹھ کھڑے ہوئے اور آپ کو عزت واکرام وقعت واحترام سے سواری سے
اتارا یہ اس لئے تھا کہ اس وقت آپ حَکَم کی حیثیت میں تھے ان کے فیصلے پورے ناطق و نافذ سمجھے جائیں گے۔ آپ کے بیٹھتے ہی حضورؐ نے
فرمایا کہ یہ لوگ آپ کے فیصلے پر رضامند ہو کر قلعے سے نکل آئے ہیں اب آپ ان کے بارے میں جو چاہیں حکم کیجئے۔ آپ نے کہا کیا جو میں ان
کے بارے میں فیصلہ دوں کیا وہ پورا ہوگا؟ حضورؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ کہا اور اس خیمے والوں پر بھی اس کی تعمیل ضروری ہوگی
آپ نے فرمایا یقیناً پوچھا اور اس طرف والوں پر بھی؟ اور اشارہ اس طرف کیا جس طرف خود رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم تھے
لیکن آپ کی طرف نہیں دیکھا آپ کی بزرگی اور عزت وعظمت کی وجہ سے۔ حضورؐ نے جواب دیا ہاں اس طرف والوں پر بھی۔ آپ نے
فرمایا اب میرا فیصلہ سنئے میں کہتا ہوں بنو قریظہ میں جتنے لوگ لڑنے والے ہیں انہیں قتل کر دیا جائے اُن کی اولاد کو قید کر لیا جائے اُنکے
مال قبضے میں لائے جائیں۔ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے سعدؓ تم نے ان کے بارے میں وہی حکم کیا جو اللہ تعالےٰ نے ساتوں
آسمان کے اوپر حکم کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تم نے سچے مالک خدائے تعالےٰ کا جو حکم تھا وہی سنایا ہے پھر حضورؐ
کے حکم سے خندقیں کھائی کھدوا کر انہیں بندھا ہوا بلوا کر اُن کی گردنیں ماری گئیں یہ گنتی میں سات آٹھ سو تھے ان کی عورتیں نابالغ بچے
اور مال لے لئے گئے ہم نے یہ کل واقعات اپنی کتاب السیرۃ میں بسط وتفصیل سے لکھ دیئے ہیں۔ والحمد للہ۔ پس فرماتا ہے کہ جن اہل کتاب
یعنی یہودیوں نے کافروں کے لشکروں کی ہمت افزائی کی تھی اور ان کا ساتھ دیا تھا ان سے بھی اللہ تعالےٰ نے ان کے قلعے خالی کرا دیئے
اس قوم بنو قریظہ کے بڑے سردار جن سے ان کی نسل جاری ہوئی تھی اگلے زمانے میں آکر حجاز میں اسی خیال سے بسے تھے کہ جس نبی آخر الزماں

[illegible] پیارے [illegible] کر چھوٹے [illegible] اور آسان [illegible] لیکن [illegible]

[illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما [illegible]

[illegible] کے نشان قدم بھی نہ [illegible] علیہ وسلم [illegible] کرے تو [illegible] قدرتوں وا [illegible] خندق والے [illegible] لشکر کا کچھ حال معلوم کروں کہ [illegible] اس کے ہتھیاروں کی جھنکار سنائی دی میں راستے سے ہٹ کر ایک جگہ بیٹھ گئی دیکھا کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالے عنہ لشکر کی طرف جا رہے ہیں اور اُن کے ساتھ ان کے بھائی حارث بن اوس تھے جن کے ہاتھ میں ان کی ڈھال تھی۔ حضرت سعدؓ لوہے کی زرہ پہنے ہوئے تھے لیکن بڑے لمبے چوڑے تھے زرہ پورے بدن پر نہیں آئی تھی ہاتھ کھلے تھے اشعار رجز پڑھتے ہوئے جھومتے چلے جا رہے تھے میں یہاں سے اور آگے بڑھی اور ایک باغیچے میں چلی گئی وہاں کچھ مسلمان موجود تھے جن میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے اور ایک صاحب جو خود اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت عمرؓ نے مجھے دیکھ لیا بس پھر کیا تھا؟ بڑے ہی بگڑے اور مجھ سے فرمانے لگے یہ دلیری! تم نہیں جانتیں لڑائی ہو رہی ہے؟ . . . .

خدا جانے کیا نتیجہ ہو؟ . . . . تم کیسے یہاں چلی آئیں وغیرہ وغیرہ غرض مجھے اس قدر ملامت کی کہ زمین پھٹ جاتی تو میں اس میں سما جاتی۔ جو صاحب مغفر (خود) سے اپنا منہ چھپائے ہوئے تھے انہوں نے عمر فاروقؓ کی یہ باتیں سن کر اپنے سر سے لوہے کا ٹوپ اتارا دیکھا اب میں پہچان گئی کہ وہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو خاموش کیا کہ کیا ملامت شروع کر رکھی ہے نتیجے کا کیا ڈر ہے؟ کیوں تمہیں اتنی گھبراہٹ ہے؟ کوئی بھاگ کے جائے گا کہاں؟ سب کچھ اللہ کے ہاتھ ہے حضرت سعدؓ کو ایک قریشی نے تاک کر تیر لگایا اور کہا لے میں ابن عرقہ ہوں۔ حضرت سعدؓ کی رگِ اکحل پر وہ تیر پڑا اور پیوست ہو گیا۔ خون کے فوارے چھوٹ گئے اسی وقت آپ نے دُعا کی کہ خدایا مجھے

ع۵ یعنی اگر بالغ ہو تو قتل کر دیا جائے اور اگر نابالغ ہو تو چھوڑ دیا جائے کوئی انتہا ہے اسلام کی رحمت پسندی اور امن پسندی کی، بھلا آج کے جنگ کے مہیب نقشے کو سامنے رکھئے کہ فضا میں اڑنے والے طیارے، ایٹم اور ہائیڈروجن بم پھینکیں، کائنات لرزا ٹھے، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں انسان منٹ کے منٹ میں ہلاک ہو جائیں مجرم اور غیر مجرم کا کوئی امتیاز نہ رہے بستیاں تباہ ہو جائیں، شہر اجڑ جائیں، کھیتیاں، غلے، مویشی، بے زبان جانور، معصوم بچے، بے کس عورتیں، سب ہلاک ہو کر رہ جائیں، لیکن اس دور بربریت، درندگی، سفاکی، خونریزی کے باوجود موجودہ وقت کی طاقتیں امن پسند اور اسلام (بقیہ حاشیہ صفحہ ۹۲ پر ملاحظہ ہو)

بلکہ یہاں مراد فتح ہے فیصلہ ... فرمایا کہ جن عقاب ... فیصلہ کرا دو ...
مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ... جمع کرے گا پھر ہمارے ... کے فیصلے فرمائے
آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ ...
يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ ...

... اخلاق ... لوگ آتے ہیں ...
... نَنْسُوْنَ ... اَلْجِـ ...
... علم نہیں ... کا
... اسی طرح ... خشک افتادہ زمین ...
... ہوتے ہیں
... دولت میں ... حرت ... کے ...
... اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ... قیامت ...

وہ واقعی ... ہے جیسے ...
بحالت غضب ... اس آیت کو تلاوت یعنی ...
... ان ...
ہیں جو چاہیں گے ... منادی فرشتہ آواز ... اصل مقصد ... سلام نازل ...
سے ہاتھ دھو ... نہیں دیکھا ... کے نزدیک کون ہے؟ ... اپنی جان
ہیں ہم اپنے ... فرماتے ہیں جب ... دے دیتے
... اس فیصلہ کا اختیار ... حضرت ابو ... حضرت سعدؓ کو بلوایا
آپ تشریف لے آئے گدھے پر سوار تھے جس پر ... کی گدی ... پر ... سوار کر دیئے گئے تھے
آپ کی قوم آپ کو گھیرے ہوئے تھی اور سمجھا رہی تھی کہ دیکھو بنو قریظہ ہمارے حلیف ہیں ہمارے دوست ہیں۔ ہماری موت و زیست کے شریک ہیں اور ان کے تعلقات جو ہم سے ہیں وہ آپ پر پوشیدہ نہیں آپ خاموشی سے سب کی باتیں سنتے جاتے تھے جب ان کے محلے میں پہنچے تو ان کی طرف نظر ڈالی اور کہا وقت آگیا ہے کہ میں خدا کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی مطلق پرواہ نہ کروں۔ جب حضورؐ کے خیمے کے پاس ان کی سواری پہنچی تو حضورؐ نے فرمایا اپنے سید کی طرف اٹھو اور انہیں اتارو۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمارا سید تو اللہ ہی ہے۔ آپ نے فرمایا اتارو لوگوں نے مل جل کر انہیں سواری سے اتارا۔ حضورؐ نے فرمایا سعدؓ ان کے بارے میں جو حکم کرنا چاہو کر دو۔ آپ نے فرمایا ان کے بڑے قتل کر دیئے جائیں ان کے چھوٹے غلام بنائے جائیں ان کا مال تقسیم کر لیا جائے۔ آپ نے فرمایا سعدؓ تم نے اس حکم میں خدا و رسول کی پوری موافقت کی۔ پھر حضرت سعدؓ نے دعا مانگی کہ خدایا اگر تیرے نبیؐ پر قریش کی کوئی اور چڑھائی بھی باقی ہو تو تو مجھے اس میں شرکت کے لئے زندہ رکھ ورنہ اپنی طرف بلا لے۔ اسی وقت زخم سے خون بہنے لگا حالانکہ وہ پورا بھر چکا تھا یونہی سا باقی تھا چنانچہ انہیں پھر واپس اسی خیمے میں پہنچا دیا گیا اور آپ وہیں شہید ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ خود حضورؐ اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ وغیرہ بھی آئے سب رو رہے تھے اور میں ابو بکرؓ کی آواز اور عمرؓ کی آواز میں تمیز بھی کر رہی تھی میں اس وقت اپنے حجرے میں تھی۔ فی الواقع اصحاب رسولؐ ایسے ہی تھے جیسے خدا نے فرمایا رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ آپس میں ایک دوسرے کی پوری محبت اور ایک دوسرے سے الفت رکھنے والے تھے۔ حضرت علقمہؒ نے پوچھا ام المومنین یہ تو فرمائیے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کس طرح رویا کرتے تھے؟ فرمایا آپ کی آنکھیں کسی پر آنسو نہیں بہاتی تھیں ہاں غم و رنج کے موقعہ پر آپ اپنی ڈاڑھی مبارک اپنی مٹھی میں لے لیتے تھے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰ ملاحظہ ہو) ایک نو نہ بذہب، بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است۔

[illegible] پیارے [illegible] کہ چھوٹے [illegible] اور آسمان [illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما [illegible] اپنے نکاح [illegible] علیہ وسلم [illegible] سے الگ [illegible] کرے تو آ [illegible] نتی پسند ہے تو صبر د [illegible] فرمانے کا [illegible] بیویوں سے جو امت کی مائیں ہیں [illegible] آخرت کو ہی پسند فرمایا جس پر رب راضی ہوا اور آخرت کے ساتھ ہی دنیا کی مسرتیں بھی عطا فرمائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ اس آیت کے اترتے ہی اللہ کے نبی میرے پاس آئے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ میں ایک بات کا تم سے ذکر کرنے والا ہوں تم جواب میں جلدی نہ کرنا اپنے ماں باپ سے مشورہ کرکے جواب دینا۔ یہ تو آپ جانتے ہی تھے کہ ناممکن ہے کہ میرے والدین مجھے آپ سے جدائی ۔۔۔۔ کا مشورہ دیں۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں نے فوراً جواب دیا کہ یا رسول اللہ اس میں ماں باپ سے مشورہ کرنے کی کونسی بات ہے مجھے خدا پسند ہے اس کے رسول پسند ہیں اور آخرت کا گھر پسند ہے۔ آپ کی اور تمام بیویوں نے بھی وہی کیا جو میں نے کیا تھا اور روایت میں ہے کہ تین دفعہ حضورؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ دیکھو بغیر اپنے ماں باپ سے مشورہ کئے کوئی فیصلہ نہ کرلینا۔ پھر جب حضورؐ نے میرا جواب سنا تو آپ خوش ہوگئے اور ہنس دیئے پھر آپ دوسری ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے ان سے پہلے ہی فرمادیتے تھے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تو یہ جواب دیا ہے عہ وہ کہتی تھیں یہی جواب ہمارا بھی ہے۔ فرماتی ہیں کہ اس اختیار کے بعد جب ہم نے آپ کو اختیار کیا تو یہ اختیار طلاق میں شمار نہیں ہوا۔ مسند احمد میں ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا لوگ آپ کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور آپ اندر تشریف فرما تھے اجازت ملی نہیں۔ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی آگئے اجازت چاہی لیکن انہیں اجازت نہ ملی۔ تھوڑی دیر میں دونوں کو یاد فرمایا گیا۔ گئے، دیکھا کہ آپؐ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس بیٹھی ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس بیٹھی ہیں اور آپ خاموش ہیں۔ حضرت عمرؓ نے کہا دیکھو میں خدا کے پیغمبر کو ہنسا دیتا ہوں۔ پھر کہنے لگے یا رسول اللہؐ کاش کہ آپ دیکھتے میری بیوی نے آج مجھ سے روپیہ

عہ یہ ہے نبی کا مقام کہ دلی ازواج مطہرات سے جدا ہونے کے لئے تیار نہیں ہر ایک سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا جواب نقل فرما کر گویا کہ انکو اپنے ساتھ ہی رہنے کی ترغیب دے رہے ہیں یا یوں کہئے کہ مومن کامل چند مومنات عفائف کی خیرخواہی میں لگا ہوا ہے، مگر اس کا تصور تک نہیں کہ وحی کا یہ جز چھپالیں حالانکہ ممکن تھا کہ آپ قرآن کا یہ حصہ ازواج مطہرات کو سناتے ہی نہیں، لیکن ناممکن ہے یہ بات کہ نبی اور وحی کا ادنیٰ بھی حصہ، بیان ظاہر نہ کرے بلکہ اس کو چھپائے۔

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ ہے [illegible] میں فرمایا کہ جن عذاب [illegible] کا فیصلہ کرا اور [illegible]

مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا [illegible] پھر ہمارے [illegible] میں کے فیصلے فرما [illegible]

آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ [illegible]

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ [illegible]

[illegible] لوگ آتے [illegible] اخلاقی [illegible]

[illegible] وہ واقعی [illegible] بیشک افتادہ زیر [illegible]

[illegible] اختیار دیا [illegible] منادی فرشتہ آواز [illegible] اسلام نازل [illegible]

آخر میں [illegible] نہیں دیکھا [illegible] کون ہے؟ [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں [illegible] کی انکی [illegible] تاکہ اس طلاق

سے وہ نجیب [illegible] یعنی دنیا طلبی اور دنیا کی زینت [illegible] حضرت ابو [illegible] اور جب اس کا حکم حضورؐ نے ازواج مطہرات امہات المومنین رضوان اللہ علیہن کو سنایا اس وقت آپ کی نو بیویاں تھیں پانچ تو قریشیہ عائشہؓ، حفصہؓ، ام حبیبہؓ، سودہؓ، اور ام سلمہ رضی اللہ عنہن اور صفیہ بنت حیی جو قبیلۂ نضر کی تھیں اور میمونہ بنت حارث جو ہلالیہ تھیں اور زینبؓ بنت جحش جو اسدیہ تھیں اور جویریہ بنت حارث جو مصطلقیہ تھیں رضی اللہ عنہن وارضاہن اجمعین۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ

اے نبی کی بیبیو جو کوئی تم میں کھلی بیہودگی کرے گی اس کو دوہری سزا دی جائے گی

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ③

اور یہ بات اللہ کو آسان ہے

جن کے رتبے ہیں سوا اُن کو سوا مشکل ہے

حضورؐ کی بیویوں نے یعنی مومنوں کی ماؤں نے جب اللہ کو اس کے رسولؐ کو اور آخرت کے پہلے گھر کو پسند کر لیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں وہ ہمیشہ کے لئے مقرر ہو چکیں تو اب جناب باری عز اسمہ اس آیت میں انہیں وعظ فرما رہا

عہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ جذبہ صرف اس لئے تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت کی سعادت تنہا میرے حصہ میں آئے، آپؐ محبوب تھے اور سب ازواج آپؐ کی عاشق، ہر عاشق کا جذبہ وہی ہوتا جو بے اختیار، عائشہ رضی اللہ عنہا سے صادر ہوا عہ اور رہا آپؐ کی وفات کی صورت، میں تو پوری امت اس پر متفق ہے کہ آپؐ کی کسی بھی بیوی سے نکاح جائز نہیں، چنانچہ آپؐ کی وفات کے بعد، ازواج مطہرات سے کسی صحابی نے شادی نہیں کی اور نہ خود ازواج مطہرات نے، رضی اللہ عنہن،

[illegible] پیارے [illegible] کر چھوٹے [illegible] اور آسمان [illegible]

[illegible] اسی طرح یہاں بھی فرما [illegible] علم [illegible]

[illegible] علیہ وسلم [illegible] کرے تو [illegible] نعوذ باللہ۔ [illegible]

(الحمد للہ اکیسویں پارے کی تفسیر ختم ہوئی۔)

ایک بے نظیر کلام پاک!

"کلام اللہ" لاکھوں کی تعداد میں آچکے ہیں۔ اور ان کے کروڑوں ایڈیشن خاص و عام تک پہنچ چکے ہیں، یہ مقبولیت پوری دنیا میں صرف کلام اللہ ہی کو حاصل ہے۔

لیکن عکسی قرآن مجید (ربانی) کا لاجواب سفید کاغذ، بے نظیر تصحیح، دل کش عکسی چھپائی، اور صاف صاف کھلے کھلے حروف، آج بھی اپنی نظیر آپ ہیں۔ اس معرّیٰ قرآن پاک میں اپنی ظاہری خصوصیات کیساتھ ساتھ رموز اوقاف قرآن کا ضمیمہ بھی شامل ہے۔ اسکی کتابت فن کتابت کا ایک بہترین نمونہ ہے۔ ہدیہ سات روپے پچاس نئے پیسے مجلد اعلیٰ آٹھ روپے پچھتر نئے پیسے مجلد سالم چرمی نہایت اعلیٰ گیارہ روپے (ڈاک خرچہ اسکے علاوہ)۔

نوٹ:- خرچہ ڈاک کافی بڑھ گیا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ پانچ دوست ملکر پانچ قرآن بذریعہ سواری گاڑی منگالیں اس طرح محصول بہت کم لگے گا۔ فرمائش کے ہمراہ دس روپے پیشگی اور اپنے نزدیکی ریلوے سٹیشن کا نام انگریزی حروف میں تحریر فرمائیں۔

مکتبہ فیض القرآن دیوبند ضلع سہارنپور (یو۔پی)

بلکہ یہاں مراد فتح سے فیصلہ ہے جیسے قرآن میں ہے [illegible] فرمایا کہ جن عقائد [illegible] فیصلہ کر اور

مقام پر ہے قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ [illegible] کے فیصلے فرمائے

آیت میں ہے وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ

يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا [illegible] سے پہلے

[illegible] فیصلے کے آنے سے پہلے

مومنوں کے ساتھ [illegible]

لوگ آتے اپنے [illegible]

اگر ہم خشک افتادہ زمین کی طرف [illegible]

اَفَلَا يُبْصِرُونَ

[illegible] قیامت [illegible]

[illegible] اسلام نازل [illegible]

اسی آیت کو [illegible]

وہ واقعی [illegible] فرش کے
بحالت غضب [illegible]

[illegible] اور ان کے [illegible] ت [illegible] رد بدعات [illegible] حضرت ال[illegible] قرآن اور حدیث کی روشنی میں بے لاگ تبصرہ کیا گیا ہے قابلِ مطالعہ رسالہ ہے۔ مکتبہ نے اپنی روش کے مطابق نہایت اہتمام کے ساتھ شائع کیا ہے۔

ھدیہ
چالیس نئے پیسے۔

[illegible] کرانے اور ان [illegible] کو واضح کرنے کے سلسلے میں یہ ایک شہرۂ آفاق رسالہ ہے۔ بدعتی ماحول سے بچنے کے لئے اور مستورات کو ان مضر رسومات سے کنارہ کش کرنے کیلئے اس رسالہ کا ہر گھر میں رہنا ضروری ہے۔ مکتبہ نے اپنی روایات کے مطابق عمدہ کتابت و طباعت کیساتھ آرٹ پیپر کا ٹائٹل بھی لگایا ہے۔

(ھدیہ چالیس نئے پیسے)

کیا [illegible] ساتھ [illegible] بھی چھاپے گئے ہیں۔ [illegible] اب پہلی مرتبہ مکمل شکل میں شائع ہوا ہے۔ آں جناب جب بھی داڑھی کا فلسفہ طلب فرمائیں اسکے آگے "مکمل" کا لفظ ضرور لکھیے تاکہ آپکو ناقص ایڈیشن دستیاب نہ ہوسکے۔ اس کتابچے میں داڑھی کی مقدار، داڑھی سے متعلق جملہ شکوک و شبہات، نیز داڑھی کی شرعی حیثیت اور اسلام میں داڑھی کی اہمیت پر عقلی دلائل کیساتھ کلام کیا گیا ہے۔ موجودہ دور کے اس بڑھتے ہوئے فتنے کو روکنے کیلئے زیادہ سے زیادہ تعداد میں طلب فرما کر انگریزی تعلیمیافتہ نوجوانوں میں تقسیم کیجیے۔ پہلی فرصت میں طلب فرمائیے۔ ہدیہ صرف چالیس نئے پیسے۔

طریقہ میلاد شریف

مصنفہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رح

ردِ بدعت میں حضرت مولانا تھانویؒ کے بہت سے رسالے دستیاب ہیں۔ اسی سلسلے میں مولود سے متعلق اس رسالے میں بدعات اور رسومات جو عوام میں پھیلی ہوئی ہیں اسکی نشاندہی اور انکے مضر اثرات سے باخبر کیا گیا ہے۔ نہایت عمدہ طباعت و کتابت کے خاص اہتمام کیساتھ سفید اعلیٰ کاغذ پر رسالہ شائع کیا گیا ہے۔ نیز موضوع پر مولانا کا جامع کلام اور ردِ بدعت میں ایک اہم رسالہ ہے۔ شائقین حضرات پہلی فرصت میں طلب فرمائیں (ہدیہ چالیس نئے پیسے۔

ملنے کا پتہ: مکتبہ فیض القرآن دیوبند۔ ضلع سہارنپور (یو۔پی)

فیض ممبری

- ہر دو پروگرام میں شرکت کیلئے ایک ایک روپیہ برائے فیس ممبری ارسال فرمائیے۔
- تفسیر ابن کثیر کا ایک پارہ منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ دو روپے کی وی پی ارسال ہوگی، البتہ ہر ماہ ہر پارے کی پانچ کاپیاں یک جا منگانے پر مع ڈاک خرچ آٹھ روپے کی وی پی ارسال ہوگی۔
- تفہیم البخاری کا ایک پارہ منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ تین روپے کی وی۔ پی ارسال ہوگی، البتہ ہر ماہ ہر پارے کی پانچ کاپیاں منگانے پر بارہ ۱۲ روپے کی وی پی ارسال ہوگی۔
- ہر دو پروگرام کا ایک ایک پارہ یک جا منگانے پر ہر ماہ مع ڈاک خرچ چار روپے پچاس نئے پیسے کی وی پی روانہ ہوتی ہے۔

(آج ہی ممبر بنئے اور ممبر بنائیے)

مکتبہ فیض القرآن دیوبند

ضلع سہارنپور (یو۔پی)

زندگی کا درس

کتاب وسنت کا روش

دینی علمی شہ پاروں کا د

ماہنامہ مشرق دیو

ت پر ابھرتا ہے

دیں گی۔

● مذہبی سچائیوں کا دلنشین [illegible] ۔ دلچ

یت میں ڈوبی ہوئی ستھری زبان [illegible] سنجیدہ اور سادہ [illegible]

● [illegible] مسائل پر فیصلہ کن، جاندار مقالے [illegible]

ہزاروں [illegible]

●ت کا قیمتی مجموعہ

مناسب [illegible] کے ساتھ اپنے خریداروں [illegible] ماہ بہ ماہ پیش کیا جا رہا ہے

جسکا مطالعہ خود اپنی قیمت کا بہترین ثبوت اور [illegible] ت کا واضح اعلان ہے

[illegible] دعوت دیتے ہیں۔

سالانہ قیمت پانچ روپے

ایک شمارہ کی قیمت پچاس نئے پیسے

خط وکتابت اور ترسیل زر اس پتہ پر کیجئے۔ } **مینیجر ماہنامہ مشرق دیوبند ضلع سہارنپور** (یوپی)